وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

مرجئة العصر

کی

تلبیسات کا علمی محاکمہ

جماعۃ الدعوۃ کے مفتی مبشر احمد ربانی کی تقریر "فتنہ تکفیر" کا رد

الانتصار للمجاهدين والرد على من جادل عن الطواغيت والمرتدين الظالمين



تألیف

محمد خبیب صدیقی

حافظ عمار فاروقی

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

مرجئۃ العصر

کی تلبیسات کا علمی محاکمہ

جماعۃ الدعوۃ کے مفتی مبشر احمد ربانی کی تقریر "فتنہ تکفیر" کا ردّ

الانتصار للمجاہدین والرد علی من جادل عن الطواغیت والمرتدین الظالمین

تالیف:

محمد خبیب صدیقی حفظہ اللہ

حافظ عمار فاروقی حفظہ اللہ



مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

Website: http://www.muwahideen.co.nr

Email: salafi.man@live.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

ملتِ اسلامیہ کے بطلِ جلیل، شیرِ اسلام، امیر المجاہدین الشیخ امام ابو عبداللہ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ اور اللہ کے کلمے کی سربلندی کے لیے دنیا کی تمام تر آسائشوں کو خیر باد کہنے والے اُن مجاہدین فی سبیل اللہ کے نام جو نہ صرف تمام کافروں اور اُن کے کلمہ گو اتحادیوں کی نظر میں معتوب ہیں بلکہ ''اپنوں'' کے طعن و تشنیع سے بھی محفوظ نہیں! جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا تھا اُسے سچا کر دکھایا اور اُس میں ذرا بھی تبدیلی نہیں کی۔ اُن میں سے بعض خلعتِ شہادت پہن کر اپنے ربّ کے ہاں سرخرو ہو گئے۔ ان شاء اللہ۔ اور بعض اپنی باری کا انتظار کر رہے ہیں.!

اللّٰھم اجعلنا فی زمرتھم ومن أنصارھم .... آمین! آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مؤلف

الحمد لله معزّ الاسلامِ بنصره، ومذلّ الشركِ بقهره، و مصرّف الأمورِ بأمره، و مستدرج الكافرين بمكره الذی قدّر الأيام دولاً بعدله، والصلوٰة والسّلام علی من أعلیٰ اللهُ منارَ الاسلامِ بسيفه.

أمّا بعد؛

زیرِ نظر کتاب "مرجئۃ العصر کی تلبیسات کا علمی محاکمہ" جماعۃ الدعوۃ کے مفتی مولانا مبشر احمد ربانی صاحب کی مشہور تقریر" فتنۂ تکفیر" بمقام سیالکوٹ اور سوال و جواب کی نشست بمقام مرکز طیبہ مریدکے، کا علمی محاکمہ، ردّ اور جواب ہے۔ مفتی صاحب نے اپنی اس تقریر اور سوال و جواب کی نشست میں پاکستان کے طاغوتی، قبوری اور حربی کافروں کے فرنٹ لائن اتحادی پاکستانی حکمرانوں کا تلبیس اور تدلیس کے ساتھ دفاع کرتے ہوئے القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کے خلاف خوب زہریلا پراپیگنڈا کیا ہے اور ان کو تکفیری اور خارجی ثابت کرنے کے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے، حتیٰ کہ بعض نصوص کے ترجمے میں تحریف کی جسارت بھی کی ہے[1] ہم اس کو مفتی صاحب کی بدنصیبی کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ ان کی تقاریر میں پاکستان کے طاغوتی حکمران، پوجی جانے والی قبروں کے مجاور، شرک کے اڈوں کے محافظ، شیعیت اور رافضیت کے علمبردار، حق تشریع و قانون سازی ایسے الٰہی اختیارات رکھنے والے، اللہ کی شریعت کو معطل و تبدیل کرکے عباد اور بلاد پر انگریزی اور وضعی قوانین نافذ کرنے والے، متعدد و متنوع نواقضِ اسلام کے مرتکب، عصرِ حاضر کی صلیبی جنگ میں صلیبیوں اور حربی کافروں کے صفِ اول کے اتحادی اور نفاذِ شریعت کا مطالبہ کرنے والے مسلمانوں سے جنگ کرنے والے حکمرانوں کا ردّ نہ ہونے کے برابر ہے[2] ....؟!! بلکہ مفتی صاحب نے ان حکمرانوں کے کفر و شرک اور ظلم و طغیان پر مجرمانہ خاموشی اختیار کر رکھی ہے........ جبکہ دوسری طرف القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کے خلاف جگہ جگہ تقریریں کرتے پھر رہے ہیں اور بزعم خود ان کے 'فتنہ' سے خبردار کرنے کے فرض سے عہدہ برآ ہونے کا بیڑہ اٹھائے ہوئے ہیں....... گویا پاکستان میں باقی سارے فتنے نابود ہو چکے ہیں اور محض القاعدہ اور طالبان کا 'فتنہ' باقی رہ

---

1 دیکھئے صفحہ نمبر:52

2 آگے اشکال نمبر 5 کے تحت حدیث لائے ہیں جو سراسر حکمرانوں کے خلاف جاتی ہے، مگر اس کو بھی اُلٹا مجاہدین کے خلاف فِٹ کرنے کی جسارت کی ہے اور حکمرانوں کو تحفظ فراہم کیا۔

گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔!!! ان حالات میں پاکستان کے ان طاغوتی، قبوری اور رافضی حکمرانوں کے لئے مفتی صاحب کی یہ تقریریں ایک نعمتِ غیر مترقبہ اور من سلویٰ کی حیثیت رکھتی ہیں؟!! کیونکہ ارجاء حکمرانوں کا پسندیدہ دین ہے۔ وہ اس کے ذریعے اپنی دنیا کماتے ہیں اور اپنے دین کو ناکارہ کرتے ہیں۔

جماعۃ الدعوۃ میں بعض مخلص لوگ بھی ہیں، خصوصاً کارکنان کی سطح پر قربانیاں دینے والے جہادی نوجوان تو کافی تعداد میں موجود ہیں۔ ہماری ان سب سے گزارش ہے کہ جماعتی و تنظیمی تعصب اور جمود سے بالاتر ہو کر اس کتاب کا مطالعہ اور تحقیق کریں۔ اپنے علماء و مفتیان اور قائدین سے ان سوالوں کے جواب لیں اور طاغوت کے زیر سایہ چلنے والی جہادی تنظیموں کی بجائے ایسے مجاہدین کے ساتھ شامل ہو جائیں جن کا جہاد ایجنسیوں کی دست وبرد سے محفوظ ہو۔ اور جن کے منصوبے طاغوتی ایجنسیوں کے دفاتر میں طے نہ پاتے ہوں۔ بلکہ ان کے جہاد کا اساسی مقصد اعلائے کلمۃ اللہ، شریعتِ محمدی کا نفاذ، کفر و شرک کا خاتمہ اور کفر پر مبنی نظام ہائے حکومت کی بربادی ہو۔ ایسے مجاہدین کے ساتھ شامل ہو جائیں جو کفر کی کسی مصنوعی سرحد کے پابند ہوں نہ ہی وطنیت کے بت کی پوجا کرتے ہوں، جو طاغوت سے قطعی بیزار ہوں اور اس کے وفادار اور تابع نہ ہوں، جو طاغوت کی آنکھوں کا تارا بننے کی بجائے طاغوت کی آنکھوں کا کانٹا بنے ہوئے ہوں، اور ایسے مجاہدین ہوں جو اپنی دوستی اور دشمنی کا معیار اپنی تنظیم اور جماعت کی بجائے عقیدۂ توحید کو بناتے ہوں۔

نیز ہم مفتی صاحب سے بھی یہی گزارش کرتے ہیں کہ وہ ہماری معروضات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں اور اپنے ارجائی مذہب پر نظرِ ثانی فرماتے ہوئے اس سے اعلانیہ رجوع کریں۔ خصوصاً ایمان و کفر کے مسئلے میں مرجئہ اور جہمیہ ایسے بدعتی و گمراہ فرقوں کی موافقت کی بجائے اہل سنت اور سلف صالحین کے منہج کو اختیار کریں۔ نیز عقیدے اور ایمان و کفر کے باب میں علماء کے مرجوح اقوال اور اُن کی زلّات و اخطاء کو اپنے ارجائی مذہب کے لئے دلیل مت بنائیں، کیونکہ سچا عالمِ ربانی وہ ہوتا ہے جو اللہ سے ڈرنے والا اور حق کو قبول کرنے والا ہو، خواہ حق بتانے والا کوئی بھی ہو۔ اس طرح کہ جب اُس کے سامنے قرآن و سنت پر مبنی دلائل و براہین پیش کیے جائیں تو اُس کا علمی قد کاٹھ اُس کو قبولِ حق میں مانع نہ ہو اور یہی ہمارے سلف صالحین کا وتیرہ رہا ہے۔

ہم نے اس کتاب کا عربی نام "الانتصار للمجاهدين والرد على من جادل عن الطواغيت والمرتدين الظالمين" رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس کاوش کو احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا ذریعہ بنائے۔ ہماری غلطیوں کو معاف فرما کر ہمیں

طائفہ منصورہ اور سچے مجاہدین کی صف میں شامل فرمائے اور مجاہدینِ اسلام کو کفار و مرتدین پر فتح و کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العلمین۔

خادم المجاہدین

محمد خبیب صدیقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

فاذا وقع الاستفصال والاستفسار، انکشفت الأسرار وتبیّن اللیل والنهار، وتمیّز أهل الایمان والیقین، من أهل النفاق المدّلسین، الذین لبسوا الحق بالباطل وکتموا الحق وهم یعلمون۔

”جب تفصیل میں جایا جائے اور وضاحت طلب کی جائے تو راز منکشف ہو جاتے ہیں، دن اور رات واضح ہو جاتے ہیں اور اہلِ ایمان و یقین اُن مدلّسین دھوکے باز منافقوں سے ممتاز ہو جاتے ہیں جو حق کو باطل سے خلط ملط کر کے علم کے باوجود حق کو چھپاتے ہیں۔“

(التسعینیة لابن تیمیه: 1 / 217، بتحقیق الدکتور محمد بن ابراهیم العجلان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریر:2009-12-26 (6:36PM)

اشکال نمبر 1:

مفتی صاحب حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: من کفر اخاہ فقد باء بھا احدھما....... جس نے اپنے بھائی کو کافر قرار دیا تو اس کفر کے فتوے کے ساتھ دونوں میں سے ایک شخص پر ضرور پلٹے گا۔ (صحیح مسلم، مسند احمد وغیرہ) یا وہ شخص جس کو کافر قرار دیا گیا وہ ہوگا اگر وہ کافر نہیں ہے تو یہ فتوی اُس کفر کا فتوی لگانے والے شخص کو لوٹ آئے گا۔

ازالہ:

مفتی صاحب سے سوال ہے کہ کیا یہ حدیث مطلق طور پر اور ہر حالت میں کلمہ گو کو کافر کہنے سے منع کرتی ہے یا صرف بے دلیل تکفیر کی ممانعت کرتی ہے؟؟؟؟ اور کیا متعدد نواقضِ اسلام کے مرتکب اور اپنے شرکیہ و کفریہ اقوال و افعال کا کھلم کھلا اظہار کرنے والے لوگ بھی "اخاہ" میں داخل ہیں۔؟؟؟!!!

اگر آپ کہیں کہ دلیل کے ساتھ کسی کو ہم کافر کہہ دیں مگر ہماری دلیل صحیح نہ ہو اور وہ مخاطب کافر نہ ہو تو کیا پھر اس حدیث کے مطابق متکلم خود کافر ہو جائے گا؟ تو عرض ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہے کیونکہ اگر ایک عالم کے اصول و قواعد اہل سنت والے ہیں تو جب وہ دلیل کے ساتھ کسی کو کافر کہتا ہے تو خطاء ہونے کی صورت میں وہ کافر تو در کنار، گناہ گار بھی نہیں ہوتا۔ مثلاً سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب حاطب رضی اللہ عنہ کو کفر کا مرتکب اور قابل گردن زدنی قرار دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں کہا کہ "جو کسی بھائی کو کافر کہتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہو جاتا ہے"۔

ائمہ و شارحینِ حدیث نے یہ صراحت سے لکھا ہے کہ مسلمان کی تکفیر کے بارے میں متاول کا حکم دوسرے سے قطعی مختلف ہوتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں ان الفاظ میں باب قائم کیا ہے "باب من کفر اخاہ بغیر تاویل فھو کما قال" "جس نے بغیر تاویل کے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا تو وہ خود ویسا ہی ہے جیسا کہ اس نے کہا"

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"امام بخاری نے اس مطلق خبر کو اس کے ساتھ مقید کیا کہ جب یہ کہنے والے سے بغیر تاویل کے صادر ہو"۔ (یعنی جب تاویل کے ساتھ کسی کو کافر کہہ گا تو کافر نہیں ہو گا)

(فتح الباری: 10/632، طبع دار السلام)

علامہ عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"امام بخاری نے اس کو تاویل کے ساتھ اس لئے مقید کیا ہے کیونکہ جب یہ تاویل کے ساتھ کسی مسلمان کی تکفیر کرے گا تو معذور ہو گا، گناہ گار نہیں ہو گا اسی لیے جب عمر رضی اللہ عنہ نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف نفاق کی نسبت کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو تاویل ہی کی وجہ سے معذور سمجھا" (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو ایک بدری صحابی کو کافر کہنے کی بنا پر کافر قرار نہیں دیا کیونکہ انہوں نے تاویل کے ساتھ ایسا کیا تھا)۔ (عمدۃ القاری: 22/157)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ مسلمان قتل اور زنا جیسے گناہوں کی وجہ سے کافر نہیں ہوتا، اسی طرح اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہنے کی وجہ سے بھی کافر نہیں ہوتا جب تک وہ دین اسلام کے باطل اور جھوٹا ہونے کا عقیدہ نہ رکھتا ہو"۔ (شرح مسلم للنووی: 2/65)

جبکہ دیگر بہت سارے علماء و محققین نے اس حدیث کو قرینہ صارفہ کی وجہ سے اپنے ظاہری معنی کی بجائے زجر و توبیخ اور تشدید و تغلیظ پر محمول کیا ہے۔ ان کے نزدیک اگر کوئی مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو دلیل اور تاویل کے بغیر بھی کافر کہہ دیتا ہے تب بھی وہ نہ تو کفرِ اکبر کا مرتکب ہو گا اور نہ ہی ملت سے خارج۔

اس موٗقف کی تائید بخاری و مسلم کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"من رمی مؤمنا بکفر فھو کقتلہ"

"جس نے کسی مومن پر کفر کا حکم لگایا تو وہ اس کو قتل کرنے کے برابر ہے"

اس حدیث میں وجہ دلالت یہ ہے کہ آپ نے مسلمان کو کافر کہنے کو اس کے قتل کے برابر قرار دیا ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ کسی مسلمان کو قتل کرنا اس پر کفر کا حکم لگانے سے زیادہ شدید اور سخت ہے۔ جبکہ قتل بالاتفاق کفر و شرک کی نسبت کم تر اور ہلکا گناہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ (البقرہ: 191)

"فتنہ (شرک) قتل سے زیادہ سخت ہے"

﴿وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ﴾ (البقرہ: 217)

"فتنہ (شرک) قتل سے زیادہ بڑا ہے"

پس واضح ہوا کہ شرعی دلیل اور معتبر تاویل کے بغیر کسی مسلمان کو کافر کہنا نا صرف ناجائز بلکہ بہت بڑا گناہ ہے اس سے توبہ و استغفار لازم ہے۔ لیکن اس سے آدمی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

(دیکھیے المغنی لابن قدامہ: 2/300، التمہید لابن عبد البر: 15-17/14) و(مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ : 7/355)

امام بخاری نے اس کے بعد بایں الفاظ باب قائم ہے (باب من لم یراء کفار من قال ذلك متأولاً اوجاھلاً) "جو ایسے شخص کو کافر نہیں سمجھتا جس نے تاویل یا جہالت سے کسی مسلمان کو کافر کہا اور عمر رضی اللہ عنہ نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا کہ وہ منافق ہو گیا ہے تو نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تجھے کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ہے کہ میں نے تم کو معاف کر دیا ہے"۔

ترجمۃ الباب سے واضح ہوتا ہے کہ امام بخاری سمجھتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حاطب رضی اللہ عنہ کی تکفیر کی ہے اور انہیں ملت سے خارج کر دینے والے کفر کا مرتکب ٹھہرایا ہے لیکن اس کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو مذکورہ حدیث کی بنا پر کافر قرار نہیں دیا کیونکہ انہوں نے تاویل اور دینی غیرت کی وجہ سے حاطب کو کافر قرار دیا تھا۔

شارح صحیح بخاری کرمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اس باب سے امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ متاؤل کسی دوسرے کی تکفیر کرنے میں معذور ہوتا ہے، گناہ گار نہیں ہوتا اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو معذور سمجھا جب انہوں نے تاویل کے ساتھ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف نفاق کی نسبت کی''۔(صحیح البخاری بشرح الکرمانی :21/227)

شارح بخاری ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''مہلب نے کہا کہ امام بخاری کے اس باب کا مطلب یہ ہے کہ متاؤل معذور ہوتا ہے، گناہ گار نہیں ہوتا کیا تم دیکھتے نہیں کہ حاطب رضی اللہ عنہ نے جب مشرکین کو خط لکھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو منافق قرار دیا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو معذور سمجھا جب انہوں نے حاطب کی طرف نفاق کی نسبت کی اور نفاق بدترین کفر ہے لیکن آپ نے عمر رضی اللہ عنہ کو اس وجہ سے کافر قرار نہیں دیا''۔(شرح البخاری لابن بطال: 17/353)

علمائے امت کے اس جیسے بہت سے اقوال موجود ہیں جو کہ سارے اس بات پر واضح دلالت کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حاطب رضی اللہ عنہ کی یا تو صراحت کے ساتھ ''قد کفر'' کے لفظ سے تکفیر کی یا ان کی طرف نفاق کی نسبت کر کے انہیں ''انہ منافق'' کہہ کر کافر قرار دیا لیکن اس کے باوجود عمر رضی اللہ عنہ کو کافر قرار نہیں دیا گیا، کیونکہ وہ متاؤل تھے اور دلیل کی بنیاد پر حاطب رضی اللہ عنہ کی تکفیر کر رہے تھے۔

حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حاطب رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ مجھے اِس منافق کی گردن مارنے کی اجازت دیجیے۔ پس حاطب رضی اللہ عنہ کو کافر کہنے کی وجہ سے عمر رضی اللہ عنہ کافر نہیں ہوئے بلکہ آپ مخطئ اور متأول تھے۔''

(الفصل فی الملل و الأھواء و النحل، باب الکلام فیمن یکفر ولا یکفر 2/276، طبع دار الکتب العلمیہ)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"عمر رضی اللہ عنہ نے حاطب رضی اللہ عنہ کو منافق قرار دیا حالانکہ وہ منافق نہیں تھے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق کر دی جو انہوں نے اپنے متعلق کہا تھا۔ لیکن ان کو منافق کہنے کی وجہ سے عمر رضی اللہ عنہ کافر نہیں ہوئے کیونکہ انہوں نے تاویل کے ساتھ حاطب رضی اللہ عنہ کو کافر قرار دیا تھا"۔(شعب الایمان : 1/91، طبع دار الکتب العلمیہ)

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اس واقعہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو کسی مسلمان کو تاویل کی وجہ سے کافر یا منافق قرار دے جبکہ وہ اہل اجتہاد میں سے ہو تو اس پر اعتراض نہیں کیا جائے گا"۔(شرح السنۃ : 11/75، طبع المکتب الاسلامی)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مسلمان جب کسی سے قتال کرنے یا کسی کو کافر کہنے میں متأول ہوتا ہے تو اُس سے وہ کافر نہیں ہو جاتا جیسا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے اِس منافق کی گردن مارنے کی اجازت دیجیے۔"(مجموع الفتاویٰ : 3/283)

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جب عمر رضی اللہ عنہ نے بدری صحابی حاطب رضی اللہ عنہ پر نفاق کی تہمت لگائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے ان کا مواخذہ نہیں کیا کیونکہ انہوں نے تاویل سے ایسا کیا تھا۔ اسی طرح آپ نے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا مواخذہ بھی نہیں کیا جب انہوں نے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ "بے شک تو منافق ہے تو منافقین کی طرف سے جھگڑ رہا ہے" کیونکہ انہوں نے تاویل کی وجہ سے ایسا کہا تھا۔ اسی طرح آپ نے اس شخص کا بھی تاویل ہی کی وجہ سے مواخذہ نہیں کیا تھا جس نے مالک بن دخشم رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا کہ "یہ منافق ہے ہم اسکا میلان اور اس کی بات چیت منافقین میں ہی دیکھتے ہیں"۔

(اعلام الموقعین: 5/510، بتحقیق مشہور حسن)

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ فتح مکہ سے مستنبط فوائد کے تحت لکھتے ہیں:

”اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو اپنی خواہش کے بغیر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے غصہ کرتے ہوئے دینی غیرت و حمیت کی وجہ سے بطور تاویل کافر یا منافق کہہ دے تو اس سے وہ کافر نہیں ہو گا بلکہ گناہ گار بھی نہ ہو گا اور اسے اس کی نیت کے مطابق ثواب ملے گا“۔(زادالمعاد : 3/423)

ائمۃ الدعوۃ النجدیۃ نے لکھا ہے کہ:

”جو شخص تاویل اور اللہ کے لئے غصہ کرتے ہوئے کسی کو کافر، فاسق اور منافق قرار دے ڈالے تو اس سے معافی کی امید رکھی جائے گی جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا کہ یہ منافق ہے اسی طرح دیگر کئی صحابہ سے بھی اس طرح کے اقوال ثابت ہیں“۔(الدرر السنیۃ : 13/416)

علامہ سلیمان بن عبد اللہ آل شیخ لکھتے ہیں:

”یہاں یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ کسی شخص پر ظاہری طور پر نفاق کا حکم لاگو کرنے سے لازم نہیں آتا کہ وہ باطنی طور پر بھی منافق ہے پس جب اس میں نفاق والی علامات پائی جائیں گی تو جو اسکو منافق قرار دینا چاہے دے سکتا ہے اگرچہ وہ حقیقت میں منافق نہ ہی ہو، کیونکہ اس جیسے بعض امور کبھی انسان جہالت، خطاء یا ایسے ارادے سے کرتا ہے کہ جو اس کو منافق کے دائرے سے نکال دیتے ہیں۔ پس جو اس کو منافق قرار دے اس پر انکار نہیں کیا جائے گا جس طرح نبی ﷺ نے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ پر انکار نہیں کیا جب انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کو منافق قرار دیا حالانکہ وہ منافق نہیں تھے“۔

(الدرر السنیۃ: 165/8، مجموعۃ التوحید: 68/1، الجامع الفرید ص: 437)

الغرض نبی کریم ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو کافر و منافق کہنے اور ان کے قتل کی اجازت طلب کرنے پر نہ تو عمر رضی اللہ عنہ کو اس مذکورہ حدیث کا مصدق قرار دے کر کافر کہا کہ تو نے ایک بدری صحابی کی تکفیر کی ہے لہذا تو تکفیری اور خارجی ہے! اور نہ ہی آپ ﷺ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو منافق کہنے پر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو اس مذکورہ حدیث کے مصداق کافر، تکفیری اور خارجی قرار دیا کیونکہ انہوں نے دلیل اور تاویل سے ایسا کیا تھا۔

اب میں مفتی صاحب کے سامنے ماضی قریب کا ایک واقعہ رکھتا ہوں۔ سعودی عرب کے نامور عالم دین شیخ صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ نے عالم اسلام کے ایک مشہور عالم علامہ یوسف القرضاوی کو اس کے ایک کفریہ قول کی وجہ سے توبہ نہ کرنے کی صورت میں واجب القتل قرار دیا۔

(دیکھیے، محاکمۃ القرضاوی فی بلاد شنقیط، ص8)

چنانچہ جن علماء کرام نے قرضاوی پر کفر کا فتویٰ لگانے میں شیخ عثیمین کو خطاء پر سمجھا انہوں نے یہ نہیں کہا کہ شیخ تکفیری اور خارجی ہیں اور مذکورہ بالا حدیث کے مطابق کفر کا حکم شیخ عثیمین پر لوٹ آیا ہے کیونکہ انہوں نے امت کے علماء میں سے ایک عالم کی تکفیر کی ہے؟

امیر جماعت الدعوۃ حافظ محمد سعید کے بھائی حامد کمال الدین لکھتے ہیں:

''مسلمان بھائی کو کافر کہنے کی ممانعت والی حدیث کا مصداق وہی آدمی ہو سکتا ہے جو نواقض اسلام کا واضح طور پر مرتکب نہ ہو۔ البتہ جب کسی نے نواقضِ اسلام ہی کا ارتکاب کر لیا تو پھر مسلمان بھائی کو کافر کہنے سے ممانعت والی حدیث کے حوالے دیئے جاناچہ معنی دارد؟! ورنہ فقہ اسلامی میں مرتد کا باب سرے سے نہ ہوتا کیونکہ ہر آدمی جانتا ہے ارتداد کا حکم غیر کلمہ گو پر نہیں کلمہ گو پر ہی لگتا ہے''۔(نواقضِ اسلام ص13)

آخر میں سوال ہے کہ حافظ عبدالسلام بھٹوی نے کلمہ گو کشمالہ طارق پر کفر کا فتوٰی کیوں لگایا تھا؟ جو کہ جماعت الدعوۃ کی ہفت روزہ اخبار موجودہ جرار میں شائع بھی ہوا تھا۔

اشکال نمبر2۔

کسی شخص کا قولِ کفر یا عملِ کفر دیکھ کر ہمارا کام یہ ہونا چاہیے کہ ہم اُسکی تکفیر کی بجائے اصلاح کریں اور اُس کی تربیت کریں۔ نبی ﷺ کا بھی یہی منہج تھا آپ اپنے ساتھیوں میں کفریہ باتیں سن کر یا کفریہ عمل دیکھ کر اُن کی تکفیر نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اُن کی اصلاح فرماتے تھے۔

پھر مفتی صاحب نے احادیث سے مثالیں بیان کیں۔

(۱)۔ ابراہیم کی وفات پر سورج گرہن پر کفریہ بات کہنے والے صحابہ کی تکفیر کی بجائے اصلاح کی۔
(۲)۔ غزوہ حنین سے واپسی پر نئے نئے مسلمانوں کی طرف سے ذاتِ انواط بتانے پر نبی ﷺ نے تکفیر نہ کی اور نہ ہی موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی تکفیر کی۔
(۳)۔ صحابی نے زنا کی اجازت مانگی آپ ﷺ نے دعا اور اصلاح کی۔ پس اسلام نے یہاں یہ تعلیم دی کہ کوئی کسی حرام کردہ کام کا ارتکاب کر لے یا اجازت طلب کرے اور اسلام کا نام لینے والا ہو تو ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اسکی اصلاح کریں۔ آپ نے اس کو گمراہ یا کافر قرار دے کر علیحدہ نہیں کر دیا۔

ازالہ:

مفتی صاحب نے یہ کہہ کر تکفیر معین کا دروازہ ہی بند کر دیا ہے تا کہ اسلام ہر ملحد اور زندیق کے ہاتھوں کھلونا بن جائے، اور لوگ کھلم کھلا کفریہ و شرکیہ اعمال کرتے رہیں، اسلامی عقائد کے بخیے ادھیڑتے رہیں اور ہم ان کی تکفیر کی بجائے اصلاح کرتے رہیں؟!!! علاوہ ازیں اگر کسی کو بھی کافر نہیں کہنا تو فقہ کی کتابوں میں "باب حکم المرتد" کیوں قائم کیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر تکفیر کی بجائے اصلاح کی تجویز (جس کو منہجِ نبوی کہا گیا ہے) ہر صورت میں قابلِ عمل ہے تو پھر عمر عبد اللہ، کشمالہ طارق، سلمان رشدی، حامد کرزئی، عبد القدیر وغیرہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟

اصل میں صرف اس وقت تکفیر کی بجائے اصلاح ہے جب وہ لاعلمی میں ہو جیسا کہ مفتی صاحب کی پیش کردہ تمام مثالوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہالت اور لاعلمی کی بنا پر ایسی باتیں کر دیں تھیں اور نبی کریم ﷺ کے منع کرنے اور اصلاح فرمانے پر انہوں نے اپنی باتوں سے رجوع کر لیا اور اپنی اصلاح کر لی تھی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے منع کرنے کے باجود اپنی باتوں پر مصر نہیں ہو گئے تھے۔

اب ہم مفتی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے کے باوجود وہ ذات انواط بنا لیتے یا ابراہیم کی وفات کے ساتھ سورج گرہن کو منسلک کر لیتے یا زنا کی اجازت طلب کرنے والا آپ کے سمجھانے کے باوجود زنا کا مرتکب ہو جاتا تو پھر بتایئے رسول اللہ ﷺ کس طرح اصلاح فرماتے.......؟!

اب ہم مفتی صاحب کے اس اعتراض کی طرف آتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ذاتِ انواط کا مطالبہ کرنے والے مسلمانوں کو کافر قرار دیا اور نہ ہی موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی تکفیر کی۔ مفتی صاحب کے اس شبہے اور اعتراض کا جواب ہم ترجمانِ اہل سنت شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی دیتے ہیں۔ امام صاحب اپنی شاندار اور ارجاء کے پردوں کو چاک کرنے والی کتاب ''کشف الشبہات'' کے صفحہ 24 پر لکھتے ہیں مشرکین کے ہاں اس قصے سے ایک اور شبہ ہے جس سے وہ دلیل لیتے ہیں اور وہ یہ ہے وہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے جن افراد نے ''اجعل لنا الٰھا کما لھم الھۃ'' کہا تھا اس سے وہ کافر تو نہیں ہوئے تھے اسی طرح جن صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے ذاتِ انواط کا مطالبہ کیا تھا انہیں بھی کافر قرار نہیں دیا گیا تھا؟

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ نہ تو بنی اسرائیل نے کسی غیر اللہ کو الٰہ بنایا تھا اور نہ ہی ان صحابہ نے جنہوں نے نبی ﷺ سے ذاتِ انواط کا مطالبہ کیا تھا، اپنے لیے کوئی ذاتِ انواط مقرر کیا۔ علماء کا اس میں اختلاف نہیں ہے کہ اگر بنی اسرائیل کسی غیر اللہ کو الٰہ بنا لیتے تو قطعاً کافر قرار پاتے۔ اسی طرح اس میں بھی اختلاف نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کو نبی کریم ﷺ نے منع کیا تھا اگر وہ آپ کی بات نہ مانتے اور آپ کے منع کرنے کے باوجود کسی درخت کو ذاتِ انواط مقرر کر لیتے تو وہ بھی کافر ہو جاتے........!

قارئین کرام! ہم حیران ہیں کہ جو شبہ اور اعتراض امام صاحب کے دور کے قبر پرست مشرکین کا تھا بالکل وہی شبہ اور اعتراض جماعۃ الدعوۃ کے مفتی حضرات اور ''سلفیت'' کے ٹھیکیداروں کا ہے.! خالص اور اصلی سلفیت ارجاء میں ڈوبے ہوئے لوگوں سے بری ہے۔

فیا أیھا المُنتمی زوراً الیھا

لست منھا ولا قُلامۃ ظفر

لسانی للیلی والفؤاد لغیرھا

وفی لحظ عینی مکذب للسانیا

''خود کو جھوٹ کے ساتھ اُس کی طرف منسوب کرنے والے! تیرا اُس سے ناخن برابر بھی تعلق نہیں ہے''

'' زبان پر لیلیٰ اور دل میں کوئی اور ہے اور آنکھ کا پردہ بھی زبان کو جھٹلائے''

ویسے مفتی صاحب نے یہ تو کہہ دیا کہ زنا کا مرتکب ہو تو اسکی اصلاح کرنی چاہئے زنا کا حکم نہیں لگانا چاہئے۔ عرض ہے کہ حد تو آپ نے ساقط کر دی۔ جب زنا کا حکم نہیں لگے گا تو حد کیسے لگے گی؟؟؟ اسی طرح حدیث "من بدّل دينه فاقتلوه" کے تحت مرتد کی حد قتل کرنا ہے وہ تب لگے گی جب مرتد کا حکم لگے گا۔ اسی طرح آج بھی بتا دیں کہ

1۔ حکمرانوں کو تاتاریوں کی طرح غیر شرعی قانون نافذ کرنے پر روکا گیا۔ اصلاح کی گئی مگر وہ باز نہ آئے۔

2۔ قادیانوں کو عقیدہ ختم نبوت کا کہا گیا مگر وہ باز نہ آئے۔

3۔ اسماعیلیوں اور رافضیوں کو ان کے کافرانہ اور مشرکانہ عقائد و نظریات پر متنبہ کیا گیا، ان کی اصلاح کی گئی مگر وہ باز نہ آئے۔

4۔ حکمرانوں کو مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کرنے ان کا حلیف و اتحادی بننے سے منع کیا گیا اصلاح کی گئی مگر باز نہ آئے۔

تو کیا ان سب کی تکفیر بغیر اسی طرح اصلاح جاری رکھنی چاہیے تاکہ اسلام اور اسلامی عقائد ہر منافق و زندیق کے ہاتھوں کھلونا بن کر رہ جائے، یا اگر آپ کہتے ہیں جاری رکھنی چاہیے تو پھر آپ قادیانیوں، مشرکین، روافض اور اسماعیلیوں کو "اخاہ" سے کیسے نکالیں گے؟ اُن کی تکفیر کے بغیر اصلاح کیوں نہیں کرتے.......؟ اسی طرح کشمیر کے حکمران عمر عبداللہ اور افغانستان کے حکمران حامد کرزئی اور ان کی فوجوں کو "اخاہ" سے کیسے نکالیں گے، ان کی تکفیر اور قتال کے بغیر اصلاح کیوں نہیں کرتے؟؟؟

آپ نے اپنی "کلمہ گو مشرک" کتاب جسے آپ نے یوٹرن لینے سے پہلے لکھا تھا اس کے صفحہ نمبر 125 پر آپ نے واضح طور پر لکھا ہے:

> جب ایسا شخص جو توحید و رسالت کے اقرار اور نماز، روزہ کے عمل کے باوجود کسی دوسرے کو مرتبہ رسالت پر فائز کر دیتا ہے تو کافر قرار دیا جاتا ہے تو جو شخص انبیاء و اولیاء، ملائکہ، جنوں اور سورج و چاند وغیرہ کو رب العلمین کے مرتبہ پر فائز کر دیتا ہے اور تمام الٰہی اختیارات کو مخلوق میں عملاً مان رہا ہو تو اس کو مشرک کیوں نہ کہا جائے۔
> واللہ اعلم

کیا تکفیر اصلاح کے منافی ہے؟

نیز مفتی صاحب سے عرض ہے کہ کھلم کھلا نواقض اسلام کے مرتکب کی تکفیر کرنا اس کی اصلاح کے ہر گز منافی نہیں ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اپنے کافر کہے جانے پر توبہ کرلے اور اس تکفیر سے اس کی اصلاح ہو جائے۔

حامد کمال الدین صاحب اصلاح کی بابت لکھتے ہیں:

تو چلئے پھر ہم یہ فرض ہی کر لیتے ہیں کہ کسی خطہ کے اندر وقت کے اہل علم نے یا اہل علم کے ایک فریق نے وہاں پائے جانے والے کسی حکمران یا حکمرانوں کی تکفیر کر دی ہے۔ تو کیا اب اُس حکمران یا اُس مجموعہ حکام کی اصلاح خارج از سوال ٹھہرے گی؟ یہ سوال یوں سامنے لایا جانا آخر کیا ضروری ہے کہ: یا تکفیر / یا اصلاح؟؟ ان دو چیزوں کے مابین کون سا قطعی تعارض ہے؟ (تکفیر کے شرعی تقاضے پورے کرتے ہوئے) اگر اہل علم کے ہاتھوں کسی کی تکفیر بھی ہوتی ہے تو شرعی نصوص میں کون سی دلیل ہے کہ اُس کی اصلاح کا فریضہ اب معطل ٹھہرا دیا گیا ہے؟ فرعون سے بڑا تو کوئی طاغوت نہ ہو گا جو خم ٹھونک کر کہتا ہے أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ! تو کیا اس طاغوت کی طرف اللہ اپنے دو برگزیدہ رسولوں کو یہ ہدایت کر کے نہیں بھیجتا:

﴿اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ، فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ.......؟؟؟!﴾ (طٰہٰ: 43-44)

یعنی "دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ بڑا سرکش ہو گیا ہے۔ پھر اُس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا، شاید کہ وہ نصیحت قبول کرلے یا خشیت اختیار کرلے"

یہ شعیب علیہ السلام ہیں جو کافروں اور منکروں میں گھرے ہیں اور فرمارہے ہیں:

﴿إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ﴾ (ہود: 88)

یعنی "میں تو اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرے امکان میں ہے۔ اور مجھ کو جو کچھ توفیق ہو جاتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے اُسی پر میں بھروسہ رکھتا ہوں اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں"

"اصلاح" کا مفہوم نری میٹھی گولیاں تو نہیں!!! یہاں "شفاخانوں" میں کیا کیا کچھ نہیں پایا جاتا!!؟ (سہ ماہی ایقاظ: اکتوبر تا دسمبر 2009ء ص88,89)

اشکال نمبر 3۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے کسی دوسرے منہج والے نے ایک CD لادی جس میں ایک آدمی نے سیاہ کپڑا لپیٹا ہوا تھا اور ملک میں قتل وغارت کے حوالے سے کہہ رہا تھا کہ علماء سے سنا ہے کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ جب کافر ہیں تو ان کو مارنا فرض ہوا کن علماء سے سنا ہے اس کا کوئی پتا نہیں۔

ازالہ:

یہی لوگ جب کسی دوسرے مسلک کے لوگوں سے بحث و مناظرہ کرتے ہیں تو اُن کو یہ کہتے ہیں کہ علماء کو نہ دیکھو بلکہ دلیل دیکھو، مگر یہاں پر دوغلی پالیسی کا مظاہرہ کر رہے ہیں!) یہاں یہ یاد رکھیں کہ قرآن وسنت کو سلف کے فہم سے سمجھنے کو ہم لازم سمجھتے ہیں جیسا کہ سلف کے اقوال سے یہ کتاب بھری پڑی ہے مگر علماءِ سلطان کا یہ فہم نہیں)

پھر بھی ہم ان کے مانے ہوئے علماء اور ان کے اپنے لوگوں سے ثابت کرتے ہیں کہ یہ حکمران کافر ہیں یا نہیں اور ان کو مارنا کیسا ہے؟؟؟

(ا)۔ مفتی صاحب! آپ نے آگے جا کر خود تسلیم کیا ہے کہ تاتاریوں کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کافر کہا کیونکہ ان کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے صرف غیر شرعی قانون نافذ کیا تھا ہم پوچھتے ہیں کیا یہی علت آج کے حکمرانوں میں نہیں ہے.......؟؟؟

(۲)۔ حافظ سعید صاحب کے بھائی حامد کمال الدین جو جماعت الدعوۃ کے اسٹیجوں پر تقریریں بھی کرتے ہیں۔ اُن کی بات سنیں۔

> ''تکفیری کا لفظ معاشروں کی تکفیر کے حوالے سے وجود میں آیا ہے نہ کہ غیر اللہ کی شریعت چلانے والے نظام کی تکفیر کے حوالے سے کیونکہ غیر ماانزل اللہ کو شریعت (قانون عام) کا درجہ دے ڈالنے والے ایک شخص کو مسلمان نہ سمجھنا اہلسنت کا معروف عقیدہ ہے۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر اس پر کچھ بات کریں گے''۔ (سہ ماہی ایقاظ جنوری تا مارچ 2009، صفحہ 27)

آگے چل کر صفحہ 28 پر فرماتے ہیں۔

یہیں سے ان لوگوں کی جہالت واضح ہوتی ہے جو تکفیریوں کی بابت جاننے کا زعم رکھتے ہیں! بلکہ تکفیریوں کی بابت عوام الناس کی جہالت دور کرتے پھر رہے ہیں! جو جگہ جگہ اس فتنہ سے خبردار کرنے سے عہدہ برآ ہونے کا بیڑہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ البتہ تکفیریوں کے تعارف میں فرماتے ہیں کہ یہ ایک جماعت ہے جو مصر سے نکلی تھی اور اس نے غیر ماانزل اللہ کے مطابق حکم چلانے والے حکمرانوں کو کافر جاننے کے نظریہ کی ابتدا کی تھی!!!

سبحان اللہ!!! غیر ماانزل اللہ کو عباد اور بلاد پر (بطور شرع و قانون) جاری و ساری کر دینے والے کو کافر جاننا ہی اگر تکفیری ہونا ہے تو پھر ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ کتنے بڑے بڑے ائمہ سنت صاف 'تکفیری' نکلتے ہیں!

(سہ ماہی ایقاظ جنوری تا مارچ 2009ئ صفحہ 28۔ مضمون۔ کیا مرجئہ طے کریں گے کہ تکفیری کون ہیں۔ از حامد کمال الدین)

آگے چل کر صفحہ 43 پر لکھتے ہیں۔

"خوارج کا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ ایسے برگزیدہ صحابی کی ثالثی تسلیم کر لینے کو کفر کہنا اور آج کے موحدین کا انگریز کے قانون کو خدا کے قانون کی جگہ دے ڈالنے کو کفر کہنا، ایک برابر؟؟؟؟؟ وہ بھی تکفیری اور یہ بھی تکفیری؟؟؟؟؟ مالکم کیف تحکمون؟؟"

اور پھر آگے چل کر وہ مندرجہ ذیل ائمہ اہلسنت کے تحکیم کے حوالے سے تکفیری ہونے کے حوالے دیتے ہیں، امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد بن عبد الوهاب رحمۃ اللہ علیہ، مفتی محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ آل الشیخ، علامہ شنقیطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ، محدث حامد الفقی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کے کتابوں سے تحکیم بغیر ماانزل اللہ کو کفر ثابت کر کے کہتے ہیں یہ صرف چند اقوال ہیں جو مشاہیر اہل علم سے ہم نے نقل کیے ہیں۔

(۳)۔ ابو سیاف اعجاز احمد تنویر صاحب آجکل الدعوۃ پال ٹاک پروگرام میں بدھ کی شام کو انٹرنیٹ پر جماعۃ الدعوۃ کی طرف سے لوگوں کو سوالوں کے جواب اور درس دیتے ہیں انہوں نے فضیلۃ الشیخ ابو عمرو عبد الحکیم حسان حفظہ اللہ (فاضل جامعہ ازہر القاہرہ) کی کتاب التبیان کے ایک باب "الولاء والبراء" کا ترجمہ کیا اس کتاب کو دارالاندلس نے شائع کیا جو جماعۃ الدعوۃ کا اشاعتی ادارہ ہے۔ اسی کتاب میں سے کتاب کے بارے میں تھوڑی سی باتیں ملاحظہ فرمائیں۔

ابو سیاف اعجاز احمد تنویر صاحب فرماتے ہیں:

قارئین کرام! آپ کے ہاتھوں میں موجود کتاب اسی عقیدہ کو ایک مدلل اور منفرد انداز میں پیش کرتی ہے۔ اس کو پڑھنے والے کچھ لوگ شاید یہ کہیں کہ اس میں بڑا سخت موقف اختیار کیا گیا ہے مگر بقول شخصے:

چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر
زہر بھی کرتا ہے کبھی کارِ تریاقی

اگر کسی آگ کے الاؤ کو بجھانا مقصود ہو تو جس شدت کی آگ جل رہی ہو اور شعلے بلند ہو رہے ہوں اسی مناسبت سے اگر اس پر پانی کا بہاؤ ہو گا تو آگ بجھے گی ویسے بھی اینٹی بائیٹک ادویات زیادہ تر کڑوی کسیلی، ترش اور تلخ ہی ہوتی ہیں لیکن اس کتاب میں جو کچھ بھی ہے وہ مضبوط دلائل پر مبنی ہے .... یہ بھی سچ ہے کہ راقم الحروف (ابو سیاف اعجاز احمد تنویر) نے اس کتاب کا ترجمہ نہیں بلکہ ترجمانی کی ہے۔ مؤلف جو بات سمجھانا چاہتا ہے بندہ ناچیز نے پہلے پوری محنت اور جانفشانی سے اسے خود سمجھا پھر وہی بات اس کتاب کے قارئین کو سمجھانے کی پوری کوشش کی ہے۔

(دوستی ودشمنی، صفحہ 23، ناشر دارالاندلس۔4 لیک روڈ چوبرجی، لاہور)

آگے چل کر صفحہ 25 پر لکھتے ہیں "محترم یوسف سراج بھائی نے بنظر غائر اسکی پروف ریڈنگ کی ہے"

آگے صفحہ 27 اور 28 پر عرض ناشر کے تحت مدیر دارالاندلس سیف اللہ خالد لکھتے ہیں: کوئی مسلمان جہاد فی سبیل اللہ کے میدان میں معرکہ آراء نہیں ہو سکتا جب تک الولاء والبراء کا مضبوط عقیدہ حرزِ جاں نہ بن جائے....... اپنے موضوع پر نہایت جامع کتاب ہے جس میں خود اپنی طرف سے تشریحات وتوضیحات کرنے کی بجائے کتاب وسنت کے محکم دلائل اور علماء سلف کی توضیحات پر انحصار کیا گیا ہے عصر حاضر میں امت مسلمہ کی ذلت وپستی کا ایک بنیادی سبب عقیدہ الولاء والبراء میں کمزوری کو قرار دیا گیا ہے.. ایسے حالات میں یہ کتاب عوام وخواص کے لئے ایک راہنما تحریر ہے۔ اسے پڑھ کر ہم سیرت وکردار کو کتاب وسنت اور اسلاف امت کے نمونے کے مطابق ڈھال سکتے ہیں۔ ان شاء اللہ۔

اب آپ اس راہنما تحریر کی حکمرانوں کی تکفیر کے بارے میں راہنمائی پڑھیں۔ صفحہ 106 پر علامہ صالح الفوزان کا قول موجود ہے۔

"کفار کی معاونت کرنا، مسلمانوں کے خلاف کفار کو اپنی مکمل حمایت اور سپورٹ فراہم کرنا، کفار کی مدح سرائی کرنا اور تعریفیں کرنا اور کافروں کی طرف سے مدافعت اور وکالت کرنا حقیقت میں کفار سے دوستی کے بڑے بڑے مظاہر اور علامتیں ہیں۔ دوستی کے یہ مظاہر ایک بندہ مسلم کے اسلام کو ختم کر دینے والے اور ارتداد کے اسباب میں بہت بڑے اسباب ہیں (یعنی مذکورہ بالا کاموں کا ارتکاب کرنے سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے)

(الولاء والبراء فی الاسلام لصالح الفوزان۔9)

آگے چل کر صفحہ 155 پر لکھا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ "کوئی شخص کسی مسلمان (یا مجاہد) کو "دین اسلام" پر چلنے کی بنیاد پر قتل کر دیتا ہے جیسا کہ عیسائی مسلمانوں سے ان کے دین اور تہذیب کی بنیاد پر ہی جنگ کرتے ہیں (دہشت گردی کے خلاف جنگ کا واضح فریب دیا جاتا ہے) تو ایسا شخص کہ جو محض دین اسلام کی بنیاد پر کسی مسلمان کو قتل کرے وہ کافر ہے۔ دین اور تہذیب کی بنیاد پر کسی مسلمان کو قتل کرنے والا کافر، اس کافر سے زیادہ خطرناک ہے جس کے ساتھ جنگ نہ کرنے کا باہمی عہد وپیمان طے کیا ہوا ہے۔ اس قسم کا کافر بالکل ان کافروں کی طرح ہی سمجھا جائے گا جو رسول اللہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے جنگ و قتال کیا کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو ناحق قتل کر دیتا ہے مثلاً کسی دشمنی یا مال و دولت کے جھگڑے یا اس طرح کے اور جھگڑے کی بنیاد پر تو وہ شخص کافر نہیں ہو گا۔۔۔۔۔ البتہ مسلمانوں کا ایک بہت ہی گمراہ گروہ پیدا ہو گیا جس کو خوارج کہتے ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنے سے قاتل کافر ہو جاتا ہے"۔(مجموع الفتاویٰ : 34/137,136)

آگے صفحہ 157 پر لکھتے ہیں۔

"ایک عام سوچ رکھنے والا شخص بھی جانتا ہے کہ موجودہ دور میں مجاہدین اسلام اور خالص العقیدہ مومنین سے جھگڑے اور جنگ کا اصل سبب یہی ہے کہ یہ لوگ ان طاغوتی حکمرانوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے لیے اور ان کی کافرانہ اور ملحدانہ پالیسیوں کو اختیار کرنے اور ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ اللہ کی شریعت کی حاکمیت اور برتری کو قائم کرنا اور دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ دنیا بھر میں اللہ کے بندے اللہ کے نازل کردہ دین کے مطابق اپنے فیصلے کریں اور اپنی زندگیاں بنائیں۔ ان مجاہدین اسلام کا ان

کافر و مرتد حکمرانوں سے کوئی مال کا جھگڑا یا اقتدار کا جھگڑا یا دنیوی معاملات کا کوئی جھگڑا نہیں ہے ان کافر و مرتد حکمرانوں اور انکی افواج و جنود کے دین اسلام کا ناپسند کرنے کی اس سے بڑی دلیل اور علامت کیا ہو گی کہ ان ظالموں نے مسلمانوں اور مجاہدین کے خلاف جنگ شروع کر رکھی ہے"۔

اس کے بعد شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کا ایک اور قول نقل کرتے ہیں کہ "سلف صالحین، ائمہ و محدثین، صحابہ و تابعین نے (اپنی اپنی تصانیف اور توضیحات میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں) زکوۃ نہ دینے والوں کو مرتد قرار دیا ہے۔ حالانکہ وہ روزے رکھتے تھے۔ نمازیں بھی پڑھتے تھے اور مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما (برسرپیکار) بھی نہیں ہوتے تھے۔ جب اسلاف امت کے ہاں وہ مرتد تھے تو جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کا پورا پورا ساتھ دیتے ہیں اور کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کرتے ہیں (خود غور کر لیجئے کہ متاخر الذکر لوگوں کے بارے میں سلف صالحین کا فتوی کیا ہو سکتا ہے؟) شیخ الاسلا امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو اور وضاحت سے یہ بات واضح ہوئی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زکوۃ نہ دینے والوں پر مرتد ہونے کا فتوی دیا اور حکم لگایا ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ و قتال برپا نہیں کیے ہوئے تھے۔ اگر وہ صحابہ کرام کے ہاں کافر و مرتد تھے تو جو لوگ کافروں کا ساتھ دیتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف باقاعدہ جنگ کر رہے ہیں وہ کفر وارتداد میں اُن سے کہیں زیادہ آگے بڑھے ہوئے ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اختیارات الفقهیہ میں فرماتے ہیں:

"جو شخص تاتاریوں کے معسکر (چھاؤنی) کی طرف بھاگا بھاگا جاتا ہے اور ان سے جاملتا ہے وہ شخص مرتد ہو جاتا ہے اور اس کا خون بہانا اور اس کا مال اپنے قبضہ میں لینا جائز ہے مشرکین کے ساتھ صرف جاملنے کا جب یہ حکم ہے کہ وہ مرتد ہو جاتا ہے اور اسکو قتل کرنا اور اس کا مال قبضہ میں لینا جائز ہے تو اس شخص کے متعلق خود غور فرمالیں کہ جو اس بات کا اعتقاد اور نظریہ رکھتا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ و قتال کرنا میرے دین اور مذہب میں شامل ہے۔ حقیقت میں ثانی الذکر شخص کفر وارتداد میں کہیں زیادہ آگے بڑھا ہوا ہے"۔

آگے صفحہ 184 پر ہے دل سے ناپسند کرتے ہوئے بھی کفریہ اعمال کرنا مرتد کر دیتا ہے۔

فضیلۃ الشیخ حمد بن عتیق رحمۃ اللہ علیہ مزید وضاحت فرماتے ہیں: کوئی شخص کافروں سے اگر اوپر اوپر ہی موافقت کا اظہار کرتا ہو اور ہاں میں ہاں ملاتا ہو جب کہ اس کا دل، ضمیر اور اندرون کافروں کی مخالفت میں ہی ہو حالانکہ وہ شخص کافروں کے تسلط اور کنٹرول میں بھی نہیں ہے کہ جبر واستبداد کی بناء پر اس نے ایسا کیا ہو، بلکہ کسی حکومتی اور ریاستی لالچ یا کسی مالی مفاد یا وطن اور اہل وعیال کی محبت وجذبات سے بے بس ہو کر، آنے والے حوادثات وخطرات سے خوف کھاتے ہوئے اس نے کافروں سے یکجہتی اور ہم آہنگی کا اظہار کیا ہو۔ بہر حال وبہر صورت ایسا شخص مرتد ہو گا۔ دل اور ضمیر سے ان کو ناپسند کرنے کا کوئی خاطر خواہ فائدہ نہ ہو گا یہ شخص ان لوگوں میں شامل ہو گا جن کے بارے میں اللہ نے سورۃ النحل آیت 107 میں فرمایا" یہ اس لیے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے زیادہ محبوب رکھا ہے یقینا اللہ کافروں کو راہ راست نہیں دکھاتا"۔(مجموعة التوحيد)

اسی کتاب میں صفحہ نمبر 170 پر "تيسير العزيز الحميد شرح كتاب التوحيد" کے مصنف اور ائمہ الدعوۃ النجدیہ کے ایک جلیل القدر عالم علامہ سلیمان بن عبد اللہ آلِ شیخ کا ایک فتویٰ موجود ہے آپ فرماتے ہیں:

"ایک ایسے شخص کے خلاف جہاد کو واجب کرنے والی تیسری بات یہ ہے کہ جو شخص بھی مشرکین کی مدد وحمایت کرتا ہے یا اپنے ہاتھ، زبان، دل یا مال غرضیکہ کسی بھی طرح مسلمانوں کے خلاف مشرکوں کو سپورٹ فراہم کرتا ہے۔ یہ ایسا کفر ہے جو کہ اسے اسلام سے باہر نکال دیتا ہے۔ جو انسان بھی مسلمانوں کے خلاف مشرکین کا تعاون کرتا ہے۔ مشرکوں کو اپنا مالی تعاون پیش کرتا ہے جس کو وہ کافر ومشرک مسلمانوں کے خلاف برپا جنگ میں بروئے کار لاتے ہیں۔ یہ تعاون بھی وہ اختیاری حالت میں کافروں کے پیش خدمت کرتا ہے، ایسا شخص بلاشبہ کافر ہو جاتا ہے"۔

(الدرر السنية في الأجوبة النجدية : 9/292)

اسی کتاب میں صفحہ 147، 148 پر منجنیقِ غرب امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتوی موجود ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں:

"جو شخص کسی ایسے علاقے میں چلا جائے جہاں کافروں کی حکومت اور کنٹرول ہے اور وہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہیں علاوہ ازیں وہ شخص وہاں جبر واکراہ سے نہیں بلکہ اپنے ارادہ واختیار کے ساتھ جاتا ہے اور وہاں جا کر قریب ترین مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار ہو جاتا ہے تو ایسا شخص ایسا کردار اپنانے کی بنا پر مرتد ہو جاتا ہے۔ اس پر وہ تمام احکام لاگو ہوں گے جو دین اسلام میں مرتدین کے بارے میں فرمائے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ جب بھی بس چلے اور ممکن ہو اس کو قتل کرنا واجب ہے۔

۲۔ اس کا مال اپنے قبضہ اور استعمال میں لانا جائز ہے۔

۳۔ مسلمان عورت سے اس کا نکاح کالعدم اور ختم ہو جائے گا۔

امام ابن حزم مزید فرماتے ہیں:

”اگر کوئی شخص دیار کفر میں مقیم رہ کر مسلمانوں سے قتال کرے اور کسی بھی قسم کی خدمت کر کے کافروں کا معاون بنے یا صرف نظامِ کفر کا کلرک بن کر کافروں کی مدد کرے، تو وہ کافر ہے۔(المحلی: 11/200)

محترم قارئین! امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتوے پر غور کریں کہ اگر کوئی کلمہ گو مسلمان دیارِ کفر میں مقیم رہ کر مسلمانوں کے خلاف جنگ میں صرف کتابت یارائے ومشورے کے ساتھ کافروں کی مدد کرتا ہے تو وہ کافر ہے۔ تو اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جو دیارِ اسلام اور مسلمانوں کے درمیان رہنے کے باوجود اللہ کے دشمنوں اور کافروں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہے اور ان کا فرنٹ لائن اتحادی بن جاتا ہے ؟؟؟ لازماً دوسرے شخص کا حکم پہلے سے بھی زیادہ شدید اور سخت ہو گا.......!

یہ تھے دوستی دشمنی کتاب سے چند اقتباسات۔ جس کا انہوں نے خود ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب اس قسم کے اقوال و فتاوی جات سے بھری پڑی ہے۔ اگرچہ اب انہوں نے U-Turn لے لیا ہے اور اسے مکتبوں سے اٹھالیا ہے! اور ہماری اطلاعات کے مطابق اسے مرکز القادسیہ کے تہہ خانوں میں چھپا کر رکھا ہوا ہے.!!

(۴) اب ہم مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کی مدد کرنے والے شخص کے بارے میں فضیلۃ الشیخ مفتی ابوالولید الغزی الانصاری کے مفصل فتوے سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ ہم مفتی صاحب کا فتویٰ ذکر کریں ہم یہ بتادیناضروری سمجھتے ہیں کہ جماعت الدعوۃ کے بڑے علماء کے نزدیک شیخ صاحب کا علمی مقام مسلمہ ہے اور جماعت کے قائدین، علماء اور مفتیان سبھی ان کو عالم اور مفتی تسلیم کرتے ہیں۔

مفتی ابو الولید الانصاری سے ایسے لوگوں کے بارے میں سوال ہوا جو مجاہدین کے خلاف جنگ میں صلیبیوں کے ساتھ شریک ہوتے ہیں یا جنگ میں اسلحہ یا کھانا بھیج کر ان کے ساتھ تعاون کرتے ہیں یا مسلمانوں کے خفیہ راز ان تک پہنچاتے ہیں یا مجاہدین کی سرحدوں و معسکرات کے بارے میں ان کو اطلاع دیتے ہیں۔ کیا مسلمانوں کے لیے ایسے لوگوں سے قتال کرنا جائز ہے؟

ہم نے کئی علماء سے سنا ہے وہ ایسے لوگوں سے قتال کے حرام ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں کہ جب تک وہ مسلمان ہیں ان میں سے بعض تو مسلمان کے لیے ان افواج میں شامل و بھرتی ہونے اور ان میں کام کرنے کے جواز کا بھی فتویٰ دیتے ہیں کہ جب تک اس کا کام قتال کے علاوہ ہو، ہم پر یہ معاملہ مشکل ہو گیا خصوصاً مذکورہ علماء کے فتووں کی موجودگی میں ہم اس معاملے کی وضاحت چاہتے ہیں اور ہمیں اس مسئلے میں حق بات کا بیان مطلوب ہے۔ جزاکم اللہ خیراً

جواب: الحمدللہ، واستغفر اللہ، امابعد:

سلف صالحین اور ان کے بعد آج تک آنے والے ائمہ مسلمین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص کسی کافر دشمن کی طاقت اور قوت کے ساتھ مدد کرے، یا اس کے ساتھ شامل ہو کر مدد کرے، یا اس کافر کی حمایت اور طرف داری میں تعصب برتے، یا اس کے دفاع میں قتال کرے، یا ہتھیار اور اسلحہ سے اس کی مدد کرے یا اس تک خوراک اور کھانا وغیرہ پہنچائے۔ یا ان تک ایسی کوئی بھی چیز پہنچائے کہ جس کے ساتھ وہ مسلمانوں کے خلاف اپنی جنگ میں مضبوط ہو سکیں، یا اس کافر دشمن کو مسلمانوں کے خفیہ راز پہنچائے[3] تو یقیناوہ شخص ایسے گناہ کا مرتکب ہے جس کا شمار اکبر الکبائر میں ہوتا ہے اور بے شک اس کلمہ گو کا حکم بھی وہی ہے جو اس کافر دشمن کا حکم ہے یعنی جس طرح اس کافر دشمن کو قتل کرنا اور اس سے قتال کرنا جائز ہے اسی طرح اس کلمہ گو سے قتال کرنا اور اسے قتل کرنا جائز ہے۔ جس کلمہ گو کا یہ حال ہو اور مسلمان اس کو قتل کر دیں تو اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور نہ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اس کی کوئی تکریم نہ کی جائے اور جو مسلمان ایسے شخص کو قتل کر دیتا ہے تو اس پر کوئی دیت ہے اور نہ ہی کوئی کفارہ ہے۔

مجاہدین کے لیے جس طرح اس کافر دشمن کو اپنا ہدف بنانا جائز ہے اسی طرح جو کلمہ گو اس کافر دشمن کی مدد کرے اور مسلمانوں کے خلاف جنگ میں ان کے ساتھ تعاون کرے، اسے بھی ہدف بنانا جائز ہے۔ وہ کوئی بھی ہو اور جدھر کا بھی رہنے والا ہو خواہ وہ دشمن کے ساتھ مل کر تعاون کرے یا علیحدہ بیٹھ کر اس کے ساتھ تعاون کرے خواہ وہ اس مسلم علاقے کا باشندہ ہو جہاں دشمن نے حملہ کیا ہو یا وہ کسی دوسرے ملک کے رہنے والے ہوں جو اس کافر دشمن کی مدد کرتے ہوں، اس میں مکرہ (مجبور کیا جانے والا) اور غیر مکرہ کا کوئی فرق نہیں ہے جب تک وہ ان صفات کے ساتھ متصف ہے جو ہم نے ذکر کی ہیں.......(مفتی صاحب آگے چل

[3] غور فرمائیں! مفتی ابو الولید انصاری صاحب مذکورہ اعمال کو حرفِ عطف " اَو" کے ساتھ بیان کر رہے ہیں جو کہ اِس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اِن میں سے کوئی عمل بھی اُن کے مرتد ہونے اور اُن سے قتال کرنے کے لیے کافی ہے!

کر اس فتویٰ کے صفحہ 3 پر لکھتے ہیں): ہم اس بات کو اللہ تعالیٰ کے لیے اپنا دین بناتے ہیں کہ جو شخص بھی مسلمانوں کے کسی بھی علاقے پر حملہ کرنے والے دشمن کا قوت و بازو بن کر اس کے ساتھ مل جائے گا اور اس کی مدد و نصرت کرے گا یا کسی بھی چیز کے ساتھ اس حملہ آور دشمن کا تعاون کرے جس سے وہ مضبوط ہو سکیں یعنی بذات خود لڑ کر تعاون کرے یا ان کو اڈے مہیا کر کے تعاون کرے، یا اسلحے کے ساتھ تعاون کرے، یا رائے اور مشورے کے ساتھ ان کے ساتھ تعاون کرے، یا مجاہدین کے خفیہ راز ان تک پہنچائے، یا خوراک اور طعام وغیرہ ان تک پہنچائے تو اس کا حکم بھی وہی ہے جو اس حملہ آور دشمن کا حکم ہے۔ جس طرح حملہ آور دشمن سے قتال کیا جائے گا اسی طرح اس سے بھی قتال کیا جائے گا جس طرح حملہ آور دشمن کو قتل کیا جائے گا اسی طرح اس کو بھی قتل کیا جائے گا وہ جو بھی ہو اور جدھر کا بھی رہنے والا ہو اگرچہ وہ نمازیں پڑھے اور روزے رکھے اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے۔ الا کہ مجاہدین کے امراء و علماء میں سے اہل حل و عقد اور مسلمانوں کے دیانت دار علماء شریعت میں کسی معتبر مصلحت کی بنا پر کسی کو چھوڑ دیں۔

پس جو عالم میرے اس فتوے کی مخالفت کرتا ہے اور سوال میں جو چیز بیان کی گئی ہے اس کے جواز کا فتویٰ دیتا ہے تو میں اسے اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت اور سلف امت کے اجماع کی طرف دعوت دیتا ہوں پس اگر وہ انکار کریں اور عناد سے کام لیں تو پھر میں اس فتوے کے صحیح ہونے اور جس کے جواز کا انہوں نے دعویٰ کیا ہے اس کے باطل ہونے پر میں ان کو مباہلے کی دعوت دیتا ہوں جیسا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے وارثت کے بعض مسائل میں مباہلے کی دعوت دی تھی جس طرح سفیان ثوری اور امام اوزاعی نے رفع الیدین کے مسئلہ میں مباہلے کی دعوت دی تھی اور جس طرح شیخ محمد بن عبد الوہاب نے دعوت کے بعض مخالفین کو مباہلے کی دعوت دی تھی اور جس طرح علامہ شیخ ثناء اللہ امر تسری ہندی رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب۔لعنہ اللہ۔ کو مباہلے کی دعوت دی تھی چنانچہ اسی سال اللہ تعالیٰ نے قادیانی کو ہلاک کر دیا اور مسلمانوں نے اس کے شر سے سکون کا سانس لیا۔ اللہ کی قسم! میں بھی یہ بات پسند کرتا ہوں کہ ہمارے درمیان اور ایسے لوگوں کے درمیان یہ مباہلہ ہو تا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے زوال و ہلاک ہونے کا جلدی فیصلہ کر دے کہ جس کے فتوے اہل اسلام پر بڑے بڑے شر کا باعث بنے ہیں۔(حکم من اعان کافرا فی قتال المسلمین رقم الفتوی: 1311/12/56)

ہمارا مفتی مبشر احمد ربانی صاحب کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ القاعدہ یا طالبان کے مجاہدین کا رد کرنے اور ان کے خلاف فتنہ تکفیر پر تقریریں کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لیں اور پہلی فرصت میں جماعۃ الدعوۃ کے ''بڑوں'' سے مل کر مفتی ابو الولید صاحب سے جلد از جلد رابطہ کریں۔ شاید کچھ فائدہ ہو جائے۔

(۵)۔ امیر المجاہدین مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''جہاد کشمیر، فرضیت، فضیلت اور تاریخ''، جس کو جماعۃ الدعوۃ کے اشاعتی ادارے دارالاندلس نے شائع کیا ہے۔ اُسکی تقدیم میں حافظ سعید نے لکھا ہے کہ یہ کتاب آج بھی اتنی مفید ہے جتنی لکھتے وقت تھی نیز مولانا نے کافی واضح جواب دیئے ہیں انکے جواب میں قرآن وسنت اور طریقہ سلف کے حوالہ جات موجود ہیں۔

اس کتاب کے صفحہ 170 پر مفتی مبشر احمد ربانی صاحب کی اس بات کا رد موجود ہے جو انہوں نے سوال وجواب میں نمبر 8 پر غیر بدری کے معافی کے حوالے سے کہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ''خط بھی پکڑا گیا شرعاً اسکی سزا قتل تھی مگر آنحضرت نے اسکے بدری ہونے کی وجہ سے اسے معاف کر دیا''

اس کتاب میں اُن کا فتوٰی موجود ہے کہ جو مسلمان حکومت یا قوم کسی غیر مسلم حکومت یا قوم کی سرپرستی قبول کرے تو وہ کافر ہو جاتی ہے۔ آگے صفحہ 199 پر اسی فتوٰی کے تحت مزید لکھتے ہیں۔

''اس فتویٰ کی زد میں شیخ عبداللہ اور اسکی پارٹی آتی ہے''

ہم پوچھتے ہیں اس فتویٰ کی زد میں زرداری اور کیانی کی پارٹی کیوں نہیں آتی؟؟؟ قارئین کرام! اس میں قتال کی علت کے لیے جو دلیل دی گئی ہے اس میں اس چیز کی قید نہیں کہ وہ مدعیان اسلام اگر کافر کی سرپرستی نام نہاد مسلمان حکومت کے اندر قبول کریں تو ان کو قتل کرنا جائز نہیں۔ (جیسے پاکستان کی نام نہاد مسلمان حکومت نے بقول حافظ سعید امریکہ کا کلمہ پڑھا ہوا ہے) اور اگر کافر حکومت کے اندر کریں تو پھر انکو قتل کرو۔ (جیسا کہ نام نہاد مسلمان شیخ عمر عبداللہ نے انڈیا کی اور حامد کرزئی نے امریکہ کی سرپرستی قبول کی ہے)

عقل سے بھی اُسکی تائید ہوتی ہے کہ اگر سرپرستی قبول کرنے کی چھوٹ دینی ہوتی تو کافر حکومت میں رہنے والے مدعیانِ اسلام کو اسکی چھوٹ دی جاتی کیونکہ وہ مجبور ہو سکتے ہیں۔ مسلمان حکومت میں رہ کر اگر کوئی کافر حکومت کی سرپرستی قبول کرے تو وہ

بالا ولی انہیں میں سے ہو گا۔ پس جب شیخ عمر عبد اللہ تو مجبور ہو کر اپنی کرسی اور جان بچانے کے لیے انڈیا کی سرپرستی قبول کرتا ہے اور کرزئی بھی امریکی سرپرستی قبول کرنے پر مجبور ہے۔ مگر یہ دونوں جماعۃ الدعوۃ کے نزدیک واجب القتل ہیں۔ اب ہمارے مدعیانِ اسلام حکمرانوں کی حالتِ زار حافظ سعید کی زبانی سنیے!

امیر جماعت الدعوۃ حافظ سعید صاحب اپنی تفسیر سورۃ التوبہ ص79 پر لکھتے ہیں:

مگر ہمارے حکمران امریکہ سے خوف زدہ ہیں اس کے اتحادیوں سے بہت ڈرتے ہیں۔ امریکی ہیبت دلوں میں اتنی ہے کہ اس کے ورلڈ آرڈر کو نہ صرف مانتے ہیں بلکہ اس کی بالادستی قائم کرنے کے لئے اس کی چاکری بھی کرتے ہیں۔

موصوف کی تحریر سے یہ ثابت ہوا کہ پاکستانی حکمران امریکی ورلڈ آرڈر کو مان چکے ہیں اور اس کی بالادستی قائم کرنے کے لئے اس کی چاکری بھی کر رہے ہیں!!!

پس اگر کشمیر کا نام نہاد مسلمان حکمران عمر عبد اللہ وغیرہ بھارت کی سرپرستی قبول کرے تو واجب القتل ٹھہرے اور ہمارے حکمران اگر امریکی ورلڈ آرڈر کو تسلیم کریں اور اس کی بالادستی قائم کرنے کے لیے چاکری کریں تب بھی مسلمان.! اور ان سے قتال جرم ٹھہرے.......! کیا انصاف اسی کا نام ہے.......؟؟؟

﴿أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُوْلَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ﴾ (القمر: 43)

"کیا تمہارے کافر اُن کافروں سے کچھ بہتر ہیں؟ یا تمہارے لیے اگلی کتابوں میں کوئی چھٹکارا لکھا ہوا ہے؟۔"

کس دینی قائدے کے تحت سرحد پار کشمیری وافغانی کلمہ گو حکمران اور ان کی کلمہ گو فوج بھارتی اور امریکی فوج کا ساتھ دینے پر مرتد اور واجب القتل ٹھہرتی ہے اور سرحد کی دوسری طرف صلیبی جنگ میں امریکیوں کا ساتھ دینے والی اور "فرنٹ لائن اتحادی" بننے والی پاکستانی فوج اور حکومت مسلمان رہتی ہے؟؟؟؟؟ کیا سرحد کے تبدیل ہو جانے سے اللہ کی شریعت کا حکم بدل جاتا ہے.......؟؟؟؟ اللہ کے دین کو چھپا کر طاغوتی ایجنسیوں کی یہ فقہ کب تک پڑھاتے رہو گے۔

آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں
ہم عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

(۶)۔ جماعت الدعوۃ کے مرکزی رہنماعبدالرحمن مکی صاحب کی ایک تقریر کو ابو سیاف اعجاز احمد تنویر نے کتابی شکل دی ہے جس کا نام ''خاندانی منصوبہ بندی امت محمد ﷺ کا قتل رکھا'' ۔ اسکو بھی دارالاندلس نے شائع کیاہے۔ اسکے صفحہ 27 پر لکھاہے۔

''پاکستانی نوجوان اگر کشمیر کے مسلمانوں کی مدد کو جائیں تو ساری دنیا کے صحافتی ادارے اور ساری دنیا کے سیاسی ہر کارے کہتے ہیں کہ یہ دہشت گرد ہیں۔ یہ بنیاد پرست ہیں۔ یہ شدت پسند ہیں۔ انکو گرفتار کرو۔ ان کو پکڑو۔ ان کی لانچنگ بند کرو۔ ان کے دفتر بند کرو۔ مسلمانوں کی تازہ ترین صورتحال یہ ہے میرے بھائیو! اللہ کی قسم وہ ظلم اتنابڑا نہیں ہے جو کشمیر میں ہندو کر رہاہے یہ ظلم اُس سے بڑاہے۔ جو پاکستان میں امریکہ کا غلام مسلمان کر رہاہے''۔

مکی صاحب کی اس تقریر سے اتناتو پتا چلا کہ امریکہ کے غلام پاکستانی حکمران انڈیا سے بھی بڑا ظلم کر رہے ہیں؟؟؟!!

آگے صفحہ 49 پر حامد کرزئی اور پاکستانی ظالموں کو ایک برابر سمجھتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''حامد کرزئی نے امریکہ کی غلامی کی۔ امریکہ کے سامنے کھیسیاں کیں امریکہ کے سامنے ذلیل وخوار ہوا۔ حامد کرزئی کے گائوں میں اس کے رشتہ داروں کی 280 لاشیں گرا کر ان کی ننگی عورتوں کی تصویریں بنا کر امریکہ نے حامد کرزئی کے منہ پر تھپڑ مارا آپ نے نوائے وقت میں پڑھ لیاناں کہ بموں سے عورتوں کے کپڑے جل گئے امریکہ افغان عورتوں کی فلمیں بناتے رہے گرم خون والے افغانی جلتے رہے۔ حامد کرزئی روتا رہا ان شاء اللہ اس سے کہیں زیادہ روئیں گے (یعنی پاکستانی حکمران) انہوں نے تمہارے بیچارے وزیر خزانہ کو کنگال رکھا۔ شوکت عزیز کو ایک دمڑی بھی نہیں دی وہ غدار ملت کمانڈر عبدالحق جس کو امریکہ نے 5 کروڑ ڈالر دیئے تھے جنگ کے ابتدائی دنوں میں اس کو طالبان نے قتل کر دیا۔ آج افغانستان کا نائب صدر اللہ کے فضل سے حاجی عبدالقدیر قتل ہوا''۔

کیا خیال ہے کہ عبدالرحمن مکی نے کرزئی وغیرہ اور ہمارے کرزئی کے درمیان کوئی فرق چھوڑاہے.......؟! توپھر عبدالحق اور عبدالقدیر جیسے کلمہ گو کے قتل پر خوشی اور اُن سے زیادہ گھٹیاہمارے حکمران و فوج کو کلمہ گو ہونے کی چھوٹ۔ أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُوْلَـٰئِكُمْ

(۷)۔ افغانستان پر امریکی حملے کے وقت پاکستان کے صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخواہ) کے چوٹی کے چھ سلفی علماء نے متفقہ فتوی جاری کیا جو کہ بعد ازاں جماعۃ الدعوۃ کی ہفت روزہ اخبار غزوہ (موجودہ جرار) میں شائع بھی ہوا تھا۔ جس کا ایک اقتباس اور خلاصہ پیش خدمت ہے۔

۱۔ امریکہ کے افغانستان پر حملہ کی صورت میں تمام مسلمانوں پر جہاد فرض ہو چکا ہے۔

۲۔ افغانستان پر حملہ کی صورت میں کسی اسلامی حکومت پر امریکہ کا تعاون اور نصرت وحمایت کرنا حرام ہے۔

۳۔ افغانستان پر حملہ کی صورت میں جو شخص بھی امریکہ کے تعاون و نصرت و حمایت میں مرے گا اس کی موت کفر کی موت ہے۔

۴۔ افغانستان پر حملہ کی صورت میں جو مسلمان امریکہ یا اس کے حمایتیوں کے ہاتھوں مرا وہ شہید ہے۔ اس فتوی پر درج ذیل علمائے کرام کے دستخط موجود ہیں۔

۱۔ شیخ القرآن عبد السلام رستمی حفظہ اللہ
۲۔ مفتی امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ
۳۔ شیخ غلام اللہ رحمتی حفظہ اللہ
۴۔ شیخ عبد العزیز نورستانی حفظہ اللہ
۵۔ شیخ عبد اللہ ہاشمی حفظہ اللہ
۶۔ شیخ سمیع اللہ نجیبی حفظہ اللہ

(۸)۔ قارئین کرام! ایک نہایت اہم حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخواہ) کے جید عالم دین مفتی امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ جو کہ جماعت الدعوۃ کے اسٹیجوں پر تقریر بھی کرتے ہیں ان کا اتنا بڑا مقام ہے کہ ان کی موجودگی میں جماعت الدعوۃ کے علماء ومفتیان بشمول حافظ سعید۔ ھداہ اللہ۔ بھی نماز کی امامت کرانے سے ہچکچاتے ہیں وہ اپنے فتاوی الدین الخالص کی آٹھویں جلد صفحہ 101 پر موجودہ حکمرانوں کو مرتد قرار دیتے ہیں.......!!مفتی امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ نے اپنے فتاویٰ الدین الخالص کی جلد نمبر 9 میں موجودہ حکمرانوں کے کافر ومرتد ہونے کے 33 اسباب بیان کیے ہیں جنہیں ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں اور پھر اِن اسباب و وجوہات کو موجبِ قتال بھی قرار دیا ہے۔ ہم شیخ امین اللہ کی اِس ایمانی جرأت پر اُنہیں سلام پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

شیخ فرماتے ہیں:

1۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور کی ہدایت اور طریقۂ زندگی زیادہ جامع اور زیادہ کمال والا ہے یا آپ ﷺ کے حکم و فیصلہ کے علاوہ کسی دوسرے کا حکم و فیصلہ زیادہ اچھا ہے تو وہ کافر ہے مثلاً وہ لوگ جو طواغیت کے فیصلوں کو آپ ﷺ کے حکم و فیصلے پر ترجیح دیتے ہیں۔

2۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت سے ہٹ کر فیصلہ کرنا جائز سمجھتا ہو، کیونکہ اس سے اس نے ایک حرام چیز کو جائز و حلال ٹھہرالیا ہے اور اس بات پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو شخص ایسی چیز کو جائز و حلال ٹھہرالے جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے تو وہ کافر ہے۔ (دیکھیے: مقالات متنوعۃ لابن باز: 137/1،الدین الخالص 8/3،و مجموعہ التوحید)

کیا موجودہ حکمرانوں نے وضعی قوانین کو جائز و حلال نہیں ٹھہرا رکھا؟ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی مسلمان اس کا انکار کرے گا؟

3۔ مسلمانوں کے معاملات کافروں کے سپرد کر دینا کفر ہے۔(دیکھیے: سعید القحطانی کی کتاب "الولاء والبراء"، الدین الخالص: 6/41)

جب کہ موجودہ حکمران یہ کام کھلم کھلا کر رہے ہیں۔ یہ حکمران قادیانیوں، شیعوں، اسماعیلیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کو اونچے مناصب پر فائز کرتے ہیں۔

4۔ جو کوئی مسلمانوں سے بغض رکھے اور کافروں سے محبت رکھے تو وہ کافر ہے۔(الولاء والبراء)

اور یہ حکمران مسلمانوں سے بغض رکھتے ہیں حتیٰ کہ انہیں فوج میں بھی اونچے مناصب پر نہیں چھوڑتے، یہ بات بالکل واضح ہے۔

5۔ علماء کے قول کے مطابق مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کی مدد و نصرت کرنا اور ان کی تعریف اور دفاع کرنا" نواقضِ اسلام" اور ارتداد کے اسباب میں سے ہے۔(الولاء والبراء للفوزان: ص12)

اور جیسا کہ کتاب "التبیان فی کفر من اعان الامریکان" کے مصنف (شیخ ناصر الفہد) نے کہا ہے کہ یہ مسلمانوں کے اجماع کے مطابق کفر ہے۔ کیا یہ حکمران اپنی ہر طرح کی قوتِ اسلحہ اور فوج کے ذریعے کافروں کی مدد نہیں کر رہے؟ کیا

یہ حکمران ان کے لیے جاسوسی نہیں کرتے؟ کیا ان حکمرانوں نے ان کافروں کو اپنے راستے اور اڈے مہیا نہیں کر رکھے؟ بلکہ یہ حکمران تو ان کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔

6۔ یہ حکمران جمہوریت کا دفاع کرتے ہیں جو کہ کھلا کفر ہے، بلکہ کفر کی کئی انواع کو اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہے۔ اس (جمہوریت) کا مطلب یہ ہے کہ حاکمیت عوام کا حق ہے۔ حالانکہ جس نے اللہ کے سوا کسی اور کو حاکمیت کا حق دیا تو وہ مرتد ہے۔ اسکے کفر میں کوئی شک نہیں۔ ہم نے اپنے فتاویٰ الدین الخالص کی پانچویں جلد میں جمہوریت کے پچاس مفاسد ذکر کیے ہیں۔

7۔ کفر کی کئی انواع و اقسام ہیں: (۱) کفرِ تکذیب، اور یہ اللہ کے رسولوں صلوٰت اللہ علیہم و سلامہ علیہم کے جھوٹا ہونے کا عقیدہ رکھنے کو کہتے ہیں۔ (۲) کفرِ اِباء و استکبار، جیسا کہ ابلیس کا کفر (۳) کفرِ اعراض، اور وہ یہ ہے کہ کوئی رسول ﷺ کی بات ہی نہ سنے، نہ ان کی تصدیق کرے، نہ جھٹلائے، نہ آپ ﷺ سے محبت رکھے نہ دشمنی، اور نہ اس دین و شریعت کی طرف کوئی دھیان دے جسے آپ ﷺ لے کر آئے ہیں۔

محمد حامد الفقی فرماتے ہیں: عصرِ حاضر کے ملحدین کا یہی کفر ہے جنہوں نے اپنے اسلامی نام رکھے ہوئے ہیں جو یہود و نصاریٰ اور انگریزوں کی تقلید کرتے ہیں........(دیکھیے: مدارج السالکین کا حاشیہ 228/1)

8۔ کیا یہ قوانین اسلامی ہیں یا کہ غیر اسلامی؟ اگر یہ قوانین غیر اسلامی ہیں تو یہ حکمران ان سے راضی ہیں یا نہیں؟ اور یہ بات تو معلوم ہے کہ یہ حکمران ان قوانین سے راضی ہیں جبکہ کفر سے رضامندی بھی کفر ہے۔ جیسا کہ شرح فقہ اکبر میں ہے۔ اس پر اتنی شرعی نصوص ہیں کہ شمار نہیں کی جاسکتیں۔ اگر تو کہے کہ وہ ان قوانین پر راضی نہیں ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے اپنی ساری زندگی میں انہیں نافذ کیوں کر رکھا ہے اور ان کا دفاع کیوں کرتے ہیں؟ ان کا احترام کیوں کرتے ہیں؟ اور یہ محال و ناممکن ہے کہ ایک انسان کسی چیز پر راضی بھی نہ ہو پھر اپنے اختیار کے ساتھ ساری عمر اس پر عمل بھی کرتا رہے اور اس کا دفاع بھی کرتا رہے۔ الخ

9۔ ان حکمرانوں نے لوگوں کو کھلی آزادی دے رکھی ہے کہ وہ جیسا چاہیں عقیدہ رکھیں اور جیسے چاہیں عمل کریں مگر ان کے قوانین کی مخالفت نہ کریں۔ پس جس شخص نے لوگوں کے لیے کفر و شرک یا زنا کو جائز قرار دیا اس کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں۔

10۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من رأى منكم منكراً فليغيره بيده، فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وليس وراء ذلك حبة خردل من ايمان۔ (مسلم)

"تم میں جو کوئی بُرائی دیکھے تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے مٹائے، اگر اس کی استطاعت نہ رکھے تو اپنی زبان سے، اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھے تو اپنے دل سے، اور اس کے بعد تو رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔"

جبکہ یہ طواغیت برائی کو کبھی بھی نہیں مٹاتے الٹا اس کا دفاع کرتے ہیں، اور جو کوئی برائی پر انکار کرے تو یہ اسے تعذیب کا نشانہ بناتے ہیں اور کہتے ہیں: ہمارا نظام جمہوری ہے، لہٰذا تجھے بُرائی پر انکار کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اِس حدیث کی نص کے مطابق ان (حکمرانوں) میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

11۔ یہ کہ یہود و نصاریٰ ان طواغیت سے راضی ہیں اور جس سے یہود و نصاریٰ راضی ہوں تو وہ کافر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور تجھ سے یہود و نصاریٰ ہر گز راضی نہ ہوں گے، یہاں تک کہ تو اِن کی ملت کی پیروی کرے" (البقرۃ: 120)

پس جو ان کی ملت کی پیروی نہیں کرتا وہ اس سے کبھی بھی راضی نہیں ہوتے۔ غور و تدبر کرنے والے کے لیے یہ بات بالکل واضح ہے۔

12۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہوں، تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہوں، لوگوں نے عرض کیا! کیا اس صورت میں ہم ایسے حکمرانوں کو (تلوار سے) ان کے منصب سے علیحدہ نہ کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، جب تک وہ تمہارے اندر نماز قائم کرتے ہیں۔ نہیں، جب تک وہ تمہارے اندر نماز قائم کرتے ہیں۔ نہیں، جب تک وہ تمہارے اندر نماز قائم کرتے ہیں۔" (مسلم)

پس یہ طواغیت حکمران نہ خود نماز پڑھتے ہیں اور نہ ہی کسی بے نماز آدمی کو کوئی سزا دیتے ہیں اور نہ ہی اُن کے قوانین میں تارکِ صلوٰۃ کی کوئی سزا مقرر ہے۔ کیا تم نے ان شہروں اور ان کے علاوہ دوسرے شہروں میں یہ سُنا ہے کہ فلاں حکومت نے کسی ایسے شخص کو تعزیری سزا دی ہو یا اُسے قتل کیا ہو جو نماز کا تارک ہو؟ ہر گز نہیں اللہ کی قسم! ہم نے یہ کبھی نہیں سُنا، بلکہ وہ تو کبھی کبھار نماز کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ کوئی حکومت جب نماز قائم نہیں کرتی تو اس سے قتال کر کے حکومت چھین لی جائے گی۔

13۔ یہ حکمران کافروں سے مکمل تولّی کرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ (المائدہ: 51)

14۔ یہ حکمران اللہ کی نازل کردہ شریعت سے ہٹ کر فیصلے کرتے ہیں اور ایسا دین مقرر کرتے ہیں جس کی اللہ نے کوئی اجازت نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ (المائدہ: 44)

یہ آیت ان حکمرانوں کے کفر میں بالکل واضح ہے۔ کیونکہ جملہ اسمیہ بیان ہوا ہے اور کفر مطلق بیان ہوا ہے۔ یہ آیت بنی اسرائیل کے متعلق نازل ہوئی تھی لیکن: العبرۃ لعموم اللفظ لا بخصوص السبب.......یعنی عمومی لفظ کا اعتبار کیا جائے گا نا کہ سببِ خصوص کا۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کتنے اچھے بھائی ہیں تمہارے یہ بنی اسرائیل کہ کڑوا کڑوا سب ان کے لیے ہے اور میٹھا میٹھا سب تمہارے لیے! (ابن جریر: 4/61، وابن کثیر: 2/61)

ان کا مطلب یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل ایسا کرنے سے کافر ہو گئے تھے تو تم بھی جب یہ کام کرو گے تو کافر ہو جائو گے.........

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر "معالم التنزیل" میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

جس نے جان بوجھ کر واضح طور پر یہ (اللہ کی شریعت کے خلاف فیصلہ) کیا تو وہ کافر ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر "روح المعانی 6/145" میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

" جو شخص اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ساری شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا وہ لامحالہ شریعت کا منکر سمجھا جائے گا اور اس کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں۔"

کیا ہمارے طواغیت ایسے نہیں! شاید کہ حق کو نہ ماننے والے اس کا بھی انکار کریں گے؟

15۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

" اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کی طرف اور رسول کی طرف آؤ تو تو منافقوں کو دیکھے گا کہ تجھ سے منہ موڑ لیتے ہیں، صاف منہ موڑنا۔"(النساء : 60-61)

یہ آیات اس مسئلے میں بڑی واضح ہیں کہ جو شخص قرآن پر ایمان لانے کا دعویٰ تو کرتا ہے پھر اپنا فیصلہ طاغوت کے پاس لے کر جاتا ہے وہ منافق مرتد ہے۔ اور ان طواغیت حکمرانوں پر یہ آیات حرف بحرف منطبق ہو رہی ہیں۔ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ اسلام کی طرف آجاؤ اور شریعت کی طرف لوٹ آئو تو وہ تجھ سے صاف طور پر منہ موڑ لیں گے بلکہ تجھے تشدد اور تعذیب کا نشانہ بنائیں گے اور تجھے " دہشت گردوں " میں شمار کریں گے، یہ بات بڑی واضح ہے اس میں کوئی اِخفاء نہیں، ہاں مگر جسے اللہ تعالیٰ نے ہی اندھا کر دیا ہو۔

16۔ ان حکمرانوں کے کفر پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ مبارک بھی صراحت سے دلالت کرتا ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾(سورة النساء:65)

"چنانچہ (اے نبی!) آپ کے رب کی قسم! وہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلاف میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر آپ کے کیے ہوئے فیصلے پر ان کے دلوں میں کوئی تنگی نہ آنے پائے اور وہ اسے تسلیم کر لیں، اچھی طرح تسلیم کرنا"

پس جو شخص دین کے اصول و فروع میں اور دینی و دنیوی امور میں رسول اللہ ﷺ کی طرف فیصلہ لے کر نہیں جاتا وہ کافر ہے۔(اس کے کفر پر اللہ تعالیٰ قسم اٹھا رہا ہے) کیا عصرِ حاضر کے طواغیت اس آیت میں داخل نہیں ہوتے؟

17۔ ان حکمرانوں کے کفر پر اللہ کا یہ فرمان بھی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادُّونَ اللهَ وَرَسُولَهُ كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِن قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَنزَلْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾(المجادلة : 5)

" بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں؟ وہ ذلیل کیے جائیں گے، جیسے وہ لوگ ذلیل کیے گئے جو ان سے پہلے تھے اور بلاشبہ ہم نے واضح آیات نازل کی ہیں اور کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔"

امام بیضاوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "یحادون" کا مطلب ہے وہ حدود کو ساقط کر دیتے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے ان کو کافر قرار دیا ہے اور ان کے اس فعل پر رسوا کن عذاب مرتب کیا ہے۔ کیونکہ ہو اس چیز کے ساتھ تو عزت حاصل کرتے ہیں جو شریعت مطہرہ کے خلاف ہے۔

18۔ ان حکمرانوں کے کفر پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ مبارک بھی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى لا الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَاَمْلٰى لَهُمْ ، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ وَاللهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ﴾(سورة محمد: 25-26)

"جو لوگ اپنی پیٹھ کے بل اُلٹے پھر گئے اس کے بعد اُن کے لیے ہدایت واضح ہو چکی یقیناً شیطان نے اُن کے لیے مزین کر دیا ہے اور انہیں ڈھیل دے رکھی ہے اسی لیے انہوں نے اللہ کے نازل کردہ دین کو ناپسند کرنے والوں سے کہہ دیا کہ بعض معاملات میں ہم تمہاری مانیں گے اللہ ان کی خفیہ باتیں خوب جانتا ہے۔"

پس جس نے کافروں کی بعض کاموں میں اطاعت کی تو وہ کافر ہے، تو اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جو اپنی زندگی کے تمام معاملات میں کافروں کی اطاعت کرتا ہے۔ حتی کہ اپنے اٹھنے بیٹھنے میں، اپنے لباس میں اور اپنی حرکات و سکنات میں بھی کافروں کی اطاعت کرتا ہے؟

19۔ ان حکمرانوں کے کفر پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ مبارک بھی دلالت کرتا ہے:

﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الاسْلاَمِ دِيْناً فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾

"جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو تلاش کیا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔" (آلِ عمران : 85)

یہ آیت یہودیوں کے متعلق نازل ہوئی تھی، وہ آسمانی دین اور موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کا دعویٰ کرتے تھے، لیکن اس کے باوجود یہ ان سے قبول نہیں کیا گیا اور وہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گئے، تو اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جو وضعی اور بشری قوانین مقرر کرتا ہے اور ان وضعی قوانین کو اپنا مقصدِ حیات بنالیتا ہے۔ انہی قوانین پر زندہ رہتا ہے اور انہی پر مرتا ہے، انہی قوانین کی خاطر دوستی رکھتا ہے اور انہی کے لیے دشمنی رکھتا ہے اور انہی قوانین کی خاطر قتال کرتا ہے؟

20۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْئٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ﴾(النساء:59)

"پس اگر تمہارا کسی چیز میں تنازع ہو جائے تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو"

امام ابنِ کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

جس نے اختلاف کے وقت کتاب و سنت کو اپنا حاکم نہ بنایا اور نہ ہی اس میں کتاب و سنت کی طرف رجوع کیا تو ایسا آدمی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لانے والا نہیں ہے۔

21۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللهِ حُكْماً لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾

"کیا پھر وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ اور جو قوم اللہ پر یقین رکھتی ہے اس کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے؟"

حافظ ابنِ کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"یہاں اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر گرفت کی ہے جو اللہ کے محکم احکامات سے روگردانی اختیار کرتا ہے جو ہر خیر پر مشتمل ہیں اور ہر شر سے روکنے والے ہیں، پھر ان احکاماتِ الٰہیہ کو چھوڑ کر اُن آراء وخواہشات اور اصطلاحات کی پیروی کرنے لگتا ہے جنہیں انسانوں نے وضع کیا ہو اور جن کی پشت پر کوئی شرعی دلیل نہ ہو۔ یہ شخص بالکل دورِ جاہلیت کے ان لوگوں کی مانند ہے جو اپنی آراء وخواہشات پر مبنی گمراہیوں اور جہالتوں کی روشنی میں فیصلے کرتے تھے۔ یا ان تاتاریوں کی مانند ہے جو اپنے باپ چنگیز خان کی وضع کردہ کتاب "یاسق" کو فیصلہ کن مانتے ہیں۔ 'یاسق' مختلف شریعتوں سے اخذ کردہ احکامات

کا مجموعہ ہے، کچھ احکام یہودیت سے ماخوذ ہیں، کچھ نصرانیت سے اور اسلام سے، اور بہت سے احکامات محض اس کے ذاتی نظریات وخواہشات کے نمائندہ ہیں۔ یہ مجموعہ اس کی اولاد کے نزدیک ایک ایسی لائق تقلید شریعت کی حیثیت اختیار کر چکا ہے جسے یہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ پر بھی ترجیح دیتے ہیں۔ پس ان میں سے جو شخص بھی ایسا کرے وہ کافر ہے اور اس سے قتال کرنا واجب ہے یہاں تک کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی طرف لوٹ آئے اور ہر چھوٹے بڑے معاملے میں انہی کو حاکم جانے۔" (تفسیر ابن کثیر 2/540)

میں (امین اللہ) کہتا ہوں: کیا تم ان طواغیت کے متعلق اس سے بھی زیادہ کوئی صریح فتویٰ چاہتے ہو!!! نیز یہ بھی یاد رہے کہ تاتاری کسی کو اپنے قوانین کا پابند نہیں کرتے تھے پس جو چاہتا ان قوانین کے مطابق فیصلہ کراتا اور جو چاہتا اسلام کے مطابق فیصلہ کرا سکتا تھا، لیکن عصرِ حاضر کے طواغیت کبھی بھی اسلام کے مطابق فیصلے کرنے کو جائز قرار نہیں دیتے۔

22۔ حافظ ابنِ عبد البر نے اپنی کتاب "التمھید: 4/224" میں اجماع نقل کیا ہے: آپ نے کہا: علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے اللہ کو یا رسول اللہ ﷺ کو گالی دی یا" ما انزل اللہ " اللہ کے نازل کردہ دین میں سے کسی حکم کو رد کر دیا یا اللہ کے نبیوں میں سے کسی نبی کو قتل کیا تو وہ کافر ہے اگر چہ وہ " ما انزل اللہ " اللہ کی نازل کردہ شریعت کا اقرار ہی کیوں نہ کرتا ہو۔ اِن حکمرانوں نے ساری کی ساری شریعت کو رد کر دیا ہے اور شریعت کو حاکمیت سے ہٹا کر دور کر دیا ہے!!!

23۔ امام ابو بکر جصاص اپنی تفسیر " أحکام القرآن : 2/302" میں اس آیت ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

"اس میں آیت میں یہ دلالت ہے کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اوامر میں سے کسی کو بھی رد کر دے گا تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے خواہ اس کا رد کرنا شک کی بنا پر ہو یا ترکِ قبول کی بنا پر ہو یا اس حکم کو نہ اپنانے کی بنا پر ہو، اور یہ واجب کرتا ہے جس کی طرف صحابہ گئے تھے اس کے صحیح ہونے کو، صحابہ نے ان پر ارتداد کا حکم لگایا تھا جنہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ صحابہ نے ان کو قتل کیا، ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی اور غلام بنایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو کوئی نبی ﷺ کا فیصلہ اور حکم تسلیم نہیں کرتا وہ اہل ایمان میں سے نہیں ہے"۔

24۔ ان حکمرانوں کے کفر میں یہ بھی ہے۔ جسے شیخ عبد اللطیف بن عبد الرحمن نے ذکر کیا ہے۔ آپ سے اہلِ بادیہ وغیرہ ایسے لوگوں کی بابت سوال ہوا جو اپنے آباؤ اجداد کی عادات کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں، کیا بتانے کے بعد ان پر کفر کا حکم لاگو کیا جا سکتا ہے؟

آپ نے جواب دیا: جو شخص بتانے کے بعد بھی کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنا فیصلہ لے کر جاتا ہے، تو وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ" .... اور "وَمَن لَّمْ يَحْكُم" .... الخ (المائدہ: 44، الدرر السنية 8/241 و 8/273)۔

25۔ نواقضِ ایمان (ایمان کو توڑ دینے والے اعمال) میں سے ایک یہ بھی ہے۔

"اللہ کے دین سے اعراض کرنا، نہ اس کو سیکھنا اور نہ ہی اس پر عمل کرنا" جیسا کہ مجموعة التوحيد 1/43 میں ہے۔ کیا عصرِ حاضر کے طواغیت اللہ کے دین کو سیکھتے ہیں اور اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں؟ اللہ کی قسم! ہر گز نہیں! بلکہ وہ تو جتنی استطاعت رکھتے ہیں دین کو حقارت سے اپنے شہروں سے بے دخل کرتے ہیں۔ اور اہلِ دین کو دہشت گرد، انتہا پسند اور قدامت پسند وغیرہ کا نام دیتے ہیں۔

26۔ نواقضِ ایمان میں ایک یہ بھی ہے کہ "جو شرک کا انکار نہیں کرتا اور اہلِ شرک سے عداوت اور دشمنی نہیں رکھتا تو وہ مؤمن نہیں ہے خواہ وہ اکیلے اللہ کی عبادت ہی کیوں نہ کرتا ہو، کیونکہ کفر بالطاغوت (طاغوت کا انکار) توحید کی صحت میں سے ہے۔

کیا موجودہ حکمران شرک کا انکار کرتے ہیں بلکہ یہ تو شرک کی جگہیں بناتے ہیں اور شرک کی جڑوں کو مضبوط کرتے ہیں اور مشرکین کو اعلیٰ مناصب پر فائز کرتے ہیں بلکہ ان حکمرانوں کی اکثریت کا کوئی دین نہیں، جب یہ دین پر عمل کرتے ہیں تو شرک کے ساتھ عمل کرتے ہیں، قبریں تعمیر کرتے ہیں اور پھر دودھ وغیرہ کے ساتھ قبروں کو غسل دیتے ہیں۔

27۔ نواقضِ ایمان میں سے یہ عمل بھی ہے: جو دینِ اسلام کو ناپسند کرتا ہے یا کافروں کی مدد و نصرت کے لیے دوڑ دھوپ کرتا ہے اور ان کی تائید کرتا ہے۔ پس جو بھی اس امر میں داخل ہوا اور جس نے اس کام میں اس کی مخالفت کی، اس نے اسے ناپسند کیا تو ایسا شخص کافر ہے خواہ وہ گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے اور اس کا یہ عمل اسلام کے متعارض نہیں ہے۔ کیا موجودہ حکمران بھی ایسے نہیں ہیں!!! (دیکھیے: مجموعة التوحيد والدين الخالص: 3/9)

28۔ موجودہ حکمرانوں کے کفر پر یہ بھی ہے جسے شیخ محمد بن ابراہیم نے اپنے رسالے ''تحکیم القوانین'' میں بیان کیا ہے.......پہلی قسم:

29۔ علامہ شنقیطی رحمۃ اللہ علیہ: اپنی تفسیر ''اضواء البیان : 4/81'' میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَداً﴾ (سورۃ الکھف:26)

''اور وہ اپنے حکم (قانون) میں سے کسی کو شریک نہیں کرتا''

''وبهذه النصوص السماوية التي ذكرنا يظهر غاية الظهور، أن الذين يتبعون القوانين الوضعية التي شرعها الشيطان على ألسنة أوليائه مخالفة لما شرعه الله جل وعلا على ألسنة رسله صلى الله عليهم وسلم، أنه لايشك في كفرهم وشركهم الا من طمس الله بصيرته وأعماه عن نور الوحي مثلهم۔

''ان آسمانی نصوص سے جو ہم نے یہاں ذکر کی ہیں، یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں اور واضح ہو جاتی ہے کہ جو لوگ وضعی قوانین کے پیچھے چلتے ہیں، جو کہ در حقیقت شیطان کی شریعت ہے جسے شیطان نے اپنے چیلوں کی زبان کی وساطت سے ان کے لیے مقرر ٹھہرا دیا ہے، اس شریعت کی مخالفت میں جسے اللہ نے اپنے رسولوں کی زبان کی وساطت سے ان کے لیے مقرر ٹھہرا رکھا تھا۔ بات یہ ہے کہ ان لوگوں کے کفر و شرک میں وہی شخص شک کرے گا جس کی بصیرت کو اللہ نے مسخ کر دیا ہو اور جس کو وحی کے نور سے اندھا کر دیا ہو۔ ان (شیاطین) کی طرح۔''

اس کے بعد شیخ امین اللہ حفظہ اللہ نے مفتی الدیار السعودیۃ علامہ محمد بن ابراہیم آلِ شیخ کے رسالے تحکیم القوانین میں سے طاغوت کی فیصلہ لے کر جانے والوں کی چھ اقسام ذکر کی ہیں۔

30۔ ہم اس جلد میں یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ اسلامی حکومت وہ ہوتی ہے جس میں (18) شرطیں پائی جاتی ہوں ورنہ وہ حکومت دارالاسلام نہیں کہلاتی، دارلکفر یا دارالحرب کہلاتی ہے جبکہ یہ شرطیں ان طواغیت میں نہیں پائی جاتیں بنابریں ان کی حکومتیں اسلامی نہیں بلکہ دارالکفر یا دارالحرب کہلاتی ہیں۔

31۔ بشری قوانین کو نافذ کرنے والے اور ان کے مطابق حکومت کرنے والے ایک لحاظ سے تاتاریوں سے مشابہت رکھتے ہیں، بلکہ کئی لحاظ سے اُن سے بھی اوپر ہیں، جبکہ علماء اسلام نے یہ فتویٰ دیا تھا کے تاتاری کافر ہیں اور ان سے قتال واجب ہے۔

ہم نے تاتاریوں کی بعض صفات اسی جلد رقم (9) میں بیان کیں ہیں ان کی طرف مراجعت کر لیجیے، نیز دیکھیے: (مجموع الفتاویٰ لابن تیمیۃ 466/28، 475)

(۹)۔ اِسی طرح ممتاز[4] اہلِ حدیث عالم، مصنف کتبِ کثیرہ، مفسرِ قرآن حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ مدیر: شعبہ تحقیق و تصنیف، دارالسلام، لاہور جو کہ کبھی کبھار جماعۃ الدعوۃ کی دعوت پر اُن کے اسٹیجوں پر بھی چلے جاتے ہیں وہ بھی موجودہ حکمرانوں کو مرتد قرار دیتے ہیں۔ (دیکھیے: ریاض الصالحین (اردو) 2/513، طبع دارالسلام، جدید ایڈیشن)

یادرہے کہ ریاض الصالحین مترجم کے پرانے ایڈیشن کی نظرِ ثانی جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی راہنما حافظ عبد السلام بھٹوی صاحب نے کی تھی۔ اُس میں بھی موجودہ حکمرانوں کو مرتد ہی لکھا ہوا ہے.......!

(۱۰)۔ اسی طرح ہم پاکستان کے دینی مدارس اور درس و تدریس سے وابستہ کتنے ہی معتبر اور جید علماء و شیوخ کو جانتے ہیں جو کہ پاکستانی حکمرانوں کو ان کے کفریہ اعمال کی بنا پر کافر و مرتد قرار دیتے ہیں لیکن سیکورٹی نقطۂ نظر کی بنا پر ہم اُن کا نام ذکر نہیں کر رہے۔ اللہ تعالیٰ اِن علماء کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

علاوہ ازیں اِس میں مفتی صاحب نے پاکستان میں القاعدہ اور طالبان کے دفاعی جہاد اور نفاذِ شریعت کی جنگ کو ''قتل و غارت'' سے تعبیر کیا ہے۔ ہم مفتی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ شریعت کی نظر میں کفر و شرک کا پھیل جانا اور طاغوتی و کفریہ قوانین کا رائج ہونا زیادہ باعثِ تکلیف اور ناپسندیدہ ہے یا کہ قتل و غارت؟؟؟؟ اور کیا قرآنِ مجید کی درج ذیل آیات سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ کفر و شرک کا فتنہ قتل و غارت سے زیادہ تکلیف دہ اور شدید تر ہے۔

﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ (البقرۃ: 191)

''فتنہ (شرک) قتل سے زیادہ سخت ہے''

---

[4] حافظ صلاح الدین یوسف صاحب ہمارے گمان میں توحید کی غیرت رکھنے والے بزرگ عالم دین ہیں۔ اب چند دن قبل جب جماعت الدعوۃ کے مرکزی راہنما سیف اللہ خالد صاحب کی تفسیر ''دعوۃ القرآن'' کی تقریب رونمائی مرکز القادسیہ میں ہوئی، تو جماعت الدعوۃ نے حسب معمول اس میں رافضیوں اور قبریوں کے ''مولویوں'' کو بھی مدعو کیا ہوا تھا! چنانچہ تقریب کے دروان ایک قبوری اور مشرک مولوی کو جب دعوت خطاب کے لیے اسٹیج پر بلایا گیا تو اس نے اپنے مخصوص شرک و بدعت پر مبنی الفاظ و کلمات ادا کیے۔ اس دوران سلفیت اور جہاد کے ٹھیکدار گونگے شیطان بنے بیٹھے رہے اور کسی کو بھی اس مشرک کا رد کرنے کی توفیق نہ ہوئی!! البتہ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب حفظہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی، آپ نے اسٹیج پر جا کر اسی بناء پر کانفرنس کا اعلانیہ بائیکاٹ کر دیا۔ جزاہ اللہ خیرا۔ سنا ہے پھر حافظ سعید۔ ھداہ اللہ۔ نے حافظ صاحب موصوف کی منت سماجت کی ان سے آئندہ ایسی حرکت کرنے کا عہد کیا۔ دیکھتے ہیں اگلی ''مہم'' آنے تک یہ عہد برقرار رہتا ہے یہ کہ نہیں.......؟؟؟

﴿وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ﴾ (البقرۃ: 217)
”فتنہ (شرک) قتل سے زیادہ بڑا ہے“

نیز اگر مفتی صاحب کے بقول القاعدہ اور طالبان کا حربی کافروں کی فرنٹ لائن اتحادی پاکستانی حکومت کے خلاف دفاعی جہاد اور نفاذِ شریعت کی جنگ قتل و غارت ہے تو پھر آپ کی جماعت لشکرِ طیبہ کا کشمیر میں دفاعی جہاد کرنا اور پھر اس کے ردِ عمل میں ہزاروں مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ دیا جانا کیا قتل و غارت نہیں ہے.......؟

اشکال نمبر 4۔

خوارج جتنے بھی تھے بظاہر متقی، پرہیزگار، شریعت کے پابند، لوگ اس سے بھی دھوکا کھا جاتے ہیں......... بخاری میں نشانیاں ہیں تم اپنی نمازیں اُن کی نمازوں کے ساتھ حقیر سمجھوگے، اپنے روزے اُن کے روزوں کے مقابلے میں حقیر سمجھوگے، وہ قرآن پڑھیں گے اُن کا قرآن اُن کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا، وغیرہ.........

ازالہ:

یہ کیسا حسنِ اتفاق ہے کہ بریلوی بھی جب دلائل سے عاجز آجاتے ہیں تو یہی علامات اور حدیث پیش کرکے سلفیوں کو بدنام کرتے ہیں۔ مثلاً ارشد القادری نے اپنی کتاب ”تبلیغی جماعت“ (ناشر پروگریسو بکس) کے صفحہ 16 پر ایک سرخی قائم کی ہے ”نجدی گروہ حدیثِ صحیح کی زبانی“ اسکے تحت یہی حدیث بیان کی ہے۔ اسی طرح ”کینیڈین شیخ الاسلام“ طاہر القادری نے بھی اپنے کافر آقائوں کو خوش کرنے کے لیے القاعدہ اور طالبان کے خلاف فتویٰ لکھ کر تقریباً 600 صفحات سیاہ کیے ہیں اس نے بھی مفتی مبشر احمد ربانی صاحب کی طرح یہی حدیث پیش کر کے القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کو خوارج ثابت کرنے کی سعی نامشکور کی ہے.........! (دیکھیے: دہشت گردی اور فتنۂ خوارج ص 441-439-471)

چنانچہ مفتی صاحب بھی بریلویوں اور طاہر القادری کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دلائل کی بجائے یہی خوارج والی حدیث بیان کر رہے ہیں.........!!!

حامد کمال الدین صاحب لکھتے ہیں:

یہاں وہ لوگ ہیں جو "حاکمیت" پر بات کرنے کو "خوارج" کا مذہب قرار دیتے ہیں.! ان کے پراپیگنڈا کی رو سے: "تکفیری" وہ ہوتے ہیں جو آج کے ان باطل نظاموں کی مخالفت کریں! یہ آج کے ان موحدین کو جو اللہ مالک الملک کی اتاری ہوئی شریعت کی جگہ انگریز کے دیے ہوئے قانون کو عباد اور بلاد پر مسلط کر رکھنے والے حکمرانوں کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں، زمانۂ اول کے اُن "خوارج" سے جاملاتے ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسے خلفائے حق کے خلاف خروج کیا تھا!

ان کے نزدیک "خوارج" اور "تکفیری" ہونا یہ ہے کہ شریعت اور قانون اللہ کی بجائے غیر اللہ سے لیا جانے کو ایک مشرکانہ وکافرانہ عمل بتایا جائے! گویا یہ تسلیم کرلینا چاہیے کہ شریعت غیر اللہ سے لی جائے تو بھی آدمی موحد رہتا ہے!......... فکر ارجاء تو بہر حال یہی کہلوانا چاہتا ہے! وہ بات جو ایک ادنیٰ دینی حمیت رکھنے والا شخص بھی شریعتِ خداوندی کی تعظیم میں بڑے آرام سے کہہ دے گا اور اس کے کہہ دینے میں کبھی کوئی رکاوٹ نہیں پائے گا، وہ ان لوگوں کو "گمراہی" نظر آنے لگ گئی ہے۔ جب سے انگریز سے مستعار لیے گئے نظام اور قانون اپنے یہاں چلنے لگے ہیں کسی غیرت مند مسلمان نے اس نظام کو باطل کہنے میں کبھی تردد نہیں کیا۔ البتہ آج کچھ ایسے مرجئہ آنے لگے ہیں جو اس نظام اور اس کو چلانے والوں کے لیے طاغوت کا لفظ استعمال کرنے کو "خوارج" کا مذہب بتا رہے ہیں!

ان مرجئہ کو ہی یہ "نکتہ" پیش کرنے کی سعادت ملی کہ: غیر اللہ کی شریعت چلانے والا شخص اگر "زبان" سے اپنے اس عمل کو "حق" کہنے کی حماقت نہیں کرتا تو عمل سے وہ جتنا مرضی حدود اللہ کو پامال کرے اور ہزاروں مربع میل پر غیر اللہ کا قانون چلائے، کروڑوں انسانوں کو اور ان کی زندگی کو دیوانی و فوجداری ہر ہر لحاظ سے اللہ کی شریعت کی بجائے غیر اللہ کی شریعت کا پابند کر کے رکھے، حتیٰ کہ لوگوں کو غیر اللہ کی شریعت کے بموجب جیلیں اور پھانسیاں کیوں نہ دے، بس وہ مسلمان ہے اور جنت کا امیدوار!!! (سہ ماہی ایقاظ: جنوری تا مارچ 2009ء ص38)

اہلِ بدعت ہمیشہ سے ہی اپنے اسلاف کی طرح دلائل و براہین سے بات کرنے کی بجائے اہلِ حق اور طائفہ منصورہ پر طرح طرح کے جھوٹے الزامات لگاتے آئے ہیں، کبھی اُن کو خوارج ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کبھی حشویہ و مشبھہ اور کبھی مجسمہ

ثابت کرتے ہیں، اِس سے پہلے سلف صالحین میں سے شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ اور امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہم پر بھی خارجی ہونے کا الزام لگایا گیا تھا۔

حافظ ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ ''القصیدۃ النونیۃ'' میں اِس بات کو یوں بیان فرمایا ہے:

ومن العجائب أنهم قالوا لمن

قد دان بالآثار والقرآنِ

أنتم بذا مثل الخوارج انهم

أخذوا الظواهر ما اهتدوا لمعان

فانظر الی ذا البهت هذا وصفهم

نسبوا اليه شيعة الايمان

سلّوا على سنن الرسول وحزبه

سيفين سيف يدٍ و سيفَ لِسانِ

'' بڑی عجیب بات ہے کہ جن لوگوں نے قرآن و حدیث کو اپنا مذہب بنالیا ہے، یہ (اہلِ بدعت) اُن کو کہتے ہیں کہ تم خوارج کی طرح ہو، کہ اُنہوں نے صرف ظاہری نصوص کو پکڑا تھا اور معنی کا خیال نہیں رکھا'' '' دیکھو! اِن بدعتیوں کا یہ وصف جو وہ ایمان کے حمایتیوں کی طرف منسوب کر رہے ہیں، جو کہ سراسر جھوٹ اور بہتان پر مبنی ہیں''''اِن بدعتیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنتوں اور آپ کی جماعت پر دو تلواریں سونت رکھی ہیں، ایک ہاتھ کی تلوار اور دوسری زبان کی تلوار''

اِسی طرح اہلِ بدعت نے جب طائفہ منصورہ پر ''حشویۃ'' ہونے کا الزام لگایا تو حافظ ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کا یوں جواب دیا:

يا قوم ان كان الكتاب وسنة

المختار حشوا فاشهدوا ببيان

أنا بحمد الهٰنا حشوية

صرف بلا جحد ولا كتمان

"اے قوم! اگر اللہ کی کتاب نبی مختار ﷺ کی سنت کی دلالت "حشو" ہے تو گواہ ہو جاؤ! ہم بحمد اللہ "حشویۃ" ہیں۔"

اِسی طرح جب طائفہ منصورہ پر بدعتیوں نے مجسمہ ہونے کا الزام لگایا تو حافظ ابنِ قیم نے اس کا یوں جواب دیا:

ان کان التجسیم عندکم فیا

أهلاً به ما فیه من نکران

اِنا مجسّمة بحمد الله لم

نجحد صفات الخالق الرحمن

" اگر صفاتِ باری تعالیٰ کا اقرار کرنا تمہارے نزدیک تجسیم ہے تو سُن لو! ہم بحمد اللہ "مجسمہ" ہیں، ہم اپنے خالق ورحمن کی صفات کا انکار نہیں کریں گے"

اِسی طرح بعض پراپیگنڈا کرنے والے حاسدین نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر حُبِ اہلِ بیت کی وجہ سے رافضی ہونے کا الزام لگایا تو اُنہوں نے اِس کا یوں جواب دیا:

اِن کان رُفضاً حُب آلِ محمد

فلیشهد الثقلان أنی رافضی

" رافضیت اگر آلِ محمد ﷺ سے محبت رکھنے کا نام ہے تو پھر سب جن وانس گواہ ہو جائیں کہ میں "رافضی" ہوں۔"

مفتی صاحب نوٹ فرمالیں! کہ اگر طاغوت کا انکار کرنا، اللہ کے دوستوں سے دوستی اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا، نواقضِ اسلام کے مرتکب اور غیر اللہ کا قانون نافذ کرنے والوں کو کافر سمجھنا اور حربی کافروں کے صفِ اول کے اتحادیوں سے جہاد و قتال کی بات کرنا اگر خارجی ہونا ہے تو پھر مفتی مبشر احمد ربانی صاحب بھی سُن لیں! اور تمام جن وانس بھی جان لیں کہ ہم بحمد اللہ " خارجی" ہیں!

اذا کان الصدع بالتوحید تکفیرا

فلیعلم الثقلان أنی تکفری

"اگر ببانگ دہل جراَت کے ساتھ توحید کا اظہار کرنا"تکفیر" ہے تو جن و انس جان لیں کہ میں بھی "تکفیری" ہوں۔

پس مجاہدین فی سبیل اللہ کو اہلِ بدعت کے جھوٹے الزامات سے گھبرانے کی ضرورت نہیں، نہ ہی اُنہیں مثبطین اور مرجفین کی افواہوں سے خوف زدہ ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے طائفہ منصورہ کا یہ وصف بیان کیا ہے:

﴿وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ﴾ (المائدہ:54)

وہ کسی ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں ڈرتے

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لا یضرھم من خذلھم ولا من خالفھم" اُن کو بے یارو مدگار چھوڑنے والا اور اُن کی مخالفت کرنے والا اُن کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا۔

اشکال نمبر 5۔

خوارج کی یہ بھی نشانی بیان کی کہ "یدعون اھل الاوثان ویقتلون اھل الاسلام" بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اور اسلام کا نام لینے والوں کو قتل کریں گے....... آج بھی آپ کو یہی چیز ملے گی جو خوارج کے ذہن سے متاثرین ہیں اُن کی جنگ یہودی، عیسائی اور ہندو کے ساتھ نہیں ہے۔اُن کے جنگ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو اسلام کا نام لینے والے ہیں۔

ازالہ:

مفتی صاحب تو رافضی اور قبر پرست حکمرانوں کی وکالت میں اتنے آگے نکل گئے ہیں کہ اُن کو بچاتے بچاتے حدیث کے ترجمے میں ہی تحریف کے مرتکب ہو گئے- العیاذ باللہ- حدیث کے الفاظ یہ ہیں "یقتلون اھل الاسلام" یعنی وہ اہلِ اسلام(مسلمانوں) کو قتل کریں گے، جبکہ مفتی صاحب نے ترجمہ یہ کیا ہے کہ "وہ اسلام کا نام لینے والوں کو قتل کریں گے"۔ ؎

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

اب مفتی صاحب سے سوال یہ ہے کہ: اسلام کا نام تو قادیانی ملعون بھی لیتے ہیں تو کیا وہ بھی اہل الاسلام میں داخل ہیں.........؟اسلام کا نام تو تاتاری بھی لیتے تھے تو کیا وہ بھی اہل الاسلام میں داخل ہیں.........؟اسلام کا نام تو بنو عبید القداح بھی لیتے تھے جن کے علاقوں کو مسلمانوں کے علماء نے دارالحرب قرار دیا تھا، کیا وہ بھی اہل الاسلام میں داخل ہیں.........؟اسلام کا نام تو ملعون سلمان رُشدی اور تسلیمہ نسرین بھی لیتے ہیں تو کیا وہ بھی اہل الاسلام میں داخل ہیں.........؟اسلام کا نام تو کشمیر کا حکمران عمر عبداللہ بھی لیتا ہے، اسلام کا نام تو حامد کرزئی اور نورالمالکی بھی لیتا ہے تو کیا وہ بھی اہل الاسلام میں داخل ہیں.........؟

قارئین! افسوس کی بات تو یہ ہے کہ القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کے خلاف طاہر القادری نے بھی اپنی کتاب ''دہشت گردی اور فتنۂ خوارج'' کے صفحہ 475 پر بالکل یہی حدیث پیش کی ہے لیکن اُسے بھی اتنی جرأت نہیں ہو سکی کہ وہ حدیث کے ترجمے میں تحریف کرتا، یہ ''سعادت'' صرف مفتی مبشر احمد ربانی صاحب کے حصے میں آئی ہے! مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ پھر آپ کی جماعۃ الدعوۃ اور لشکرِ طیبہ کی جنگ بھی اسلام کا نام لینے والے کشمیری حکمران عمر عبداللہ سے ہے! جماعۃ الدعوۃ کی ہفت روزہ اخبار جرار 16 رمضان المبارک 1431ھ بمطابق 27 اگست 2010ء میں یہ خبر چھپی ہے کہ کشمیر کے علاقے سوپور میں لوگ جب تراویح میں مشغول تھے، مجاہدین نے ممبر اسمبلی محمد اشرف کے مکان پر حملہ کر دیا اور وہاں پر اندھا دھند گولیاں برسانا شروع کر دی جس کے نتیجے میں ایک ایس پی ہلاک اور دو کانسٹیبل شدید زخمی ہو گئے جب کہ ممبر اسمبلی بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ ہم مفتی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ کے مجاہدین کشمیر میں جا کر اسلام کا نام لینے والوں سے جنگ کر کے '' خارجی'' بن جاتے ہیں؟؟؟!!!؎

یہ عذرِ امتحانِ جذبِ دل کیسا نکل آیا
میں الزام اُن کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

مفتی صاحب! اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہیں آتا، دوسروں کی آنکھ کا تنکا پہلے دکھائی دیتا ہے! پہلی اپنی جماعت کے ''کارناموں'' سے باخبر ہو جایئے، پھر طالبان اور القاعدہ کے منہ آیئے گا!

نیز مفتی صاحب نے یہ حدیث پیش کر کے الٹا اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مار دی ہے بلکہ ساتھ اپنی ''مسلمان'' حکومت کے پاؤں پر بھی کلہاڑی مار دی ہے۔

اس کی مندرجہ ذیل تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ بت پرستوں کو بھی قتل کرنا اور نام نہاد مسلمانوں (جو مرتد ہو چکے ہوں) کو بھی قتل کرنا۔

۲۔ بت پرستوں کو چھوڑ دینا اور نام نہاد مسلمان (جو مرتد ہو چکے ہوں) کو قتل کرنا۔

۳۔ بت پرستوں کو چھوڑ دینا اور ایسے مسلمان (جو مرتد نہ ہوئے ہوں) کو قتل کرنا۔

درج بالا تینوں صورتوں میں سے صرف تیسری صورت پر یہ حدیث فٹ آسکتی ہے اب ہم پوچھتے ہیں کہ القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین اس تیسری صورت پر عمل کر رہے ہیں یا کہ آپ کی ''مسلمان'' حکومت.........؟

قارئین! اگر ہم آج کل کے حالات اور حقائق کو دیکھتے ہیں تو صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ ''تکفیری اور خارجی مجاہد'' تو بت پرست کافروں کو بھی ضربیں لگا رہے ہیں (جیسا کہ اردنی مجاہد[5] ڈاکٹر ابو دجانہ الخراسانی رحمۃ اللہ علیہ کا خوست میں امریکی CIA کے ہیڈ کوارٹر پر کامیاب اور شاندار فدائی حملہ ہے) اور ان کے کلمہ گو اتحادیوں یعنی مرتدین کو بھی انجام تک پہنچا رہے ہیں۔ مگر حکومت کو دیکھیں تو وہ تیسری صورت پر عمل کرتے ہوئے اہل الاوثان یعنی کافروں کو تو گود میں بٹھا رہی ہے، جبکہ مسلمانوں کو نفاذ شریعت کا نعرہ بلند کرنے کے جرم میں قتل کر رہی ہے۔ لہٰذا اس حدیث کا مصداق القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین نہیں بلکہ آپ کی ''مسلمان'' حکومت بن رہی ہے.........!

پس بات تو اس پر کرنی چاہیے تھی کہ مرتد ہیں یا نہیں۔ جو اِن کو مرتد سمجھتا ہے اسکو تو یہ سمجھانا چاہئے تھا کہ یہ مرتد نہیں ہیں نہ کہ آپ اسکو مسلمان کو مارنے کے متعلق وعید کی حدیثیں سناتے رہیں۔ اصل میں جب آپ مرتدین کا دفاع کرنے سے عاجز

---

[5] جماعت الدعوۃ والوں نے اپنی اخبار ہفت روزہ جرار میں اس حملے کی سب سے بڑی سرخی لگائی تھی، ماہنامہ الحرمین میں بھی مضمون چھپا۔ امیر حمزہ۔ ھداہ اللہ۔ نے جرار میں اس حملے کی تعریف میں کالم بھی تحریر کیا اور مسلسل کئی روز تک جرار کے شماروں میں اس حملے کی چرچے ہوتے رہے۔ قارئین! ایک طرف تو اس حملے نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے، دوسری طرف یہ حملہ ایسے ''دانشوروں'' کالم فروش صحافیوں اور نام نہاد جہادیوں کے منہ پر طمانچہ ہے جو افغانی طالبان اور پاکستانی طالبان ''اچھے طالبان'' اور ''برے طالبان'' کی تفریق کرتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح اس حملے کی ذمہ داری افغان طالبان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد اور تنظیم القاعدہ خراسان کے امیر ابویزید مصطفی رحمۃ اللہ علیہ نے قبول کی، اسی طرح پاکستانی طالبان کے ترجمان اعظم طارق سلّمہ اللہ نے بھی اس کی ذمہ داری قبول کی، حتیٰ کہ ڈاکٹر ابو دجانہ الخراسانی کی حملے کے بعد جو وصیت اور ویڈیو منظر عام پر آئی ہے اس میں وہ تحریک طالبان پاکستان کے امیر حکیم اللہ محسود سلّمہ اللہ کے ساتھ بیٹھے دیکھائی دے رہے ہیں، جس میں وہ امیر بیت اللہ محسود رحمۃ اللہ علیہ کی تعریفیں اور اس کاروائی کو ان کی شہادت کا بدلہ قرار دیتے ہیں! قارئین! ایک طرف تو جماعت الدعوۃ والے القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کی اپنی پسند کی کاروائیوں کو اپنی اخبار کی شہہ سرخیوں میں لگاتے ہیں اور عامۃ الناس کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ گویا یہ ان ہی کی کاروائیاں ہیں، جب کہ دوسری طرف القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کے خلاف زہر اگلتے ہیں، ان کو تکفیری اور خارجی حتیٰ کہ را کے ایجنٹ قرار دیتے دینے بھی نہیں چوکتے! ہم نے کلام نبوت سے ایسے لوگوں کے لیے یہ الفاظ چنے ہیں۔ ''ائذالم تستحی فاصنع ماشئت'' جب تجھ میں شرم وحیاء نہ رہے تو پھر جو چاہے کرلو! (بخاری)۔

آجاتے ہیں تو لوگوں کی ہمدردیاں اپنے ساتھ کرنے کے لیے بریلویوں کی طرح خوارج کی حدیثیں سنا کر بات خلط ملط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

قارئین! ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو مفتی صاحب خود بھی اس حدیث کا مصداق بن رہے ہیں کیونکہ اُن کی زبان سے طواغیت اور مرتدین (اھل الاوثان) محفوظ و مامون ہیں لیکن القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین (اھل الاسلام) محفوظ نہیں! کاش کہ مفتی صاحب خاموش ہی رہتے کیونکہ خاموشی، غلط پراپیگنڈے، تلبیس اور مداہنت والے کلام سے افضل و بہتر ہوتی ہے۔ بقول شاعر ؎

الصمت أفضل من كلام مداهن

نجس السريرة طيب الكلمات

عرف الحقيقة ثم حاد الى الذى

يرضى ويعجب كل طاغ عات

والله ماقالوا الحقيقة والهدى

كلا ولا كشفوا عن الهلكات

أنى يشير الحقيقة راغب

فى وصل اصل الظلم والشهوات

"خاموشی مداہنت والے دورنگے کلام سے بہتر ہے، دِل میں کھوٹ ہے الفاظ بڑے پاکیزہ ہیں"

"وہ حقیقت کو جانتا ہے پھر بھی وہ راستہ اختیار کرتا ہے جو سرکش طاغوت کو پسند ہو"

"اللہ کی قسم! انہوں نے کبھی حق اور ہدایت کی بات نہیں کی، نہ ہی ہلاکت میں ڈال دینے والے امور کا پردہ چاک کیا ہے"

"وہ حقیقت کی طرف اشارہ بھی کس طرح کرے جو ظالم شہوت پرستوں کی طرف راغب ہو"

اشکال نمبر 6۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں:

ابھی ایک عربی میں بھی پرسوں مجھے ایک بھائی نے کتاب دی۔ "حد السنان" جو کہ پاکستان میں جہاد اور قتال کے حوالے سے کسی نے لکھی ہے۔

ازالہ:

مفتی صاحب نے "حد السنان" نامی جس کتاب کا ذکر فرمایا ہے جو کہ پاکستان میں جہاد اور قتال کے بارے میں لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کے مصنف شیخ حسن قائد ابو یحییٰ اللیبی حفظہ اللہ ہیں جو کہ کوئی مجہول اور گمنام عالم نہیں ہیں۔ آپ کا نام طبقہ علماء میں کافی معروف ہے۔ وفاق المدارس سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد ایک عرصہ تک کراچی کے دینی مدارس میں تدریس کرتے رہے۔ 2003ء میں آپ کو پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں نے کراچی سے گرفتار کر کے امریکی فوج کے حوالے کر دیا اور آپ باگرام جیل میں قید کر دیئے گئے۔ مگر آپ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے اپنے تین ساتھیوں سمیت باگرام جیل سے فرار ہونے میں کامیاب ہوئے اور مجاہدین سے آ ملے۔ آج کل آپ تنظیم القاعدہ کے مفتیٔ عام اور شرعی شعبے کے ذمہ دار ہیں۔

آپ متعدد دینی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

۱۔ نظرات فی الاجماع القطعی

۲۔ التترس فی الجهاد المعاصر

۳۔ المعلم فی حکم الجاسوس المسلم

۴۔ الاستعانة بالكفار فی الحرب

۵۔ حد السنان لقتال حكومة و جيش باكستان

۶۔ التبديد لأباطيل وثيقة الترشيد

آپ کے متعلق جماعت الدعوۃ کے اسٹیجوں پر تقریر کرنے والے عالم دین مفتی امین اللہ پشاوری فرماتے ہیں "اخونا وصاحبنا الشيخ ابويحيیٰ الليبی حفظه الله"۔ (دیکھیے، فتاویٰ الدین الخالص 8/26)

شیخ ابو یحیٰ اللیبی حفظہ اللہ کے متعلق شیخ امین اللہ پشاوری کا "اخونا وصاحبنا الشیخ ابویحییٰ اللیبی حفظہ اللہ" کہنا اور ان کی کتاب کو اپنے فتاویٰ الدین الخالص میں من وعن تائیداً نقل کرنا اور اس کی تعریف کرنا کیا اُن کی علمی ثقاہت کا منہ بولتا ثبوت نہیں؟

مفتی صاحب کو چاہیے تھا کہ وہ "حد السنان" کا دلائل وبراہین کے ساتھ علمی انداز میں رد اور محاکمہ کرتے لیکن چونکہ ان کے پاس بھی بریلویوں کی طرح دلائل نہیں تھے۔ اس لیے کارکنان کو خوارج والی حدیثیں سنا کر شبہات پیدا کر رہے ہیں۔

اشکال نمبر 7۔

الفرقان رسالہ نکلتا ہے اس میں پہلے کافر کا فتویٰ لگایا پھر کہا کہ ہندو عیسائی دور کے کافر ہیں یہ ہمارے قریب کے کافر ہیں۔ اور اللہ قرآن میں کہتا ہے کہ قاتلوا الذین یلونکم من الکفار......... یعنی ان سے لڑو جو قریب ہیں۔

ازالہ:

لڑنے کے لیے اللہ کی کتاب کا یہی حکم یہی ہے کہ پہلے قریب کے کافروں سے لڑا جائے، البتہ کبھی خاص حالات میں مصلحت کے تحت قریب کے کافروں کو چھوڑ کر دور کے کافروں سے بھی لڑا جاسکتا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کی زندگی سے ہمیں یہی ملتا ہے کہ جو کافر زیادہ نقصان پہنچا سکتا ہے تو اس سے پہلے لڑا جائے۔

البتہ ہم آپ کو الفرقان پر اعتراض کرنے والے مفتی صاحب کی دوغلی پالیسی دکھانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ وہ خود بھی یہی آیت جہادِ کشمیر پر فٹ کرتے ہیں! مفتی عبد الرحمن رحمانی صاحب کی مشہور کتاب "الجہاد الاسلامی" جس کو یہ جہاد کا انسائیکلوپیڈیا کہتے ہیں۔ اسکے صفحہ 102 پر قریب ترین کافروں کی سرکوبی کی سرخی کے تحت یہی الفرقان والی آیت (جس پر آپکو اعتراض ہے) لکھ کر کہتے ہیں۔

> "آیت مذکورہ بالا میں کافروں کے خلاف جنگ کی ترتیب سمجھائی گئی ہے کہ مومنوں کو الاقرب فالاقرب کا اصول مد نظر رکھتے ہوئے قتال کی ابتداء زیادہ قریب رہنے والوں سے کرنی چاہیئے"

یہاں ہماری مدیر دارالاندلس سے گزارش ہے، جنھوں نے اس کتاب کو جہاد کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا کہا ہے کہ اب ان کو مفتی مبشر احمد ربانی صاحب سے نیا انسائیکلوپیڈیا لکھوانا چاہئے کیونکہ ان کو اس پرانے انسائیکلوپیڈیا پر اعتراض ہے۔ الفرقان کا اور جرم ہو نہ ہو مگر یہ جرم تو ثابت ہوا کہ انہوں نے خواہ مخواہ یہ آیت لکھ کر جماعت الدعوہ کے اتنے بڑے جہادی انسائیکلوپیڈیا کو بھی مشکوک اور غیر معتبر بنا دیا ہے!!!

ہم مفتی صاحب سے ایک سوال کرنا چاہتے ہیں کہ جس کا جواب دے کر یہ خود اپنے اس اعتراض کی وقعت جان لیں گے۔

> ''ایک مسلمان افغانستان میں رہتا ہے وہ وہاں حامد کرزئی کے خلاف لڑتا ہے تو کوئی اس کو کہتا ہے کہ امریکہ میں جا کر لڑو ادھر افغانستان میں کیوں لڑتے ہو۔ اب اگر وہ پہلا شخص اور یہی آیت پڑھتا ہے کہ الاقرب فا الاقرب تو کیا آپ اس کو جاہل کہیں گے؟؟؟؟ اسی طرح ایک کشمیری مسلمان اپنے کلمہ گو حکمرانوں سے لڑنے کے لیے یہی بات کہتا ہے تو کیا آپ اُس پر بھی یہی اعتراض کریں گے؟؟؟؟

اشکال نمبر 8۔

خارجیوں کو جواب دیتے ہوئے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک اصول سمجھایا کہ میں تمہارے پاس صحابہ کی طرف سے آیا ہوں اور تمہارے اندر صحابہ میں سے کوئی صحابی نہیں ہیں۔ آج بھی جو لوگ ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ ''تو ٹھیک ہے یہ قرآن کی آیتیں ہیں لیکن آیتوں کی تفسیر آپ نے کرنی ہے یا ہم نے کرنی ہے یا ان کی تفسیر وہ ہوگی جو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے کی''۔

ازالہ:

بے شک خارجیوں کے ساتھ صحابہ نہ تھے مگر آج کل ان تکفیریوں اور خارجیوں (اصل میں موحدین) کے ساتھ تمہارے اپنے علماء ہیں بلکہ ان کو خارجی کہنے پر تمہیں مرجئہ سمجھ رہے ہیں۔ جیسے حافظ سعید صاحب کے چھوٹے بھائی حامد کمال الدین۔ علمائے کرام کے فتوے آپ نمبر (۵) پر دیکھ سکتے ہیں۔

﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْكَافِرُون.........﴾ کی تفسیر میں مفتی صاحب کا اشارہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کی طرف ہے کہ جسے وہ جگہ جگہ بیان کرتے پھر رہے ہیں اور اس کی آڑ میں اپنے طاغوتی، رافضی اور قبر پرست حکمرانوں کو بچانا چاہتے ہیں۔ جس میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ''کفر دون کفر'' ہے یا ''یہ وہ کفر نہیں جو تم مراد لے رہے ہو''۔

محترم قارئین! سلف صالحین کے اقوال میں سے جتنا ظلم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اس مذکورہ قول کے ساتھ کیا گیا ہے اتنا ظلم شاید کسی اور قول کے ساتھ نہ ہی کیا گیا ہو۔ ان کا یہ قول بالکل مبنی بر حق ہے لیکن شیوخ الارجاء اس سے باطل مراد لیتے ہیں اور اسی کو بنیاد بناتے ہوئے مسلمانوں پر وضعی قوانین نافذ کرنے والے حکمرانوں کے لیے اسلام کا حکم برقرار رکھتے ہیں اور اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والوں پر محض گناہ گار ہونے کا حکم لگاتے ہیں. کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ '' کفر دون کفر'' ہے یا ''یہ وہ کفر نہیں جو تم مراد لیتے ہو''۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جن حالات وظروف اور جس تناظر میں یہ بات کہی تھی اس کو مدّ نظر نہ رکھنا مرجئۃ العصر کی کج فہمی اور ناانصافی ہے۔

اصل میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ مقولہ قرآن کی اس آیت کی کوئی باقاعدہ تفسیر نہیں ہے بلکہ خوارج کے باطل استدلال پر رد ہے جو ان کے اور خوارج کے درمیان ہونے والے مقالمے سے ماخوذ ہے۔ وہ بنو امیہ کے حکمرانوں کی شریعت کی بعض مخالفتوں کی وجہ سے تکفیر کرتے تھے اور واقعی غلطی اور گمراہی پر تھے کیونکہ ان کے دور حکومت میں اللہ کی شریعت نافذ تھی اور ان کے حکمرانوں کا مرجع اور قانونِ عام اللہ کی شریعت تھی نا کہ انگریزی اور وضعی قوانین، اسی وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق کہا تھا کہ ''یہ وہ کفر نہیں جو تم مراد لیتے ہو'' یا یہ ''کفر دون کفر'' ہے۔

بنابریں آج بھی اگر کوئی حکمران فی الواقع اللہ کے قانون اور اس کی اتاری ہوئی شریعت پر چلتا ہو وہی نافذ العمل دستور اور غیر متنازع ریفرنس ہو، اللہ کی شریعت ہی اس حکمران کا مرجع ہو پھر اگر وہ حکمران کسی مفاد یا دنیا کی محبت، یا ہوائے نفس کی بنا پر کسی مقدمے میں اللہ کی شریعت اور اس کے قانون کے خلاف فیصلہ کر دیتا ہے تو اس پر کفر اکبر کا حکم نہیں لگایا جائے گا بلکہ ایسا حکمران عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق ''کفر دون کفر'' کا مرتکب قرار دیا جائے گا یعنی یہ کفر تو ہو گا لیکن اس سے وہ حکمران دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو گا۔ ایسا حکمران تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مراد ہی نہیں جو اپنے خلاف شریعت فیصلے کو ملک کے طول و عرض میں ایک حکمِ عام اور ایک واجب الاتباع قانون کا درجہ بھی دے دے۔ لیکن مرجئۃ العصر کی ناانصافی دیکھیں کہ ابن عباس

ﷺ نے جو بات بنو امیہ کے مسلمان حکمرانوں کے متعلق کہی تھی جنہوں نے اللہ کی شریعت کو نافذ کیا ہوا تھا، یہ اس کو موجودہ طواغیت حکمرانوں پر فٹ کرتے ہیں کہ جنہوں نے اللہ کی شریعت کو ہٹا کر اس کی جگہ وضعی اور کفریہ قوانین نافذ کر رکھے ہیں....... اس پر مستزاد یہ کہ ان حکمرانوں میں کفر و شرک کی تمام خصلتیں اور سارے کے سارے نواقض اسلام جمع ہو چکے ہیں.........فیاللعجب!

حافظ سعید صاحب کے بھائی حامد کمال الدین لکھتے ہیں:

حکم بغیر ما انزل اللہ کو جس معنی میں آج کے موحد علمائے سنت 'کفر اکبر' کہتے ہیں اوپر یہ اُس کا بیان ہے۔ بلاشبہ ایک دوسرے معنی میں علمائے اہلسنت کے نزدیک حکم بغیر ما انزل اللہ کو 'کفر اصغر' (یا کفر دون کفر) بھی کہا جاتا ہے۔ کفر اصغر اس معنی میں جب ایک قاضی کسی قضیہ کا فیصلہ کرتے وقت بددیانتی سے کام لیتے ہوئے خلاف حق فیصلہ کر دے۔ ظاہر ہے کہ اس قاضی نے شریعت کے برخلاف فیصلہ کیا ہے مگر شریعت خلافی کی اس صورت کو اہلسنت کے ہاں کفر اصغر ہی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ قاضی کا مرجع بہر حال غیر اللہ کی شریعت نہ تھی۔ چونکہ اس نے رشوت کھا رکھی تھی، یا سفارش مان لی تھی، یا اقرباء پروری تھی یا کوئی اور ایسا سبب، کہ اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے میں ڈنڈی ماری ہے کام لیا۔ لہٰذا یہ "کفر دون کفر" ہے۔ یعنی یہ ایک کبیرہ گناہ ہے مگر اس سے آدمی دین سے خارج نہیں ہوتا کیونکہ اس نے اسلامی شریعت کے سوا کسی اور چیز کو اپنے لئے مرجع اور قانون نہیں مانا صرف شریعت کے حکم کو لاگو کرنے میں خیانت کی۔ چونکہ تاریخ اسلام کی طویل صدیاں اللہ کی شریعت کے علاوہ کوئی اور قانون اور عدالتوں کیلئے کوئی اور مرجع ہی نہ تھا لہٰذا حکم بغیر ما انزل اللہ کی کوئی صورت معاشرے میں ممکن تھی تو بس یہی۔ ذہنوں میں بھی حکم بغیر ما انزل اللہ کی کوئی صورت آسکتی تھی تو ظاہر ہے یہی۔ لوگوں کے سوال بھی عمومی طور پر اسی کے بارے میں ہو سکتے تھے اور علماء کے جوابات بھی زیادہ اسی کی بابت ہوتے۔ مگر یہاں کچھ لوگوں کو تو یہ غلط فہمی ہوئی اور کچھ مرجئہ نے البتہ یہاں سے داؤ کھیلا کہ حکم بغیر ما انزل اللہ کی ان دونوں صورتوں کو خلط کر ڈالا۔ سلف کے وہ اقوال اور توضیحات جو انہوں نے اپنے اس دور میں پائے جانے والے 'حکم بغیر ما انزل اللہ' کی بابت کہے تھے، یعنی قاضی کا فیصلہ کرتے وقت بددیانتی کرتے ہوئے خلافِ شریعت فیصلہ صادر کر دینا، سلف کے ان اقوال و توضیحات کو انہوں نے حکم ما انزل اللہ کی اُس صورت پر فٹ کر دیا جو سلف کے دور میں کبھی پیش نہ آئی تھی اور نہ اس کے پیش آنے کا اسلام کے اس زریں دور کے اندر کوئی تصور ہی تھا، یعنی اللہ کی شریعت کو انسانی زندگی سے بے دخل کر کے اس کی جگہ مرجع ہی غیر اللہ قانون کو مان لینا۔ یہ ایک بہت بڑی واردات ہے جو مرجئہ اس وقت 'اقوالِ سلف' کے نام پر کر رہے ہیں۔ (سہ ماہی ایقاظ جنوری تا مارچ 2009ء ص 44)

حکم بغیر ماانزل اللہ کے مسئلے پر مفتی الدیار السعودیہ شیخ محمد بن ابراہیم بن عبد اللطیف آل شیخ جن کی غزارتِ علم اور حق گوئی کی ایک دنیا شہادت دیتی ہے، نے اپنے مایہ ناز رسالے ''تحکیم القوانین'' میں بڑی زبردست گفتگو کی ہے۔ چنانچہ مفتی محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کی یہ آیات:

﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُوْلَـٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُون ....الظَّالِمُونَ.........الْفَاسِقُونَ﴾

(المائدہ: 47,45,44)

''جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔ وہی ظالم ہیں۔ وہی فاسق ہیں''۔

درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

دیکھ لیجیے اللہ تعالیٰ نے خلاف شریعت حکم چلانے والوں پر کیا کیا فرد جرم عائد کی ہے: کفر، ظلم اور فسق، ناممکن ہے کہ شریعت کے ماسوا قانون چلانے والے کو اللہ کافر کہے اور وہ کافر نہ ہو۔ لازماً وہ کافر ہے چاہے وہ کفر عملی کی بنا پر کافر ہو، چاہے کفر اعتقادی کی بنا پر۔ اور جو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول اس آیت کی تفسیر میں بروایت طاؤس وغیرہ وارد ہوا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حاکم بغیر ماانزل اللہ کفر کا مرتکب تو ہوتا ہے چاہے یہ وہ اعتقادی کفر ہو جو ملت سے خارج کر دیتا ہے اور چاہے وہ عملی کفر ہو جو ملت سے خارج نہیں کرتا۔ جہاں تک پہلی قسم یعنی کفر اعتقادی کا تعلق ہے تو اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں: اس کے بعد مفتی محمد بن ابراہیم نے اعتقادی کفر کی چھ صورتیں بیان کی ہیں جن میں سے پانچویں صورت یہ ہے۔

جو کہ کفر اعتقادی کی باقی سب صورتوں سے زیادہ سنگین اور زیادہ عام ہے اور جو کہ شریعت سے تصادم اور شرعی قوانین کو نظر انداز کرنے میں سب سے بڑھ کر ہے اور جو کہ اللہ اور رسول سے مقابلہ اور شرعی قوانین کی ہمسری کرنے میں سب سے نمایاں ہے۔ شرعی نظام عدل کے بالکل متوازی اس کی اپنی قانون سازی، اپنی تحقیق و آراء، اپنے اصول، اپنے فروع، اپنے قانونی قیاس، اپنے استنباطات، اپنے استدلالات، اپنا نفاذ، اپنے دلائل، اپنے مراجع اور اپنے وثائق اور کتب ہیں۔ چنانچہ جس طرح شرعی عدالتوں کے قانونی مراجع اور علمی حوالے اور وثائق ہوتے ہیں جن کا سب کے سب کا ماخذ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ اسی طرح ان عدالتوں کے بھی اپنے قانونی مراجع اور اپنے علمی حوالے اور وثائق ہیں جن کا سب کے سب کا ماخذ قانون ہے جو کہ مختلف شریعتوں اور متعدد قانونی نظاموں کا ایک ملغوبہ ہے مثلاً فرانسیسی قانون، امریکی قانون، برطانوی قانون اور شریعت سے منسوب

بعض جدت پسند بدعتیوں کے مذاہب و افکار وغیرہ۔ ایسی عدالتیں بہت سے بلادِ اسلام کے اندر آج دستیاب حالت میں اپنے دروازے کھول کر بیٹھی ہیں اور ان میں لوگوں کے جمگھٹے لگے ہیں ان کے اندر بیٹھے ہوئے اربابِ عدل کتاب اور سنت کے قانون کے خلاف فیصلے کرنے میں لگے ہیں۔ اپنے اسی قانون کے رو سے فیصلے کرتے ہیں، اسی کا لوگوں کو پابند کرتے ہیں، اسی پر ان کو باقی رکھتے ہیں اور اسی کو ان کے لیے حتمی کر دیتے ہیں. تو پھر اس کفر سے اوپر کون سا کفر باقی رہ جاتا ہے؟ کلمہ، محمد رسول اللہ، کے ساتھ اس تصادم سے بڑھ کر آخر کون سا تصادم رہ جاتا ہے؟

کفر کی دوسری قسم (یعنی غیر اعتقادی) جو آدمی کو ملت سے خارج نہیں کرتی کے تحت مفتی محمد بن ابراہیم لکھتے ہیں:

"جس کا ایک حاکم (بغیر ماانزل اللہ) شخص مرتکب ہو سکتا ہے تو یہ وہ قسم ہے جو انسان کو ملت سے خارج نہیں کرتی۔ پیچھے یہ بات گزر چکی کہ آیت ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں" کی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جو تفسیر کی ہے اس میں کفر کی یہی قسم آتی ہے جیسا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ کفر دون کفر یعنی کفر ہے مگر بڑے کفر سے کمتر قسم کا کفر ہے۔ اسی طرح عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول لیس بالکفر الذی تذھبون الیہ "یہ وہ کفر نہیں جو تم مراد لیتے ہو"......... تو وہ یہی ہے کہ قاضی اپنی کسی خواہش نفس کی بنا پر کسی مقدمے میں اللہ کی شریعت سے ہٹ کر فیصلہ کر دے جبکہ اس کا اعتقاد بدستور یہی رہے کہ حق تو اللہ اور رسول کا حکم ہی ہے اور یہ تسلیم بھی کرے کہ اس نے غلط کیا ہے اور حق کی خلاف ورزی کر بیٹھا ہے۔ چنانچہ اس فعل کی بنا پر وہ جس کفر کا مرتکب ہوتا ہے گو وہ ملت سے خارج نہیں کرتا، پھر بھی اس کا یہ گناہ ایک عظیم ترین معصیت ہے اور زنا، شراب خوری، چوری اور جھوٹی قسم اٹھانے ایسے کبائر سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ ایک ایسی نافرمانی جسے اللہ اپنی کتاب میں کفر کہہ دے کسی بھی ایسی نافرمانی سے سنگین تر ہے جسے اللہ نے کفر نہیں کہا۔ (از رسالہ تحکیم القوانین ترجمہ حامد کمال الدین)

مفتی محمد بن ابراہیم آل شیخ ایک دوسری جگہ اسی قسم کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جن کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ "کفر دون کفر" یعنی کفر ہے مگر بڑے کفر سے کمتر قسم کا کفر ہے، یہ اس وقت ہے جب کوئی شخص اپنے مقدمات کے فیصلے کے لیے غیر اللہ کی طرف رجوع کرے جب کہ اس کا اعتقاد یہی ہو کہ وہ گناہ گار ہے اور اللہ کا حکم ہی حق ہے، اس سے اس فعل کا صدور ایک آدھ مرتبہ ہی ہو۔ رہی وہ قسم جس میں لوگوں کو پابند کرنے کے لیے ایک ترتیب کے ساتھ قوانین بنائے اور نافذ کیے جاتے ہیں تو یہ ایسا کفر ہے جو ملت سے خارج کر دیتا ہے اگرچہ یہ لوگ کہیں کہ ہم خطاکار ہیں اور شریعت کا

حکم ہی عدل و انصاف پر مبنی ہے۔(یعنی ان کے اس کفریہ عمل کی موجودگی میں زبانی جمع خرچ کوئی اہمیت نہیں رکھتا)۔(فتاوی الشیخ محمد بن ابراھیم آل الشیخ : 12/280)

مفتی محمد بن ابراہیم کی اس تقسیم کو وضاحت کے ساتھ سمجھاتے ہوئے سعودی عرب کے مشہور عالم شیخ صالح الفوزان فرماتے ہیں کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جزوی حکم جو تکرار کے ساتھ نہیں ہوتا اور اس حکمِ عام میں جو کہ تمام یا اکثر احکام کا مرجع ہوتا ہے، کے درمیان فرق کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ثانی الذکر مطلق طور پر ملت اسلامیہ سے خارج کر دینے والا کفر ہے، اس لیے کہ جو شخص شریعت اسلامیہ کو ہٹا کر اس کی وجہ وضعی قانون نافذ کر دیتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس وضعی قانون کو شریعت سے زیادہ بہتر اور حالات کے لیے زیادہ موزوں سمجھتا ہے۔ بلاشک وشبہ یہ کفر اکبر ہے جو ملت سے خارج کر دیتا ہے اور توحید کو توڑ دیتا ہے۔ (کتاب التوحید : ص50)

ملحوظہ:

قارئین کرام! ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ شیخ صالح الفوزان کی مذکورہ کتاب التوحید کا ترجمہ جماعۃ الدعوۃ کے اشاعتی ادارے دارالاندلس کی طرف سے بھی شائع کیا گیا ہے لیکن اس میں بہت بڑی علمی خیانت اور تدلیس کرتے ہوئے نہ ہی مفتی محمد بن ابراہیم کے قول کا ترجمہ کیا گیا ہے اور نہ ہی اس میں مفتی صاحب کے قول کی جو وضاحت مصنف کتاب صالح الفوزان نے کی ہے وہ ہی موجود ہے دیکھیے کتاب التوحید مترجم ص 111 ناشر دارالاندلس مرکز القادسیہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور۔

ہمیں دارالاندلس کے کارپردازان کی اس خیانت اور تدلیس کی اصل وجہ کا علم تو نہیں ہے لیکن اتنا ضرور کہتے ہیں کہ اگر یہ لوگ مفتی محمد بن ابراہیم اور صالح الفوزان دونوں کی عبارت کا ترجمہ دے دیتے تو حکم بغیر ما انزل کا مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا اور ان کے فنڈ کھانے والے دانت ٹوٹ جاتے.........!!!

مفتی محمد بن ابراہیم آل شیخ ایک اور جگہ وضعی قانون کی تنفیذ کو بتوں کی عبادت کے ساتھ مماثلت دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

جس نے وضعی قانون کو حاکم بنایا اگر وہ کہے کہ میں عقیدہ رکھتا ہوں کہ یہ قانون باطل ہے تو اس کی اس بات کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ یہ شریعت مطہرہ کو معزول کرنا ہے اور اس طرح ہے جیسے کوئی بتوں کی عبادت کرنے والا کہے کہ میں عقیدہ رکھتا ہوں کہ بتوں کی عبادت باطل ہے۔ (فتاوی الشیخ محمد بن ابراھیم آل شیخ : 189/6)

محترم قارئین! شیخ صاحب کے اس فتوی پر غور فرمائیں کہ کس طرح آپ نے وضعی اور بشری قوانین کی تنفیذ کو شرک باللہ، تشریع مالم یاذن بہ اللہ، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو گالی دینا اور بتوں کو سجدہ کرنا وغیرہ ایسے مکفرہ گناہوں کے ساتھ مماثلت دی ہیں کہ جن میں استحلال، جحود اور اعتقاد کی شرط نہیں لگائی جاتی، جس طرح کہ دوسرے غیر کفری گناہ زنا، چوری، شراب وغیرہ میں لگائی جاتی ہے یعنی جس طرح غیر اللہ کو سجدہ کرنے والا اگر زبان سے کہے کہ میں اس کو باطل سمجھتا ہوں تو اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو گالی دینے والا اگر زبان سے کہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں تو اس کی زبان کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح ہی وضعی قانون کو نافذ کرنے والا اگر اپنی زبان سے کہے کہ یہ باطل ہے تو اس صورت میں بھی زبانی جمع خرچ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

محدث احمد شاکر السلفی رحمہ اللہ عمدۃ التفسیر پر اپنے حواشی میں ''کفر دون کفر'' اور ان جیسے دیگر آثار کے بارے میں فرماتے ہیں:

وهذه الآثار عن ابن عباس وغيره- مما يلعب به المضللون في عصرنا هذا، من المنتسبين للعلم، ومن غيرهم من الجراء على الدين يجعلونها عذراً أو اباحية للقوانين الوثنية الموضوعة، التي ضربت على بلاد الاسلام

یہ آثار جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ ان اقوال میں سے ہیں جن کے ساتھ ہمارے زمانے کے گمراہ کرنے والے بعض نام نہاد اہل علم اور ان کے علاوہ دین کی جرات کے ساتھ (مخالفت کرنے والے) کھیل رہے ہیں۔ یہ لوگ ان اقوال کو عذر اور بہانہ بنا کر ان شرکیہ اور وضعی قوانین کے جواز کی دلیل لیتے ہیں جو آج کل اسلامی ممالک پر نافذ کر دیئے گئے ہیں۔ (عمدۃ التفسیر :156/4، طبع قدیم)

شیخ احمد شاکر نے اسی جگہ ان جیسے آثار پر اپنے بھائی علامہ محمود شاکر کا نفیس حاشیہ نقل کیا ہے۔ شیخ محمود شاکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللّٰهم انی أبرأ اليك من الضلالة وبعد، فان أهل الريب والفتن ممن تصدروا للكلام فی زماننا هذا، قد تلمس المعذرة لأهل السلطان فی ترك الحكم بما انزل الله، فی القضاء وفی الدماء والأعراض والأموال بغير شريعة الله التی أنزلها فی كتابه، وفی اتخاذهم قانون أهل الكفر شريعة فی بلاد الاسلام۔ فلما وقف علی هذين الخبرين، اتخذهما رأياً يری به صواب القضاء فی الأموال والأعراض والدماء بغير ما انزل الله، وأن مخالفة شريعة الله فی القضاء العام لاتكفر الراضی بها، والعامل عليها۔ الی أن قال۔ لم يكن سؤالهم عما احتج به مبتدعة زماننا، من القضاء فی الأموال والأعراض والدماء بقانون مخالف لشريعة أهل الاسلام، ولا فی اصدار قانون ملزم لأهل الاسلام بالاحتكام الی حكم غير حكم الله فی كتابه، و علی لسان نبيه صلی الله عليه وسلم فهذا الفعل اعراض عن حكم الله، و رغبة عن دينه، وايثار لأحكام أهل الكفر علی حكم الله سبحانه و تعالیٰ، وهذا كفر لايشك أحدٌ من أهل القبلة علی اختلافهم فی تكفير القائل به والداعی اليه

''اللهم انی أبرأ اليك من الضلالة وبعد۔ اہلِ شک اور فتنہ پرور لوگ جو ہمارے اس زمانے میں باتیں کرنے کے لیے سب سے آگے آگے ہوتے ہیں۔ حکم بما انزل اللہ کو ترک کرنے میں، جان ومال اور عزتوں میں اللہ کی شریعت کے بغیر فیصلہ کرنے میں، جو اس نے اپنی کتاب میں نازل کی ہے اور اسلامی ممالک میں کفار کے قانون کو شریعت بنانے میں (یعنی کفار کے قانون کو اپنا قانون بنانے میں یہ فتنہ پرور لوگ)حکمرانوں کے لیے معذرتیں ڈھونڈ رہے تھے۔ مگر جب انہیں ان دو اقوال کا پتہ چلا تو انہوں نے ان اقوال کو پختہ رائے بنالیا، ان کے ذریعے لوگوں کی جان ومال اور عزت میں اللہ کی نازل کردہ شریعت کے بغیر فیصلہ کرنے کو صحیح سمجھا اور انہوں نے یہ بھی سمجھا کہ تمام فیصلوں میں اللہ کی شریعت کی مخالفت پر راضی ہونے سے اور ان پر عامل ہونے سے کوئی کافر نہیں ہوتا. اس کے بعد شیخ محمود شاکر (نے ان آثار کی صحیح مناسبت یہ بتائی کہ یہ اقوال خوارج کے رد میں تھے جو اپنے مسلمان حکمرانوں کو ایسے گناہوں سے کافر کہنے کا ارادہ رکھتے تھے جو کہ کفر تک نہیں پہنچے ہوئے تھے)۔ فرماتے ہیں: اُن (خوارج) کا سوال اس چیز کے متعلق نہیں تھا جس کے ساتھ ہمارے زمانے کے بدعتی لوگ دلیل پکڑتے ہیں یعنی لوگوں کی جان، مال اور آبرو کے معاملات میں کسی ایسے قانون کی بنیاد پر فیصلے صادر کرنا جو شریعت کے مخالف ہو اور ایسے قانون بنانا جو مسلمانوں کو احکاماتِ الٰہی چھوڑ کر کسی دوسرے قانون کی طرف رجوع کرنے کا پابند کرتے ہوں، کیونکہ ایسا کرنا تو اللہ کے حکم سے اعراض اور اس

کے دین سے کراہت کے مترادف ہے، اور اہل قبلہ کے تمام مختلف طبقات اس کے کفر ہونے میں ذرا شک نہیں کرتے، نہ ہی اس کی طرف بلانے اور دعوت والوں کو کافر کہنے میں تردد کرتے ہیں۔"
(عمدۃ التفسیر: 1/684، طبع دار ابن حزم وطبع قدیم 156-157/4 تفسیر الطبری حاشیہ 348/10 بتحقیق محمود شاکر)

قارئین کرام! غور فرمائیں علامہ احمد شاکر اور علامہ محمود شاکر ایسے علماء کو کیا کہہ رہے ہیں جو مفتی صاحب کی طرح عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت اور اُن جیسے دوسرے آثار سے استدلال کرتے ہوئے وضعی قوانین کی تنفیذ کو کفرِ اصغر یا کفر دون کفر کہتے ہیں یعنی گمراہ کرنے والے نام نہاد اہلِ علم، دین کی جرات کے ساتھ مخالفت کرنے والے اہلِ شک اور فتنہ پرور لوگ!!!

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول کے متعلق ممتاز سلفی عالمِ دین مفتی امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ فرماتے ہیں:
اگر اس قول کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی ہم کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے کے حالات کے مطابق تفسیر کی ہے انہیں اس بات کا ہرگز علم نہ تھا کہ ان کے بعد آنے والے موجودہ حکمران کس طرح اللہ کے دین کو کھیل تماشا بنالیں گے اور اس دین کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیں گے، وگرنہ ابن عباس رضی اللہ عنہ تو بڑے باغیرت اور متقی انسان تھے۔ وہ اس شخص کے ایمان کا فیصلہ کیسے دے سکتے ہیں جس نے وضعی قانون کو اپنا مقصدِ حیات بنالیا ہو اس پر زندہ رہتا ہو اسی پر مرتا ہو، اسی کا دفاع کرتا ہو، اور زندگی کے تمام معاملات میں اس کے مطابق فیصلے کرتا ہو، پس جس نے فقہ الواقع کی پہچان حاصل نہ کی اور حکم بغیر ما انزل کے مسئلہ میں وارد احادیث و آثار کو ہمارے حالات پر منطبق کیا تو یقیناً اس شخص نے بالکل واضح خطاء کا ارتکاب کیا......... اس کے بعد لکھتے ہیں پس جس شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس اثر سے اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والوں کی عدمِ تکفیر پر استدلال کیا تو یقیناً اس نے اس روایت کو کافروں کے لیے ڈھال اور ان کے بچاؤ کا ذریعہ بنا دیا اور اس نے اپنے لیے اللہ کے دین کا مفقود و معدوم ہونا پسند کر لیا اور وہ تحکیم بغیر ما انزل پر راضی ہو گیا۔ وہ مانے یا نہ مانے۔(فتاوٰی الدین الخالص : 165/2)

ہم بھی مفتی مبشر احمد ربانی صاحب کو شیخ امین اللہ پشاوری کی زبانی کہتے ہیں کہ مفتی صاحب! آپ نے بھی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کو موجودہ حکمرانوں پر فٹ کر کے بڑی فاش غلطی کی ہے اور آپ نے بھی اسے کافروں کے لیے ڈھال اور ان کی

حفاظت و بچاؤ کا ذریعہ بنالیا ہے۔ مفتی صاحب! آپ مانیں یا نہ مانیں آپ نے اپنے لیے اللہ کے دین کا مفقود ہونا پسند کر لیا ہے۔ آپ تسلیم کریں یا نہ کریں آپ تحکیم بغیر ما انزل اللہ پر راضی ہو گئے ہیں!!!

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر مفتی امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ کا وہ مایہ ناز فتویٰ بھی ذکر کر دیا جائے جو اُن حکمرانوں کے متعلق ہے جو اللہ کی نازل کر دہ شریعت کی بجائے وضعی اور کفریہ قوانین کے مطابق فیصلے کرتے ہیں۔

"شیخ امین اللہ حفظہ اللہ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا جو اللہ کی نازل کر دہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، حالانکہ وہ اس کی قدرت بھی رکھتے ہیں اور مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ پھر یہ صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ الٹا ایسے وضعی اور کفریہ قوانین کے مطابق فیصلے کرتے ہیں جن میں سے بیشتر دینِ اسلام سے متصادم ہیں۔ نیز یہ لوگ شرعی اصولِ عام کرنے کی سعی بھی نہیں کرتے، نہ اس بارے میں سوچتے ہیں......... اور اس کے برعکس، جو کوئی ان کے خود ساختہ قانون کی مخالفت کرے، یہ اسے پکڑتے اور گرفتار کرتے ہیں اور اسے قتل تک کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ ازراہِ کرم بتایئے کہ کیا یہ لوگ ملت سے خارج کفار ہیں، یا محض گناہ گار مسلمان؟......... اللہ آپ کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے"!

اس اہم موضوع پر جواب دیتے ہوئے آپ درج ذیل فتویٰ دیتے ہیں، جو آپ کی ایمانی جراءت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اللہ آپ کو بہترین جزا سے نوازے۔ آپ فرماتے ہیں:

"تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور اللہ کی رحمتیں اور سلامتی ہو اللہ کے نبی پر، اُن کی آل پر، اُن کے اصحاب اور اُن کے خلفاء پر......... اما بعد:

بلاشبہ ایک ایسی اسلامی خلافت کا قیام جو اللہ کی نازل کر دہ شریعت کو مکمل طور پر نافذ کرے، اہم ترین دینی واجبات میں سے ہے اور ہر مسلمان پر اس کے لیے بقدرِ استطاعت کوشش و سعی کرنا فرض ہے۔ اِسی لیے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اُس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین نہیں فرمائی جب تک وہ خلیفہ کے چناؤ سے فارغ نہیں ہو گئے۔ پس پہلے خلیفہ کے تقرر کیا گیا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ مبارک کی تدفین۔

خوب جان لو! شریعتِ الٰہی سے ہٹ کر فیصلہ کرنے والوں کی دو اقسام ہیں:

پہلی قسم : وہ شخص جو اسلام کا اقرار کرتا ہو اور اُس کا ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل کیا ہے وہ حق و سچ ہے اور اُسے ہر دوسری شریعت پر ہر اعتبار سے فضیلت حاصل ہے۔ لیکن پھر یہ شخص اپنی خواہشات کی اتباع کرتے ہوئے یا عصبیت کے جذبے سے مغلوب ہو کر کسی جزوی و انفرادی مسئلے میں شریعت سے ہٹ کر فیصلہ کر بیٹھے اور اُس پر شرمندگی بھی محسوس کرے اور یہ اعتقاد بھی رکھے کہ میرا یہ فعل قطعی غلط ہے۔ ایسے شخص کو دین سے نکلے ہوئے خارجیوں کی سوا کوئی کافر نہیں کہتا اور مفسرین نے بھی آیت ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ کے ذیل میں اگر شریعت سے ہٹ کر فیصلہ کرنے والے کو کافر کہنے سے احتراز کیا ہے تو وہ اِسی قسم کے لوگوں کا تذکرہ کر رہے تھے۔

دوسری قسم: وہ شخص جسے مکمل قدرت و اختیار حاصل ہو، اللہ نے اُسے حکومت و اقتدار بخشا ہو اور اگر وہ چاہے تو ایک دن کے اندر اندر تمام حکومتی عہدے داروں کو معزول کر دے....... پھر اس کے باوجود وہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرے، نہ اُس کے بارے میں سوچے، نہ اُس کے لیے سعی کرے اور اُلٹا انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق لوگوں پر حکومت کرے، اگرچہ وہ بالکلیہ شریعت سے متصادم ہوں یا اُن کی اکثریت خلافِ شرع ہو۔ نیز یہ شخص شریعت کے کسی حکم کو تبھی باقی رکھے جب وہ اُس کی خواہشات سے نہ ٹکرائے، مثلاً لوگوں سے زکوٰۃ، عشر اور خراج وغیرہ وصول کرنے کا حکم باقی رکھے (کیونکہ اس کے نتیجے میں حکومت کو بہت سے اموال حاصل ہوتے ہیں)۔ اسی طرح وہ ایسے شرعی احکام باقی رکھنے پر بھی راضی ہو جس کی گنجائش وہ اپنے کفری انسانی قانون میں پائے، لیکن وہ اِن شرعی احکام کو یہ سمجھ کر باقی نہ رکھ رہا ہو کہ یہ اللہ کا حکم ہیں، اور نہ ہی ان کو اللہ کے خوف کی بنا پر باقی رکھے، بلکہ محض اس لیے باقی رکھ رہا ہو کہ یہ احکامات اُس کے (مذموم) مقاصد میں کوئی خاص رکاوٹ نہیں ڈالتے۔ کچھ شک نہیں کہ ایسا کرنے والا شخص کافر و مرتد اور اسلام سے خارج ہے۔ اُس کے بارے میں نبی ﷺ کا یہ فرمان صادق آتا ہے کہ: ''الاّ أن تروا كفرًا بواحًا '' یعنی ''الّا کہ تم اِن حکمرانوں کو صریح کفر میں مبتلا دیکھ لو (تو تبھی اُن کے خلاف تلوار اُٹھانا)۔'' بلاشبہ یہ شخص کفرِ بواح کا مرتکب کافر ہے اور اُس کو توبہ کی دعوت دینے کے بعد قتل کر ڈالنا واجب ہے اور اِس حاکم کا کفر اُس کے تمام ہم وطن باشندوں کے کفر سے زیادہ بڑا ہے، کیونکہ عوام کی معصیت اور حکمرانوں کی معصیت میں ایک بدیع فرق پایا جاتا ہے۔ اگر رعیت اور عوام الناس کا کوئی آدمی شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو اُس کا گناہ فقط اُسی پر محدود ہو گا، لیکن جب کوئی حکمران اللہ کی حدوں میں سے کسی حد کو ترک کرتا ہے تو گویا اُس نے اپنی مملکت

میں رہائش پذیر لوگوں کی تعداد کے برابر حدوں کو ترک کر دیا.........“ (فتاویٰ الدین الخالص : 2/ 162-163 ومابعدہ)

آخر میں ہم مفتی مبشر احمد ربانی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ مفتی صاحب! کیا وضعی قوانین کی تنفیذ کے کفر ہونے اور اللہ کی حاکمیت میں شرک کے حوالے سے پورے قرآن میں صرف یہی آیت ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم.........﴾ موجود ہے؟ کیا قرآن کی درج ذیل آیات میں یہ مسئلہ بیان نہیں ہوا؟ یا کہ ان کی تفسیر بھی ”کفر دون کفر“ سے کریں گے؟؟؟؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا﴾ (سورۃ الکہف:26)

”اور وہ اپنے حکم (قانون) میں سے کسی کو شریک نہیں کرتا“ (دیکھیے تفسیر أضواء البیان)

﴿اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ﴾ (سورۃ الشوریٰ:21)

”یا ان کے لیے کچھ ایسے شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے دین کا وہ طریقہ مقرر کیا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔“

﴿وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ﴾ (الانعام:121)

”اور بے شک شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں ضرور باتیں ڈالتے ہیں، تا کہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کا کہنا مان لیا تو بلاشبہ تم یقینا مشرک ہو۔“ (دیکھئے تفسیر أضواء البیان)

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ....﴾ (سورۃ التوبہ:31)

”انہوں نے اپنے عالموں اور اپنے درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا.........“ دیکھئے تفسیر ابنِ کثیر)

﴿اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ﴾ (سورۃ المائدہ:50)

’’کیا پھر وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں ؟اور جو قوم اللہ پر یقین رکھتی ہے اس کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے ؟‘‘ (دیکھئے تفسیر ابن کثیر)

﴿فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (سورۃ النساء:65،دیکھئے، تفسیر احکام القرآن للجصاص: 213-2/214)

’’چنانچہ (اے نبی !) آپ کے رب کی قسم !وہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلاف میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر آپ کے کیے ہوئے فیصلے پر ان کے دلوں میں کوئی تنگی نہ آنے پائے اوروہ اسے تسلیم کرلیں، اچھی طرح تسلیم کرنا‘‘

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلاًۢ بَعِيْدًا﴾ (سورۃ النساء:60)

’’(اے نبی !) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ بے شک وہ اس (کتاب) پر ایمان لائے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی اوران (کتابوں) پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئیں لیکن چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ طاغوت سے کرائیں، حالانکہ انہیں حکم یہ دیا گیاہے کہ اس کا انکار کریں، اور شیطان تو یہ چاہتاہے کہ ان کونہایت دور کی گمراہی میں پھینک دے۔‘‘

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلاَّ لِلّٰهِ اَمَرَ اَلاَّ تَعْبُدُوْٓا اِلآَّ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لاَ يَعْلَمُوْنَ﴾ (سورۃ یوسف:40)

’’حکم (قانون) اللہ کے سوا کسی کا نہیں، اس نے حکم دیاہے کہ اس کے سوا اور کسی کی عبادت مت کرو، یہی ٹھیٹھ سیدھا طریق زندگی ہے، مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔‘‘

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى لا الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَاَمْلٰى لَهُمْ ، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ﴾ (سورۃ محمد: 25-26)

''جو لوگ اپنی پیٹھ کے بل اُلٹے پھر گئے اس کے بعد اُن کے لیے ہدایت واضح ہو چکی یقینا شیطان نے اُن کے لیے مزین کر دیا ہے اور انہیں ڈھیل دے رکھی ہے اسی لیے انہوں نے اللہ کے نازل کردہ دین کو ناپسند کرنے والوں سے کہہ دیا کہ بعض معاملات میں ہم تمہاری مانیں گے اللہ ان کی خفیہ باتیں خوب جانتا ہے۔''

(دیکھئے، الفصل فی الملل والاھواء والنحل لابن حزم: 241-240/2، واضواء البیان للشنقیطی: 389-393/7)

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ﴾ (محمد:9)

''اس لیے کہ انہوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جسے اللہ نے نازل کیا ہے۔ لہٰذا اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیے۔
''

محترم قارئین! موجودہ حکمرانوں کا کفر و شرک تشریع اور قانون سازی کے باب سے اتنا واضح ہے کہ آیت: وَمَن لَّمْ يَحْكُم .... کے بارے میں شیوخ الارجاء کی تلبیسات اور تخلیطات کی طرف مشغول ہونے اور ان کا جواب دینے کی چنداں ضرورت نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ہم نے سابقہ سطور میں بڑے بڑے اساطینِ علم کی طرف سے ان کا مسکت جواب بھی دے دیا ہے۔ وللہ الحمد

جہاں تک دوسری آیت کا تعلق ہے تو مفتی صاحب نے یہ تو فرمایا کہ ''وَمَن يَتَوَلَّهُم'' کی تفسیر کیا خود کریں گے لیکن اس آیت کی تفسیر میں سلف میں کسی مفسر اور عالم کا کوئی قول پیش نہیں کیا۔

محترم قارئین! آیئے ہم آپ کے سامنے اسی آیت کی تفسیر میں امت کے جلیل القدر مفسرین اور معتبر اہل علم کے چند اقوال پیش کرتے ہیں:

امام ابنِ ابی حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ اِس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے اپنی سند کے ساتھ محمد بن سیرین تابعی سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ سیدنا عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ليتق أحدكم أن يكون يهودياً أو نصرانياً وهو لا يشعر''

'' تم میں سے ہر ایک کو اِس بات سے ڈرنا چاہیے کہ کہیں وہ لاشعوری طور پر یہودی یا عیسائی نہ ہو جائے، ہمارے خیال میں اُن کا اشارہ اِسی آیت کریمہ کی طرف تھا۔'' (تفسیر ابنِ ابی حاتم : 1156/4، بتحقیق اسعد محمد الطیب، طبع دار الفکر)

امام المفسرین ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ" کا مطلب ہے جو اہل ایمان کو چھوڑ کر یہود و نصاری سے دوستی کرے گا تو اس کا شمار انہیں میں سے ہو گا۔ پھر فرمایا: جس نے ان سے دوستی کی اور اہل ایمان کے خلاف ان کی مدد کی تو وہ انہی (یہود و نصاریٰ) کے دین و ملت پر ہے، کیونکہ کوئی شخص کسی سے اُسی وقت دوستی کرتا ہے اور جب وہ اس سے، اس کے دین سے، اور جس نظریے و مشن پر وہ ہے، اس سے راضی ہوتا ہے اور جب وہ اپنے دوست اور اس کے دین سے راضی ہو گیا تو گویا اس نے اپنے دوست کے مخالفین (مسلمانوں) سے دشمنی کی اور ان سے ناراض ہو گیا چنانچہ جو حکم اس کے دوست کا ہو گا وہی حکم اس (بزعم خویش مسلمان) کا ہو گا"۔ (تفسیر الطبری : 6/330، نسخہ محمود شاکر)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ کے فرمان "وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ' کا مطلب ہے کہ جو شخص مسلمانوں کے خلاف کافروں کو طاقت اور مدد فراہم کرتا ہے تو "فَإِنَّهُ مِنْهُمْ "اس کا شمار بھی انہی میں سے ہے اللہ تعالیٰ نے وضاحت سے فرمایا ہے کہ اس کا حکم اور ان کافروں کا حکم ایک جیسا ہے وہ شخص کسی مسلمان کے مال میں وراثت کا حقدار بھی نہیں ٹھہرے گا نہ اس کے مرنے کے بعد اس کا مال مسلمان وارثوں میں تقسیم ہو گا اس لئے کہ وہ مرتد ہو چکا ہے اس کے بعد مزید فرماتے ہیں: اس میں شرط اور جواب شرط ہے یعنی جس طرح یہودیوں اور عیسائیوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی اسی طرح اس نام نہاد مسلمان نے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے چنانچہ جس طرح یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ دشمنی رکھنا واجب ہے اسی طرح اس نام نہاد مسلمان سے بھی دشمنی رکھنا واجب ہے اور جس طرح یہودیوں اور عیسائیوں پر جہنم واجب ہے اسی طرح اس نام نہاد مسلمان پر بھی جہنم واجب ہے الغرض اب وہ انہی یہودیوں اور عیسائیوں کا ہی ایک فرد بن چکا ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن، تفسیر القرطبی: 6/204)

مشہور مجتہد اور امام حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وصحّ أن قول الله تعالیٰ ''وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ'' انما هو على ظاهره، بأنه كافر من جملة الكفار فقط، وهذا حق لا يختلف فيه اثنان من المسلمين''۔

کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ'' کو اس کے ظاہر پر رکھنا ہی صحیح و درست ہے کہ اس کا شمار بھی انہی تمام کافروں میں سے ہو گا، یہ ایک ایسا حق ہے کہ کوئی بھی دو مسلمان اِس کے بارے میں اختلاف نہیں رکھتے۔''(المحلیٰ : 11/138، تحت المسئلة 2174)

امام ابو بکر جصاص حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کے ذیل میں کچھ یوں رقم طراز ہوتے ہیں:

''اس آیت مبارکہ کے دو میں سے کوئی ایک معنی ہیں: اگر تو یہاں کفارِ عرب سے خطاب ہے، تو پھر تو یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عرب کے بت پرست اگر یہودی یا نصرانی ہو جائیں تو ان پر بھی یہود و نصاریٰ والے شرعی احکامات لاگو ہوں گے۔ اور اگر یہاں مسلمانوں کو مخاطب کیا جارہا ہے تو پھر یہ آیت ہمیں بتلاتی ہے کہ جو مسلمان کفار کا ساتھ دے وہ انہی کی طرح کافر ہو جاتا ہے''۔

اس سے چند سطور قبل بھی آپ اسی بحث کے ذیل میں صراحتاً لکھتے ہیں کہ:

'......... لو أراد المسلمين لكانوا اذا تولوا الكفار صاروا مرتدين'۔

''.........اگر یہ آیت مسلمانوں کو مخاطب کرتی ہے تو مسلمان تو کفار کا ساتھ دینے کے سبب مرتد ہو جاتے ہیں''۔ (احکام القرآن: 2/555، طبع دار الکتب العلمیہ)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ جہمیوں اور مرجئیوں کا رد کرتے ہوئے اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

''وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ'' کا معنی ہے کہ جو یہودیوں اور عیسائیوں کی موافقت کرتا ہے اور ان کی مدد اور تعاون کرتا ہے تو ''فَإِنَّهُ مِنْهُمْ'' وہ انہی میں سے شمار ہو گا۔ آپ فرماتے ہیں تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مذکورہ بالا آیت کا شانِ نزول ایک ایسی قوم کے افراد سے متعلق ہے جو بظاہر اسلام کا دعویٰ اور اظہار کرتے تھے مگر ان کے دلوں میں یہ خوف تھا کہ اہل اسلام کافروں کے ہاتھوں شکست کھا کر مغلوب ہو جائیں گے اس لئے اس ڈر سے وہ یہود و نصاریٰ اور دوسرے کافروں سے دوستانہ تعلقات قائم کرتے تھے۔ ان کا یہ عقیدہ بالکل نہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) جھوٹے ہیں اور یہود و نصاریٰ سچے ہیں۔ (مجموع الفتاوی :193-194/7)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت ''وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ'' کے تحت لکھتے ہیں:

فانه أخبر في تلك آلايات أن متوليهم لا يكون مؤمنا، وأخبر هنا أن متوليهم هو منهم، فالقرآن يصدق بعضه بعضاً (مجموع الفتاوى 15-7/16)

''اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں یہ خبر دی ہے کہ یہود و نصاریٰ سے دوستی لگانے والے مومن نہیں ہو سکتا اور یہ بھی کہ ان سے دوستی لگانے والے کا شمار انہی میں سے ہو گا، قرآن کا بعض حصہ بعض کی تصدیق کرتا ہے''۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید حافظ ابن قیم اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنا حکم اور فیصلہ سنا دیا ہے اور اللہ کے حکم و فیصلے سے بڑھ کر کسی اور کا حکم و فیصلہ اچھا نہیں ہو سکتا کہ جس نے بھی یہود و نصاری سے دوستی اور ان کی مدد کی تو اس کا شمار بھی انہی میں سے ہو گا.. جب قرآن کی نص کے مطابق یہود و نصاری کے دوست انہی میں سے ہیں تو ان کا حکم بھی ان یہودیوں اور عیسائیوں جیسا ہے۔(احکام اهل الذمة : 1/67)

امام ابنِ عادل الدمشقی الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ اِس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ'' کا مطلب ہے کہ جو کوئی یہود و نصاریٰ کی موافقت اور معاونت کرتا ہے تو'' فَإِنَّهُ مِنْهُمْ '' اُس کا شمار بھی اُنہی (یہود و نصاریٰ) میں سے ہو گا، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: وہ اُنہی (یہود و نصاریٰ) کی مثل (کافر و مشرک) ہو جائے گا۔''(تفسیر اللباب فی علوم الکتاب : 7/380، طبع دار الکتب العلمیہ، الطبعۃ الاولیٰ)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ'' کا مطلب ہے کہ جو شخص ان یہودیوں اور عیسائیوں سے دوستی اور ان کی مدد کرے گا تو اس کا شمار بھی انہی کے گروہ میں سے ہو گا یہ انتہائی درجے کی سخت وعید ہے ایسی نافرمانی ہے جس سے کفر لازم آتا ہے اور انتہائی درجے تک پہنچی ہوئی وعید ہے اس سے زیادہ شدید اور کوئی وعید شریعت میں نہیں پائی جاتی۔ اس کے بعد لکھتے ہیں آیت کا یہ جملہ ''ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین'' پہلے جملے کی علت ہے یعنی ان

کے کفر میں پڑنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت کی توفیق سے محروم کر دیتا ہے کیونکہ کفار سے موالات ایک ایسا ظلم ہے جس سے کفر لازم آتا ہے۔"(تفسیرفتح القدیر: 2/71، بتحقیق الدکتور عبدالرحمن عمیرہ)

مفسر قرآن علامہ جمال الدین قاسمی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ" کا مطلب یہ ہے کہ یہود و نصاری سے دوستی اور ان کی مدد کرنے والے کا شمار انہی کافروں میں سے ہوگا اور اس کا حکم بھی وہی ہوگا جو ان یہودیوں اور عیسائیوں کا ہے اگرچہ زبان سے دعویٰ کرے کہ میں تو ان یہودیوں اور عیسائیوں کے دین کا مخالف ہوں اسلیئے کہ اس کی ظاہری حالت ان کافروں کے ساتھ پوری موافقت کرنے پر دلالت کرتی ہے۔"(محاسن التاویل" تفسیر القاسمی "4/162، طبع دارالکتب العلمیہ)

برصغیر پاک وہند کے مشہور عالم نواب سید صدیق حسن خان قنوجی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز تفسیر "فتح البیان" میں اِس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ" یعنی جو اہلِ ایمان کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ سے تولّی اور دوستی کرے گا تو "فَإِنَّهُ مِنْهُمْ" اُس کا شمار بھی انہی (یہود و نصاریٰ) کے گروہ میں سے ہوگا، کیونکہ کوئی شخص کسی سے اُسی وقت دوستی کرتا ہے جب وہ اُس سے راضی ہوتا ہے، پس جب وہ اُس سے راضی ہو گیا، تو اُس کے دین سے بھی راضی ہو گیا، اِس لیے وہ اُنہی کی ملت میں سے ہو گیا۔ یہ انتہائی شدید قسم کی وعید ہے، کیونکہ یہ ایسی معصیت ہے جو موجبِ کفر ہے، یہ اتنی سخت وعید ہے کہ اِس سے زیادہ کوئی اور وعید نہیں ہو سکتی......... "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ" یہ پہلے جملے کی علت ہے یعنی اُس کے کفر میں واقع ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُس کو ہدایت کی توفیق سے محروم کر دیتا ہے کیونکہ وہ خود ایسے گناہ کا ارتکاب کر کے اپنی جان پر ظلم کرتا ہے جو گناہ موجبِ کفر بنتا ہے، مثلاً کافروں سے موالات۔"

نواب صاحب اِس سے آگے چل کر قرآن کی آیت "يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِيْنِهِ" کے تحت لکھتے ہیں:

"یہاں سے مرتدین کے احکام کا بیان شروع ہو رہا ہے، یہ بیان کرنے کے بعد کہ بلاشبہ ایک مسلمان کی کافروں سے موالات کفر ہے، اور یہ ارتداد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔"(فتح البیان فی مقاصد القرآن : 279-281/2، طبع دار الکتب العلمیہ)

علامہ احمد مصطفی المراغی رحمۃ اللہ علیہ اِس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ" یعنی جو اہلِ ایمان کو چھوڑ کر اُن کی مدد و نصرت کرے گا یا اُن سے مدد چاہے گا، حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں، تو حقیقت میں وہ تم میں سے نہیں ہیں بلکہ اُنہی (یہود و نصاریٰ) میں سے ہے، کیونکہ وہ تمہارے خلاف اُن کا ساتھ دے رہا ہے، کسی سچے مومن سے اِس کام (کافروں کی مدد) کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

آگے چل کر قرآن کی آیت "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ" کے تحت لکھتے ہیں:

" جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ ذکر فرما دیا کہ اہلِ ایمان کو چھوڑ کر کافروں سے تولّی کرنے والے شخص کا شمار بھی اُنہی میں سے ہو گا، اور جو لوگ اُن (یہود و نصاریٰ) کی طرف دوڑ کر جاتے ہیں وہ اُن سے تولّی (دوستی و نصرت) کرنے کی وجہ سے دِل کے مریض اور مرتد ہیں۔" (تفسیر المراغی: 136-139/4)

مفسر قرآن علامہ محمد امین شنقیطی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسلمانوں میں سے جو بھی یہود و نصاری سے دوستی اور ان کی مدد کرے گا تو اس کی وجہ سے اس کا شمار بھی انہی میں سے ہو گا۔ اور دوسری جگہ یہ بیان فرمایا کہ ان سے دوستی اللہ کی ناراضی اور عذاب میں خلود کا موجب بنتی ہے۔ اور بلاشبہ ان سے دوستی کرنے والا اگر مومن ہوتا تو ان سے دوستی نہ کرتا"۔(اضواء البیان: 85/2، طبع دار لکتب العلمیہ، طبع ثالثہ)

سید قطب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس ولایت اور رفاقت کا مفہوم متعین کر دیا جائے جس سے اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع کیا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ ایسی رفاقت نہ ہونی چاہیے. اس رفاقت کا مفہوم یہ ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ حلیفانہ اور باہم تعاون اور امداد کا معاہدہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ تم ان کے دین کا اتباع نہ کرو اس لئے کہ یہ تو سوچنا بھی ممکن نہیں ہے کہ مسلمانوں میں ایسا بھی کوئی ہو سکتا ہے کہ وہ یہودیوں اور نصرانیوں کے دین کی اتباع کرتا ہو۔ یہ در حقیقت باہم تحالف اور معاونت کی دوستی ہوتی ہے"۔(تفسیر فی ظلال القرآن 2/90-91)

مجدد الدعوۃ الاسلامیۃ امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مفید و مختصر رسالہ "نواقض الاسلام" میں آٹھویں نمبر پر اسلام سے خارج کرنے والا عمل لکھتے ہیں:

"مظاهرة المشركين و معاونتهم على المسلمين"

"مسلمانوں کے خلاف مشرکین سے تعاون اور ان کی مدد کرنا" اور دلیل کے طور پر مذکورہ آیت " "وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ" پیش کرتے ہیں۔

امام صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

واعلموا: أن الأدلة على تكفير المسلم الصالح اذا أشرك بالله، أو صار مع المشركين على الموحدين، ولو لم يشرك، أكثر من أن تحصر، من كلام الله، وكلام رسوله، وكلام أهل العلم كلهم۔

"ایک مسلمان جب اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے یا مسلمانوں کے خلاف مشرکین کے ساتھ مل جاتا ہے اگرچہ شرک نہ ہی کرے، تو ایسے آدمی کے کافر ہونے پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور معتمد اہل علم کے کلام میں سے اتنے زیادہ دلائل ہیں کہ شمار نہیں کیے جا سکتے"۔(الدرر السنية : 8/10)

علامہ سلیمان بن عبد اللہ آلِ شیخ فرماتے ہیں:

"ایک ایسے شخص کے خلاف جہاد کو واجب کرنے والی تیسری بات یہ ہے کہ جو شخص بھی مشرکین کی مدد و حمایت کرتا ہے یا اپنے ہاتھ، زبان، دل یا مال غرضیکہ کسی بھی طرح مسلمانوں کے خلاف مشرکوں کو سپورٹ فراہم کرتا ہے۔ یہ ایسا کفر ہے جو کہ اسے اسلام سے باہر نکال دیتا ہے۔ جو انسان بھی مسلمانوں کے خلاف

مشرکین کا تعاون کرتا ہے۔ مشرکوں کو اپنا مالی تعاون پیش کرتا ہے جس کو وہ کافر و مشرک مسلمانوں کے خلاف برپا جنگ میں بروئے کار لاتے ہیں۔ یہ تعاون بھی وہ اختیاری حالت میں کافروں کے پیش خدمت کرتا ہے، ایسا شخص بلاشبہ کافر ہو جاتا ہے"۔(الدرر السنیۃ فی االأجوبۃ النجدیۃ : 292/9)

کتاب "فتح المجید" کے مصنف علامہ عبدالرحمن بن حسن آل شیخ ان امور کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں جو توحید کو توڑ دیتے ہیں۔

الأمر الثالث: موالاۃ المشرك و الرکون الیه ونصرته واعانته بالید أو اللسان أو المال،

تیسرا عمل: مشرک سے موالات کرنا، اسکی طرف مائل ہونا، اسکی مدد اور نصرت کرنا اور ہاتھ، زبان یا مال کے ساتھ اس سے تعاون کرنا۔(المورد العذب الزلال : ص237-238،مجموعۃ الرسائل والمسائل : 291/4)

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن بن حسن آل شیخ فرماتے ہیں:

فکیف بمن أعانهم؟، جرهم علی بلاد أهل الاسلام؟، أو أثنی علیهم؟ أو فضلهم بالعدل علی أهل الاسلام؟ واختار دیارهم ومساکنتهم و ولایتهم؟ وأحب ظهور هم؟ فان هذا ردة صریحة بالاتفاق، قال تعالیٰ ﴿وَمَن يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾

" تو ایسے شخص کے متعلق کیا خیال ہے جو اِن کافروں کے ساتھ تعاون کرتا ہے؟ یا اُن کو بلادِ اسلامیہ پر حملے کے لیے اُکساتا ہے؟ یا اُن کی تعریفیں کرتا ہے؟ یا اُن کو مسلمانوں پر ترجیح دیتا ہے؟ اور اُن کے علاقوں، گھروں اور اُن سے دوستی کو پسند کرتا ہے اور اُن کا غلبہ چاہتا ہے؟ پس بے شک یہ عمل بالاتفاق صریح ارتداد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"اور جو کوئی ایمان کے ساتھ کفر کا ارتکاب کرے گا تو یقیناً اُس کا عمل ضائع ہو گیا اور وہ آخرت میں خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا۔" (المائدہ : 5) (الدرر السنیۃ :326/8)

قارئین! غور فرمائیں کہ شیخ عبداللطیف آلِ شیخ نے مذکورہ اعمال کو حرفِ عطف " أو" کے ساتھ بیان کیا ہے جو کہ اِس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اِن میں سے کسی عمل کا بھی پایا جانا ارتداد کے لیے کافی ہے، چہ جائیکہ تمام اعمال جمع ہو جائیں۔ فتدبّر!

شیخ عبداللہ بن عبداللطیف آل شیخ فرماتے ہیں:

"التولی: کفر یخرج من الملة، وهو کالذب عنهم، واعانتهم بالمال والبدن والرأی"

''کافروں کے ساتھ 'تولّی' والا تعلق ایسا کفر ہے جو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ مثلاً کافروں کا دفاع کرنا نیز جان، مال اور رائے و مشورے کے ساتھ ان کا تعاون کرنا۔''(الدرر السنية: 7/201)

شیخ دوسری جگہ پر مسلمانوں کے خلاف مشرکین یعنی ''عثمانی خلافت'' کی مدد کرنے والے کے بارے میں فرماتے ہیں:

ومن جرهم وأعانهم على المسلمين، بأى اعانة، فهى ردة صريحة۔

''اور جو کوئی بھی اُن کے حملے کا سبب بنا اور مسلمانوں کے خلاف اُن سے کسی بھی قسم کا تعاون کیا تو یہ عمل صریح ارتداد ہے''۔(الدرر السنية 10/429)

شیخ حمد بن عتیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہے:

ان مظاهرة المشركين، ودلالتهم على عورات المسلمين، أو الذب عنهم بلسان، أو رضى بما هم عليه، كل هذه مكفرات، فمن صدرت منه۔ من غير الاكراه المذكور۔ فهو مرتد، وان كان مع ذلك يبغض الكفار ويحب المسلمين۔

'' مشرکین کی مدد و نصرت کرنا اور اُن کو مسلمانوں کے خفیہ راز دینا، یا اُن کا زبان سے دفاع کرنا، یا اُن کے اعمال پر خوش ہونا، یہ سارے کفریہ اعمال ہیں، جس آدمی سے یہ اعمال بغیر اکراہ کے صادر ہوں وہ مرتد ہے، خواہ وہ کفار سے بغض اور مسلمانوں سے محبت ہی کیوں نہ رکھتا ہو''۔ (الدفاع عن اهل السنة : ص31)

علامہ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أما التعاون مع الانجليز، بأى نوع من أنواع التعاون، قلّ أو كثر، فهو الردة الجامحة، والكفر الصّراح، لا يقبل فيه اعتذار، ولا ينفع معه تأول، ولا ينجى من حكمه عصبية حمقاء، ولا سياسة خرقاء، ولا مجاملة هى النفاق، سواء أكان ذلك من أفراد أو حكومات أو زعماء۔ كلهم فى الكفر والردة سواء، الا من جهل وأخطأ، ثم استدرك أمره فتاب وأخذ سبيل المؤمنين، فأولئك عسى الله أن يتوب عليهم، ان اخلصوا لله، لا للسياسة ولا للناس۔

"مسلمانوں کے خلاف جنگ میں انگریزوں کے ساتھ کسی بھی نوعیت کا ساتھ چاہے وہ کم ہو یا زیادہ، دین سے ارتداد اور کفر ہے۔ جس کے بارے میں کوئی عذر یا تاویل قبول نہیں کی جائے گی۔ چاہے اس تعاون کی بنیاد احمقانہ عصبیت اور اندھی سیاست ہی کیوں نہ ہو۔ یہ منافقانہ طرزِ عمل ہے چاہے اس کے مرتکب افراد ہوں، حکومتیں ہوں، یا سربراہان ہوں۔ ان سب پر کفر اور ارتداد کا حکم چسپاں ہو گا سوائے اس کے کہ کسی نے جہالت یا غلطی کی بنا پر اس کا ارتکاب کیا ہو اور اصل صورتِ حال جان لینے کے بعد تائب ہو کر اہلِ ایمان کے ساتھ شامل ہو جائے۔ ایسے افراد کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی بخشش کی امید ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے لیے مخلص ہو جائیں اور سیاست اور انسانوں کی خوشی و ناخوشی سے بے نیاز ہو جائیں۔" (كلمة الحق ص126)

علامہ عبد اللہ بن حمید رحمۃ اللہ علیہ رئیس مجلس القضاء الاعلیٰ بالمملکۃ العربیۃ السعودیۃ ورئیس المجمع الفقہی فرماتے ہیں:

"وأما التولی: فهو اكرامهم، والثناء عليهم، والنصرة لهم والمعاونة على المسلمين، والمعاشرة، وعدم البراءة منهم ظاهراً، فهذا ردة من فاعله، يجب أن تجرى عليه احكام المرتدين، كما دل على ذلك الكتاب والسنة واجماع الأمة المقتدى بهم"۔

"تولّی کفار کی عزت و اکرام کرنا، ان کی تعریفیں کرنا، مسلمانوں کے خلاف ان کی معاونت و نصرت کرنا اور ان سے برأت کا اظہار نہ کرنے کو کہتے ہیں۔ اس کا فاعل ارتداد کا مرتکب ہے اس پر مرتدین کے احکام جاری کرنا واجب ہیں۔ اس پر کتاب و سنت اور ائمہ امت کا اجماع دلالت کرتا ہے"۔(الدرر السنية : 15/479)

شیخ عبد العزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ سابق مفتی اعظم سعودی عرب لکھتے ہیں:

"وقد أجمع علماء الاسلام على أن من ظاهر الكفار على المسلمين وساعدهم بأى نوع من المساعدة فهو كافر مثلهم"

"علمائے اسلام کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ جو شخص مسلمانوں کے خلاف کافروں کی کسی بھی نوعیت کی مدد اور معاونت کرتا ہے تو وہ انہی کی طرح کا کافر ہو جاتا ہے۔ پھر بطور دلیل مذکورہ آیت پیش کرتے ہیں"۔ (مجموع فتاوى ومقالات متنوّعة :1/269)

شیخ ابن باز دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''حربی کافروں سے کسی بھی قسم کا تعاون جائز نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے خلاف ان سے تعاون کرنا نواقضِ اسلام میں سے ہے''۔ (فتاوٰی اسلامیہ جمع محمد بن عبدالعزیز المسند جلد 4 السوال الخامس رقم الفتوی 6901)

شیخ امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

اس بات کو اچھی طرح جان لو کہ مسلمانوں کے مقابلے میں مشرکین کے تعاون کرنا اور ان کو مدد بہم پہنچانا مسلمانوں کے اجماع کے مطابق کفر ہے، یہ وہ آٹھواں ناقض ہے جسے شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ ''وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ'' تجھے یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ یہ ''صلیبی حملہ'' ہے جس کی قیادت امریکی اور دوسری اتحادی کافر اور منافقین کر رہے ہیں، اس حملے کا ھدف اسلام اور مسلمان ہیں۔ فمن أعانهم بأى اعانة فى حربهم۔ سواء كانت هذه الاعانة بالبدن أو بالسلاح أو باللسان أو بالقلب أو بالقلم أو بالمال أو بالرأى أو بغير ذلك۔ فهى كفر وردة عن الاسلام والعياذ بالله!

پس جو شخص بھی اس جنگ میں ان کے ساتھ کسی بھی نوعیت کا تعاون کرے گا، خواہ بدن کے ساتھ یا اسلحے کے ساتھ، یا زبان کے ساتھ، یا دل کے ساتھ، یا قلم کے ساتھ، یا مال کے ساتھ یا رائے و مشورے وغیرہ کے ساتھ تو یہ کفر اور دین اسلام سے ارتداد ہے۔ والعیاذ باللہ!

(پھر آگے چل کر فرماتے ہیں:)

فاعلم أن الأمة كلها أجمعت على أن من ظاهر الكفار وأعانهم على المسلمين فهو كافر مرتد عن الاسلام۔

''خوب جان لو! پوری امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ مسلمانوں کے خلاف کافروں سے تعاون اور ان کی مدد کرنے والا شخص کافر اور دین اسلام سے مرتد ہے۔''

پھر شیخ امین اللہ نے اس مسئلے کے متعلق علماء کے ذکر کردہ دلائل کو مختصراً بیان فرمایا ہے۔ جو کہ درج ذیل ہیں:

(1) کتاب اللہ (2) سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(3) اجماع (4) اقوال صحابہ

(5) قیاس (6) تاریخ

(7) اہل علم کے اقوال (8) ائمہ نجد کے اقوال (فتاوی الدین الخالص 9/219)

اسی طرح مفتی مبشر احمد ربانی صاحب ہی کی نظر ثانی کے ساتھ جماعۃ الدعوۃ کے اشاعتی ادارے دارالاندلس سے ''تلاش حق'' کے نام سے جو کتاب چھپی ہے، اس کے صفحہ نمبر 332 پر کفریہ امور کے تحت آٹھویں نمبر پر لکھا ہے:

''مسلمانوں کے خلاف مشرکوں سے تعاون کرنا اور ان کو مدد بہم پہنچانا'' (المائدۃ:51)

تاریخی واقعات:

1۔ اسلامی تاریخ میں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں جن میں کچھ مدعیان اسلام نے مسلمانوں کے خلاف کافروں سے تعاون کیا تھا چنانچہ اس وقت کے ائمہ دین و علمائے کرام نے کفار سے تعاون کرنے والے لوگوں کا شرعی حکم واضح کیا۔

سب سے پہلا واقعہ غزوہ بدر کا ہے جس میں مشرکین مکہ کے ساتھ وہ لوگ بھی شامل تھے جو اسلام لا چکے تھے لیکن انہوں نے ہجرت نہیں کی تھی پس جب مشرکین مکہ بدر کی طرف نکلے تو ان کو بھی زبردستی اپنے ساتھ لے نکلے جس سے کفار کی طاقت اور تعداد میں اضافہ ہوا اسی طرح بعض معززین کی شمولیت سے مشرکین مکہ کے لشکر کی سماجی اور سیاسی حیثیت میں اضافہ بھی ہوا تھا سورۃ النساء کی آیت نمبر 97 ایسے ہی لوگوں کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلآئِكَةُ ظَالِمِيْ أَنْفُسِهِمْ قَالُواْ فِيْمَ كُنتُمْ قَالُواْ كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِيْ الأَرْضِ قَالْوَاْ أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُواْ فِيْهَا فَأُوْلَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءتْ مَصِيْراً﴾(النساء: 97)

''جن لوگوں کی اس حالت میں فرشتے جان قبض کرتے ہیں کہ وہ (جان بوجھ کر کافروں میں رہ کر) اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے ہوں۔ تو فرشتے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں: ہم زمین میں کمزور تھے۔ تب فرشتے کہتے ہیں: کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ چنانچہ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے''۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کے شان نزول کے متعلق فرماتے ہیں:

"مکہ مکرمہ میں کچھ لوگ مسلمان ہو گئے۔ لیکن اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے جب مشرکین مکہ غزوۂ بدر کے لیے نکلے تو انہیں بھی اپنے ساتھ لے نکلے۔ ان کا مقصد مسلمانوں سے لڑائی کرنا تو نہ تھا لیکن چونکہ اس سے کفار کی طاقت میں اضافہ اور تعداد میں زیادتی ہوتی تھی اس لیے یہ بات ضرور قابل گرفت بھی ان میں سے کچھ لوگ غزوہ بدر میں قتل بھی ہوئے جن سے متعلق بعض مسلمانوں کو افسوس تھا اور کچھ لوگوں نے ان کے لیے استغفار کرنا چاہا، جس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں صراحت کے ساتھ انہیں جہنمی قرار دیا گیا۔" (تفسیر الطبری : 4/236،فتح الباری : 8/112، صحیح بخاری حدیث: 4596، مختصراً)

2۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایسے لوگوں پر اتداد کا حکم لگایا تھا جو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لیے مرتدین کے ساتھ نکلے تھے اسی طرح وہ لوگ جنھوں نے مسلیمہ کذاب کی نبوت کا اقرار تو نہیں کیا تھا لیکن مسلیمہ کذاب اور اس کے دین سے اظہار برأت بھی نہ کیا تھا بلکہ وہ انہی مرتدین کے درمیان خاموشی سے ٹھہرے رہے اور ان سے جدا و الگ نہ ہوئے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بلا تفریق ان سے بھی قتال کیا اور ان کے عذر کو قبول نہیں کیا. سوائے ان مسلمانوں کے جنھوں نے مسلیمہ کذاب کی نبوت کا انکار کیا، اس سے برأت کا اظہار کیا اور مسلمانوں سے ان کے خلاف مدد مانگی ان میں سے سر فہرست سیدنا ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ تھے۔ (دیکھئے سبیل النجاۃ والفکاك فی ضمن مجموعۃ التوحید : 1/358 نیز دیکھئے البدایۃ والنہایۃ : 6/324-324)

3۔ بابک خرمی نے 201 ہجری میں مشرکین کی سرزمین میں جا کر مسلمانوں کے خلاف جمعیت اکٹھی کر کے جنگ شروع کی اس کے بارے میں امام احمد نے فرمایا "وہ مشرکین کی سرزمین میں بیٹھ کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کرا رہا ہے اور ایسے آدمی کا حکم ارتداد کا ہے۔" (کتاب الفروع: 6/123)

4۔ "پانچویں صدی ہجری کے مشہور مجتہد اور امام حافظ ابن حزم الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بعض کفریہ ممالک کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"فان كان هنالك محاربا بالمسلمين معينا للكفار بخدمة أو كتابة فهو كافر و ان كان انما يقيم هنالك لدنيا يصيبها وهو كالذمي لهم وهو قادر على اللحاق بجمهرة المسلمين وأرضهم فما يبعد عن الكفر وما نرى له عذراً ونسأل الله العافية"

"اگر کوئی شخص ان کفریہ ممالک میں مقیم رہ کر کسی بھی قسم کی خدمت کر کے یا کتابت و دفتری امور کے ساتھ کافروں کا معاون و مدد گار بن کر مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شریک ہوتا ہے تو وہ کافر ہے۔ اور اگر وہاں صرف دنیاوی لالچ کے طور پر کافروں کے ذمی کی حیثیت سے رہتا ہے اور اس کے پاس اسلامی سرزمین تک پہنچنے کی طاقت بھی ہے تو بھی وہ کفر سے دور نہیں ہے۔ اس کے لیے میں کوئی عذر نہیں سمجھتا ونسأل الله العافية"۔(المحلی :200/11، طبع دار الجیل)

قارئین کرام غور فرمائیں! امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس فتوی میں دو صورتیں ذکر کی ہیں اور دونوں کے درمیان فرق کیا ہے۔

پہلی صورت میں بعض مسلمان دارالحرب میں کافروں کے ساتھ رہتے ہیں اور پھر مسلمانوں کے خلاف جنگ میں کافروں کی مدد و نصرت کرتے ہیں۔ امام صاحب نے ذکر کیا ہے کہ ان کافروں کے ساتھ کم سے کم تعاون یہ ہے کہ کوئی مسلمان ان کے دفتری امور میں کتابت یا بطور کلرک کوئی خدمت اور فریضہ انجام دے، تو ایسا شخص کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کوئی مسلمان دار الکفر میں مقیم ہو اور کافروں کا رعایا اور ذمی کی حیثیت سے رہتا ہو۔ جس طرح وہ مسلمانوں کے ذمی بن کر رہتے ہیں اور وہاں سے ہجرت کرنے اور دارالاسلام سے ملنے کی طاقت بھی رکھتا ہو، لیکن نہ ہی مسلمانوں سے محارب ہو اور نہ ہی جنگ میں کافروں کا معاون و مدد گار ہو، صرف دنیا کے لالچ وغیرہ کی وجہ سے ادھر بیٹھا ہو تو ایسے شخص کے بارے میں امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ بھی کفر سے دور نہیں ہے، میں اس کے لیے کوئی عذر نہیں سمجھتا۔

امام صاحب نے مذکورہ دونوں صورتوں کے درمیان حکم لگانے میں فرق کیا ہے۔ چنانچہ پہلی صورت میں تو بالجزم کفر کا حکم لگایا ہے جبکہ، دوسری صورت میں جزم کے ساتھ کفر کا حکم نہیں لگایا، کیونکہ پہلی صورت میں مسلمانوں کے خلاف جنگ میں کافروں سے تعاون موجود ہے اور دوسری صورت میں تعاون موجود نہیں ہے۔ امام صاحب کے اس فتویٰ سے ثابت ہوا کہ جنگ میں مسلمانوں کے کے خلاف کافروں سے تعاون کرنے والا مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

امام صاحب مزید فرماتے ہیں:

فصح بهذا أن من لحق بدار الكفر والحرب مختاراً محاربا لمن يليه من المسلمين، فهو بهذا الفعل مرتد له أحكام المرتد كلها من وجوب القتل عليه متى قدر عليه ومن اباحة ماله وانفساخ نكاح وغير ذالك۔

''اگر کوئی شخص دارالکفر کے بلاک میں جا کر شامل ہو جائے جو دارالحرب بھی ہو اور یہ کام اس نے اپنی آزاد رائے سے کیا اور وہاں جا کر قریب کے مسلمانون کے خلاف بر سر پیکار ہو جائے تو ایسا آدمی اپنے اس فعل کی وجہ سے مرتد ہے۔ مرتد کے سارے احکام اس پر لاگو ہوں گے یعنی اسے قتل کرنا واجب ہو گا جب بھی اس کا موقع ملے اس کا مال اپنے قبضہ میں لینا جائز ہو گا اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا وغیرہ''۔(المحلیٰ :200-11/199)

قارئین کرام غور فرمائیں! امام صاحب نے صرف دار الکفر سے جا ملنے پر کفر کا حکم نہیں لگایا بلکہ ''مناطِ حکم'' کو اختیاری طور پر مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے ساتھ مشروط و معلق کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس سے زیادہ سخت حکم تو اس شخص کا ہو گا جو دیارِ اسلام اور مسلمانوں میں رہتا ہوا اللہ کے دشمنوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہے اور مسلمانوں میں رہ کر ان کی جاسوسی کرتا ہے۔ مجاہدین کے خفیہ راز اور ان کی کمین گاہوں کی اطلاع کافروں تک پہنچاتا ہے اور ان کو فتح حاصل کرنے کے طریقے بتاتا ہے اور حربی کافروں کے لیے ایسے ایسے کام کرتا ہے جو وہ خود بھی نہیں کر سکتے، کیونکہ ان کا مسلمانوں کے خلاف اس اعلانیہ جنگ میں مغلوب ہونا یا غالب آنا تو ممکن ہے، لیکن ان کا مسلمانوں کی صفوں میں داخل ہونا اور ان کے خفیہ راز حاصل کرنا داخلی جواسیس کے بغیر کسی طرح بھی ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

﴿هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ﴾ (المنافقون: 4)

'' وہی اصل دشمن ہیں، لہٰذا آپ اُن سے بچیں، اللہ انہیں ہلاک کرے وہ کہاں پھرے جاتے ہیں۔''

امام ابن حزم کے مذکورہ فتووں میں شیوخ الارجاء کے لیے فکر کے بہت سے نکات موجود ہیں!

امام ابن حزم دوسری جگہ لکھتے ہیں:

لوأن كافرا مجاهرا غلب على دار من دور الاسلام وأقر المسلمين بها على حالهم الا أنه هو المالك لها المنفرد بنفسه في ضبطها وهو معلن بدين غير الاسلام لكفر بالبقاء معه كل من عاونه وأقام معه وان أدعى أنه مسلم۔

”اگر کوئی کافر کسی اسلامی شہر پر قابض ہو جائے اور وہاں کے مسلمان باشندوں کو ان کے حال پر رہنے دے لیکن حکم و فیصلہ کافر حاکم کا ہے جہاں وہ اپنے کفریہ دین کا علی الاعلان اظہار بھی کرے، تو جو مسلمان بھی وہاں رہ کر ان کے ساتھ تعاون کرے گا، وہ اگرچہ اسلام کے دعوے دار ہو، کافر سمجھا جائے گا۔“ (المحلیٰ : 11/200)

امام صاحب کے اِس عظیم الشان فتوے کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے، بلکہ ہم منجنیقِ غرب کے کلام اور فتویٰ سے دلیل پکڑنے سے پہلے اِس حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں، کیونکہ دین میں بصیرت رکھنے والوں کا یہی مسلک ہوا کرتا ہے۔

رویٰ أبو بکرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أنہ قال: ”ینزل ناسٌ، من أمتی بغائطٍ یسمّونہ “البصرۃ” عند نھرٍ یقال لہ: دجلۃ، یکون علیہ جسر یکثر أھلھا، وتکون من أمصار المھاجرین ـ، قال ابن یحییٰ: قال ابو معمر: ـ وتکون من أمصار المسلمین ـ، فإذا کان فی آخر الزّمان جاء بنو قنطوراء عراض الوجوہ، صغار الأعین، حتی ینزلوا علی شطّ النھر، فیتفرّق أھلھا ثلاث فرق: فرقۃ یأخذون أذناب البقر و البریۃ و ھلکوا، وفرقۃ یأخذون لأنفسھم، و کفروا، وفرقۃ یجعلون ذراریّھم خلف ظھورھم و یقاتلونھم و ھم الشھداء۔“(سنن أبی داؤد، حدیث: 4306 و مسند احمد: 5/40 حسّنہ المحدث زبیر علیزئی حفظہ اللہ)

” سیدنا ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ” میری امت کے کچھ لوگ زیریں علاقے کی زمین میں اُتریں گے جسے بصرہ کہتے ہوں گے جو دریائے دجلہ کے کنارے آباد ہو گا اور اُس پر ایک پُل ہو گا۔ اُس کی آبادی بہت زیادہ ہو گی اور یہ مہاجروں کا شہر ہو گا۔“ ابن یحیٰی نے بیان کیا کہ ابو معمر نے کہا: ۔یہ مسلمانوں کا شہر ہو گا۔ پس جب آخری زمانہ ہو گا تو بنو قنطوراء (ترک، یہ اُن کے جدِ اعلیٰ کا نام ہے) آئیں گے، اُن کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی حتیٰ کے وہ اُس دریا کے کنارے اُتریں گے تو اُس شہر کے لوگ تین جماعتوں میں بٹ جائیں گے: ایک جماعت بیلوں کی دُمیں پکڑ لے گی اور جنگلوں میں نکل جائے گی اور اِس طرح وہ ہلاک ہوں گے، دوسری جماعت اپنے لیے امان طلب کرے گی اور وہ کافر ہو جائیں گے، اور تیسری جماعت وہ ہو گی جو اپنی اولاد (کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انہیں) اپنی پیٹھوں پیچھے چھوڑ کر اُن کے ساتھ قتال کرے گی اور یہی لوگ عظیم شہداء ہوں گے۔“

شارح سنن ابو داوٗد مولانا عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ اِس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

" جب کفار مسلمانوں پر ہجوم کر آئیں تو جہاد فرض ہو جاتا ہے، پھر اِس سے فرار ہلاکت اور کفار کی پناہ میں آنا کفر ہے۔ اور نجات اُس کے لیے ہے جو اِس موقع پر اپنی جان مال کی بازی لگا دے۔" (سنن ابو داؤد (اردو) 299-300/4، طبع دار لسلام)

5۔ اسپین میں طوائف الملوکی کے زمانے میں معتمد بن عباد اشبیلہ کا حاکم تھا اس نے مسلمانوں کے خلاف فرانس سے مدد لی تھی، اس وقت مالکی علماء نے اس کے مرتد ہونے کا فتوی جاری کیا تھا۔ (الاستقصاء : 2/75)

6۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

تاتاریوں نے جب بلادِ اسلام پر حملہ کیا تو حاکم مغیث عمر بن عادل نے ہلاکو سے ساز باز کی اور اسے مسلمانوں پر حملہ کیلئے اس شرط کے ساتھ اکسایا کہ وہ صوبہ مصر کی حکمرانی سونپے جانے کا وعدہ دیا جائے تو فقہاء نے اس کے معزول اور کفر کا فتوی جاری کیا چنانچہ امیر ظاہر بیبرس نے اسے قتل کر دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ : 13/238)

7۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے 700 ہجری میں ان مسلمانوں کے اوپر ارتداد کا حکم لگایا تھا جنھوں نے شام پر حملے میں تاتاریوں کے ساتھ تعاون کیا تھا۔ آپ نے فرمایا:

من جمز الی معسکر التتر، ولحق بهم، ارتد وحل ماله ودمه۔

"جو شخص تاتاریوں کے معسکر (چھاؤنی) کی طرف بھاگا بھاگا جاتا ہے اور ان سے جا ملتا ہے وہ شخص مرتد ہو جاتا ہے اور اس کا خون بہانا اور اس کا مال اپنے قبضے میں لینا جائز ہے"۔ (الدرر السنية : 8/338)

بلکہ شیخ الاسلام نے تو یہاں تک کہا کہ اذا رأیتمونی فی ذالك الجانب۔ یقصد جانب التتار۔ وعلی رأسی مصحف فاقتلونی "اگر تم مجھے تاتاریوں کے لشکر میں دیکھو اور میرے سر پر قرآن رکھا ہوا ہو تب بھی مجھے قتل کر دینا۔" (فتوی فی حکم من بدل شرائع الاسلام : ص 7 و البدایۃ و النہایۃ :23-14/24)

8۔ تیرہویں صدی ہجری کے شروع میں دعوتِ توحید کو دبانے کے لئے "خلافتِ عثمانیہ" کی افواج نے نجد کے علاقے پر حملہ کیا تھا اس وقت بعض مسلمان عثمانی فوج کی مدد اور پشت پناہی کرنے لگے، کیونکہ اُن کا شرک اصلی نہیں بلکہ طاری تھا۔ اس لئے بہت

سے مسلمان اس مسئلے میں التباس اور الجھن کا شکار ہو گئے اور اس حملے میں عثمانی فوج کی مدد اور پشت پناہی کرنے لگے۔ چنانچہ علمائے نجد نے ایسے لوگوں کا کوئی عذر قبول نہیں کیا اور اُن پر ارتداد کا حکم لگایا تھا۔ کتاب التوحید کی شرح "تیسیر العزیز الحمید" کے مصنف علامہ سلیمان بن عبد اللہ آل شیخ نے ایسے لوگوں کے مرتد ہونے پر اپنے رسالہ "حکم موالاۃ اھل الاشراك" میں اکیس دلائل پیش کئے، جس کی وجہ سے ان کی کتاب کا نام ہی "الدلائل" پڑ گیا۔ یہ کتاب شیخ ابو عزیر عبد الالہ یوسف الحسنی الجزائری کی شرح "الافراك فی حوض الدلائل فی حکم موالاۃ أھل الأشراك" اور نامور سلفی عالم علامہ محمد بن ابراہیم شقرہ حفظہ اللہ کی تقدیم کے ساتھ مطبوع ہے۔

قارئین کرام غور فرمائیں! جب علمائے نجد نے اُن لوگوں کا عذر قبول نہیں کیا اور اُن پر ارتداد کا حکم لگایا تھا، تو پھر ایسے لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے جو عصرِ حاضر کی صلیبی جنگ میں کافروں کے "فرنٹ لائن اتحادی" بنے ہوئے ہیں......؟!

9۔ تیرہویں صدی ہجری کے نصف آخر میں عثمانی فوجوں نے دعوتِ توحید کو دبانے کے لئے دوبارہ پھر نجد کے بلادِ اسلامیہ پر حملہ کیا اس وقت علامہ حمد بن عتیق نجدی رحمۃ اللہ علیہ نے "سبیل النجاۃ والفکاك" کے نام سے ایک کتاب لکھی، جس میں انہوں نے ان مسلمانوں پر ارتداد کا حکم لگایا جو عثمانی افواج کے ساتھ تعاون کرتے تھے۔ یہ کتاب مجموعۃ التوحید کے ضمن میں بھی موجود ہے اور علیحدہ سے بھی مطبوع ہے۔

مجاہدین کو تکفیری اور خارجی کہنے والے مرجئۃ العصر کے لیے شیخ سلیمان اور شیخ حمد بن عتیق کی مذکورہ تصانیف "کتاب الدلائل" اور "سبیل النجاۃ و الفکاك" میں آج بھی غور فکر کے لیے کافی سامان موجود ہے، کیونکہ جن حالات میں یہ کتابیں لکھیں گئیں تھیں وہ آج کے حالات سے موافقت رکھتے ہیں بلکہ اُن سے بھی واضح ترین ہیں، جسے اب بھی کوئی شک و شبہ باقی ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنا علاج کروائے، یا پھر جانوروں کے کسی باڑے میں چلا جائے!! علاوہ ازیں ان کتابوں میں شیوخ الارجاء کے تمام باطل شکوک و شبہات کا تسلی بخش جواب اور ردّ موجود ہے۔ وللہ الحمد

10۔ چودہویں صدی ہجری میں الجزائر کے جن قبیلوں نے فرانس کی فوجوں کا ساتھ دیا تھا ان پر شمالی افریقہ کے مفتی علامہ ابوالحسن تسولی رحمۃ اللہ علیہ نے ارتداد کا حکم لگایا تھا جسے امیر عبد القادر الجزائری نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔(أجوبۃ التسولی عن مسائل الامیرعبدالقادر الجزائری : ص210)

11۔ چودہویں صدی ہجری میں محدث دیارِ مصر علامہ احمد شاکر نے مصر پر برطانیہ اور فرانس کے مشترکہ صلیبی حملے کے دوران ان کا ساتھ دینے والے مسلمانوں پر کفر وارتداد کا حکم لگایا تھا۔ شیخ احمد شاکر کے اس فتوے میں عصر حاضر کی صلیبی جنگ میں امریکی و مغربی صلیبیوں کا ساتھ دینے والوں والے لوگوں کے لیے فکر کے بہت سے نکات موجود ہیں۔ ان کے مفصل فتوے کا اردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

> ''مسلمانوں کے خلاف جنگ میں انگریزوں کے ساتھ کسی بھی نوعیت کا ساتھ چاہے وہ کم ہو یا زیادہ، دین سے ارتداد اور کفر ہے۔ جس کے بارے میں کوئی عذر یا تاویل قبول نہیں کی جائے گی۔ چاہے اس تعاون کی بنیاد احمقانہ عصبیت اور اندھی سیاست ہی کیوں نہ ہو۔ یہ منافقانہ طرزِ عمل ہے چاہے اس کے مرتکب، افراد، حکومتیں یا سربراہان ہی کیوں نہ ہوں، ان سب پر کفر وارتداد کا حکم چسپاں ہو گا۔ سوائے اس کے کہ کسی نے جہالت یا غلطی کی بنا پر اس کا ارتکاب کیا ہو اور اصل حقائق جان لینے کے بعد تائب ہو کر اہل ایمان کے ساتھ شامل ہو جائے۔ ایسے افراد کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی بخشش کی امید ہے جو اللہ کے لیے مخلص ہو جائیں اور سیاست اور انسانوں کی خوشی سے بے نیاز ہو جائیں۔''

میں نے انگریزوں کے ساتھ تعاون اور ان کے خلاف جنگ سے متعلق مسائل اور احکام کو کھول کھول کر بیان کر دیا ہے جس سے عربی زبان سے آشنا کسی بھی طبقہ، فکر اور کرۂ ارضی کے کسی بھی گوشے سے تعلق رکھنے والے مسلمان بخوبی استفادہ کر سکتے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ ان احکام کو پڑھنے کے بعد مزید کسی دلیل کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اس حوالے سے اہلِ فرانس کا معاملہ بھی وہی ہے جو برطانویوں کا ہے۔ اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کی دشمنی میں اہلِ فرانس برطانیہ والوں سے کسی بھی طرح سے کم نہیں، بلکہ کچھ بڑھے ہوئے ہیں۔ دنیا میں جہاں جہاں بھی ان کو اقتدار اور نفوذ حاصل ہے یہ مسلمانوں کے خلاف اندھی دشمنی اور عصبیت رکھتے ہیں۔ جگہ جگہ انہوں نے مسلمانوں کا قتلِ عام کیا، ایسے ایسے جرائم کئے کہ جن کے سامنے انگریزوں کے جرائم اور درندگی ماند نظر آتے ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ تعلقات کے بارے میں بھی وہی احکام ہیں جو انگریزوں کے ساتھ تعلقات کے ضمن میں ہیں۔ کرۂ ارض کے کسی بھی گوشہ سے تعلق رکھنے والے مسلمان کے لیے ان کے ساتھ تعاون جائز نہیں، اِن کا خون اور ان کے اموال مسلمانوں کے لیے حلال ہیں۔

اِن کے ساتھ کسی بھی قسم کا تعاون کرنے پر بالکل وہی احکام لوگو ہوں گے جو انگریزوں کے ساتھ تعاون کرنے پر لوگو ہوتے ہیں، یعنی ارتداد اور ملتِ اسلامیہ سے خروج کے احکام۔"

(آخر میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں)

کرۂ ارض کے مسلمانو! آگاہ رہو!

کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کی زبان اور ہاتھ سے مدد و نصرت کرنے کی بجائے اگر مسلمانوں کو اپنے گھروں سے نکالنے والے دشمنوں کی امداد کا مرتکب ہو گا یا ان کے ساتھ مصالحت کر کے جنگ کرنے کی استطاعت رکھنے کے باوجود جنگ نہ کرے گا یا انگریزوں اور اہلِ فرانس کی اور ان کے حلیفوں اور ہمدردوں کی کسی بھی نوعیت کی امداد کا ارتکاب کرے گا، تو اگر اس کے بعد وہ نماز پڑھے گا تو اس کی نماز قبول نہیں ہو گی، وہ وضو، غسل یا تیمم کر کے پاک ہونا چاہے گا تو اس کا یہ عمل قابلِ قبول نہیں ٹھہرے گا، وہ فرض یا نفل جو بھی روزے رکھے گا اس کے روزے باطل قرار پائیں گے، اس کا حج قبول نہیں ہو گا، وہ فرض زکوٰۃ ادا کرے گا یا صدقہ دے گا تو کچھ بھی قبول نہ کیا جائے گا، اس کی کسی بھی قسم کی عبادت لائقِ قبولیت نہیں ہو گی۔ ان میں سے کسی بھی کام کا اسے کوئی اجر نہیں ملے گا بلکہ الٹا وہ گناہ گار اور قابلِ مواخذہ ٹھہرے گا۔

پس ہر مسلمان اس بات سے خبردار رہے کہ وہ دین و ایمان کے لیے تباہ کن اس راستے پر چل پڑے جو اس کی تمام عبادت کو غارت کر دے اور اسے ارتداد کے جہنم میں لا گھسیٹے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والا کوئی مسلمان اس راستے پر چل پڑے کیونکہ کسی بھی عبادت کی قبولیت کا واحد معیار ایمان ہے۔ یہ بات کسی بھی مسلمان سے پوشیدہ نہیں ہے اور کوئی بھی دو مسلمان کے بارے میں اختلاف نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمَن يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾

"جو کوئی کفر کا ارتکاب کرے گا اس کا عمل ضائع جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں ہو جائے گا۔"
(المائدہ: 5)

﴿وَلاَ يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىَ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُواْ وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُوْلَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَأُوْلَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾

”یہ تم سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان کا بس چلے تو تمھیں تمھارے دین سے پھیر دیں اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر گیا اور اس حال میں اسے موت نے آلیا تو وہ کافر قرار پائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا و آخرت میں غارت گئے۔ یہ آگ والے ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔“ (البقرہ: 217)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ،فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَى أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ فَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَى مَا أَسَرُّوا فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ ،وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَؤُلاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ﴾

” اے لوگو جو ایمان لائے ہو یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ۔ یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انہی میں ہو گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ظالموں کو اپنی رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ انہی میں دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں ہمیں ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہم کسی مصیبت کے چکر میں نہ پھنس جائیں۔ مگر بعید نہیں کہ اللہ جب تمھیں فیصلہ کن فتح بخشے گا یا اپنی طرف سے کوئی اور بات ظاہر کرے گا تو یہ لوگ اپنے اس نفاق پر جسے یہ دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں نادم ہوں گے اور اس وقت اہلِ ایمان کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ کے نام سے کڑی کڑی قسمیں کھا کر یقین دلاتے تھے کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں۔ ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے اور آخر کار یہ نامراد ہو کر رہے۔“ (المائدہ: 51-53)

﴿ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَى لَهُمْ ،ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الأَمْرِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ،فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ،ذَلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ،أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ أَضْغَانَهُمْ ،وَلَوْ نَشَاءُ لأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي

لَحْنِ الْقَوْلِ وَاللهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ،وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ ،إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى لَنْ يَضُرُّوا اللهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ،يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ،إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ ،فَلا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الأَعْلَوْنَ وَاللهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ﴾

”حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ہدایت واضح ہو جانے کے بعد اس سے پھر گئے اور ان کے لیے شیطان نے اس روش کو سہل بنا دیا اور جھوٹی توقعات کا سلسلہ ان کے لیے دراز کر رکھا ہے اسی لیے انہوں نے اللہ کے نازل کردہ دین کو ناپسند کرنے والوں سے کہہ دیا کہ بعض معاملات میں ہم تمھاری باتیں مانیں گے۔ اللہ ان کی خفیہ باتیں خوب جانتا ہے۔ پھر اس وقت کیا حال ہو گا جب فرشتے ان کی روحیں قبض کریں گے اور ان کے منہ اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے انہیں لے جائیں گے۔ یہ اسی لیے تو ہو گا کہ انھوں نے اس طریقے کی پیروی کی جو اللہ کو ناراض کرنے والا ہے اور اس کی رضا کا راستہ اختیار کرنا ناپسند کیا۔ اسی بنا پر اس نے ان کے سب اعمال ضائع کر دیے۔ کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کی کھوٹ ظاہر نہیں کرے گا؟ ہم چاہیں تو انھیں تم کو آنکھوں سے دکھا دیں اور ان کے چہروں سے تم ان کو پہچان لو۔ مگر ان کے اندازِ کلام سے تو تم ان کو جان ہی لو گے۔ اللہ تم سب کے اعمال سے خوب واقف ہے۔ ہم ضرور تم لوگوں کو آزمائش میں ڈالیں گے تا کہ تمھارے حالات کی جانچ کریں اور دیکھ لیں کہ تم میں مجاہد اور ثابت قدم کون ہیں۔ جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور رسول سے جھگڑا کیا جب کہ ان پر راہِ راست واضح ہو چکی تھی در حقیقت وہ اللہ کا کوئی نقصان بھی نہیں کر سکتے بلکہ اللہ ہی انکا سب کیا کرایا غارت کر دے گا۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔ کفر کرنے والوں اور راہِ خدا سے روکنے والوں اور مرتے دم تک کفر پر جمے رہنے والوں کو تو اللہ ہر گز معاف نہ کرے گا۔ پس تم بودے نہ بنو اور صلح کی درخواست نہ کرو تم ہی غالب رہنے والے ہو۔ اللہ تمھارے ساتھ ہے اور تمھارے اعمال کو وہ ہر گز ضائع نہ کرے گا۔“ (محمد : 25.35)

ہر مسلمان مرد وعورت جان لے!

وہ لوگ جو اپنے دین سے نکل کر دشمنوں کے مددگار بن جائیں ان کے ساتھ شادی کرنے والے کا رشتۂ زوجیت باطل ہے، جس کی صحت کا دور دراز تک کوئی امکان نہیں ہے ایسے نکاح پر نکاح کے کوئی اثرات (احکام) لاگو نہ ہوں گے یعنی نسب، میراث وغیرہ سب باطل ہوں گے۔ اور جو کوئی ان سے پہلے سے رشتۂ زوجیت میں منسلک ہے اس کا یہ رشتہ باطل ہو جائے گا۔ ان میں سے جو کوئی تائب ہو کر اپنے پروردگار اور اپنے دین کی طرف رجوع کر لے۔ اپنے دشمن کے ساتھ جنگ کرے اور اپنی امت کی نصرت و امداد کرے، تو چونکہ حالت ارتداد میں یہ اپنی اس بیوی کا جس کے ساتھ اس کی شادی ہوئی تھی شوہر باقی نہیں رہا تھا اس لیے ضروری ہے کہ توبہ کے بعد وہ اس کے ساتھ شرعی نکاح کا دوبارہ اہتمام کرے۔

کرہ زمین کے کسی بھی خطے سے تعلق رکھنے والی مسلمان خواتین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اچھی طرح یقین حاصل کر لیں کہ جن کو وہ اپنی عزتوں کا محافظ اور نگران بنانے چلی ہیں اور جن کے ساتھ وہ رشتہ ازواج و مناکحت استوار کر رہی ہیں وہ کہیں اللہ اور رسول کے اس باغی گروہ سے تعلق تو نہیں رکھتے۔ ایسی صورت میں ان کا نکاح باطل ہو جائے گا اور وہ ایسے مردوں پر اس وقت تک حرام قرار پائیں گی جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کر کے اپنے طرزِ عمل کی اصلاح نہیں کر لیتے اور از سرِ نو ان کے ساتھ رشتہ مناکحت استوار نہیں کر لیتے۔

مسلمان خواتین جان لیں کہ!

جو بھی خاتون کسی ایسے فرد سے شادی پر رضامند ہو جس کی ایسی صوت حال کا اسے علم ہو یا ایسی صورتِ حال جان لینے کے باوجود اس کے ساتھ رہنے پر پھر بھی راضی رہے تو وہ حالتِ ارتداد میں اس کے ساتھ شریک ہے۔ اس پر ارتداد کے وہی احکام نافذ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ اس سے کہ مسلمان خواتین اپنے لیے اور اپنی آنے والی نسلوں کیلیے اس پر رضامند ہوں۔

آگاہ رہیے کہ یہ معاملہ اتنا آسان نہیں ہے۔ اگرچہ قانون کی نظر سے دشمنوں کے مددگاروں کا بچ جانا مشکل نہیں ہے، اگرچہ مجرموں کو بری ثابت کرنے کے بھی کئی حیلے بہانے تلاش کیے جاسکتے ہیں، توڑ مروڑ کر دلائل بھی پیش کیے جاسکتے ہیں مگر یاد رہے کہ امتِ مسلمہ اقامتِ دین حق کی ذمہ داری سے کسی صورت بھی سبک دوش نہیں ہو سکتی۔ دینِ حق کی نصرت کا فریضہ ہر حال میں اس پر عائد رہے گا۔ امت کے تمام افراد قیامت کے روز فرداً فرداً اللہ تعالیٰ کے سامنے اس ذمہ داری کی ادائیگی کے حوالے سے اپنے کردار کے بارے میں جوابدہ ہوں گے۔

ہر فرد جان لینا چاہیے کہ وہ خیانت کرنے والوں کی خیانت سے اپنے مذہب و ملت کو کس طرح محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اپنی متاعِ دین و ایمان کی حفاظت کس طرح کر سکتا ہے۔ کامیابی و نصرت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہ جس طرح چاہے اپنے بندوں کی نصرت فرما سکتا ہے۔'' (کلمۃ الحق: ص126-127، بحوالہ مجلہ حطین شمارہ نمبر2)

یاد رہے کہ برطانیہ کے لیے مصر پر قبضے کا ''اعزاز'' رائل انڈین آرمی کے کلمہ گو فوجیوں کے حصے میں آیا تھا۔ اس لئے اگر آج ناپاک فوج اپنے بے ننگ و نام اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے صلیبیوں کی فرنٹ لائن اتحادی بن چکی ہے تو اس پر حیران ہونے کی کوئی بات نہیں۔

12۔ ایک صدی قبل جب یہودیوں نے فلسطین پر قبضہ کر لیا تو 1366ھ جامعہ ازہر کے دارالافتاء سے ان مسلمانوں کے کفر کا فتویٰ صادر کیا گیا تھا جنہوں نے یہودیوں کے ساتھ تعاون کیا تھا، اُسوقت دارالافتاء کی سربراہی عبدالمجید سلیم کے پاس تھی۔

13۔ جن مسلمانوں نے اشتراکی انقلاب کا ساتھ دیا تھا ان کے کفر کا فتویٰ سعودی عرب کے مفتی اعظم عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے صادر کیا تھا۔ (دیکھیے مجموع فتاویٰ و مقالات متنوعة: 1/269)

14۔ پندرہویں صدی ہجری کے اوائل میں جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا تب عرب و عجم کے علماء اسلام نے ان مسلمانوں کے کفر اور ان سے قتال کا فتویٰ دیا جنہوں نے روسیوں سے تعاون کیا تھا۔ شیخ امین اللہ پشاوری لکھتے ہیں: مجاہدین نے ایسے لوگوں سے قتال کیا تھا باوجود اس کے کہ وہ اسلام کے دعویدار تھے اور ان کے اکثر نمازیں پڑھتے تھے اور روزے بھی رکھتے تھے۔ (دیکھئے: فتاوی الدین الخالص، 9/224)

موجودہ واقعات پر معاصر علماء کے فتاوی جات:

اب ہم مفتی صاحب کے سامنے موجودہ واقعات پر معاصرین علمائے کرام میں سے چند جلیل القدر علماء حق کے فتاوی نقل کرتے ہیں جس میں انہوں نے ان مسلمانوں پر کفر وارتداد کا حکم لگایا ہے جو مسلمانوں کے خلاف جنگ میں امریکہ اور دوسرے کافروں سے تعاون کر رہے ہیں۔

1۔ 21رجب 1422ھ کو جزیرۃ العرب کی ایک جلیل القدر ہستی اور ممتاز عالمِ ربانی علامہ حمود بن عقلاء الشعیبی رحمۃ اللہ علیہ نے افغانستان پر امریکہ وبرطانیہ کے مشترکہ حملے کو "صلیبی حملہ" قرار دیا اور ان کا ساتھ دینے والے مسلمانوں کے کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ جاری کیا۔ آپ نے فرمایا:

"جس نے کفریہ ممالک جیسے امریکہ اور اُس کے اتحادیوں سے مسلمانوں کے خلاف تعاون کیا تو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو کر مرتد ہو جائے گا"

2۔ 20رجب 1422ھ کو جزیرۃ العرب کے ایک نامور عالم شیخ عبدالرحمن بن ناصر البراک نے فتوی صادر کیا کہ امریکہ اور برطانیہ کا افغانستان پر حملہ بغیر کسی شک وشبہ کے ظلم وعدوان ہے اور یہ اسلام کے خلاف "صلیبی جنگ" ہے عالم اسلام کا افغانستان کی نصرت اور حمایت نہ کرنا ایک عظیم مصیبت ہو گی، اگر الثایہ ممالک امریکہ اور برطانیہ وغیرہ کی حمایت اور تعاون کرتے ہیں تو یہ کفار سے تولّی ہے جس کا حکم سورۃ مائدہ کی آیت 51 میں مذکور ہے۔ اسی آیت کو دلیل بنا کر آئمہ اسلام نے کفار سے تولّی کو نواقضِ اسلام (جن سے ایک مسلمان کافر و مرتد ہو کر ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے) میں شمار کیا۔

3۔ 3رجب 1422ھ کو جزیرۃ العرب ہی کے ایک چوٹی کے عالم اور محدث شیخ سلیمان بن ناصر العلوان۔ فک اللہ اَسرہ۔ نے اپنے فتوی میں افغانستان پر امریکی حملے میں امریکہ کے ساتھ تعاون کرنے والوں کو کفر و نفاق اور کفار سے تولّی کا مرتکب قرار دیا اور کفار سے تولّی کے کفر ہونے پر امت کے متعدد ائمہ کا اجماع نقل کیا۔

علامہ سلیمان العلوان فرماتے ہیں:

والحذر الحذر من مناصرة الكفار على المسلمين بأي نوع أو وسيلة من وسائل النصرة فهذا من التولي وهو كفر و نفاق ومرض في القلوب وفسق۔ وليس من شروط الكفر أن تكون مظاهرته للكفار محبة لدينهم و رضى به، فهذا مذهب ضعيف لأن محبة دين الكفار والرضى به كفر أكبر دون مظاهرتهم على المسلمين۔ فهذا مناط آخر في الكفر ولو ادعى المظاهر محبة الدين و بغض الكافرين فان كثيراً من الكفار لم يتركوا الحق بغضاً له ولا كراهية للدين انما لهم طمع دنيوي و رغبة في الرياسات فآثروا ذلك على الدين قال تعالى ﴿ذَلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّواْ الْحَيَاةَ الْدُّنْيَا عَلَى الآخِرَةِ وَأَنَّ اللّهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾

وقصة حاطب فی الصحیحین هی من قبیل النفاق الأکبر وقد شفع له شهوده بدراً فی قبول تأویله الذی صدقه علیه النبی صلی الله علیه وسلم وبدلیل أن النبی صلی الله علیه وسلم أقرّ عمر علی تسمیته منا فقا۔

والاجماعات المنقولة فی هذا الباب کثیرة، وقد حررت ذالك فی غیر موضع وبینت الفرق بین الموالاة والتولی، وان التولی کفر أکبر وأما الموالاة فمنها ما هو مرادف للتولی، ومنها ما هو دون ذالك والله اعلم

(فتوی فی حکم الجهاد مع المسلمین فی افغانستان: 1/8/1422)

مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کی مدد و نصرت کرنے سے بچو، خواہ وہ کسی بھی نوعیت کا تعاون ہو کیونکہ یہ تولّی، کفر، نفاق، فسق اور دل کی بیماری ہے۔ کفر کی شرائط میں یہ بات شامل نہیں ہے کہ کفار سے تعاون ان کے دین سے محبت کی بنا پر ہو، یہ ضعیف مذہب ہے کیونکہ کفار کے دین سے محبت رکھنا تو بذاتِ خود کفر اکبر ہے، خواہ مسلمانوں کے مقابلے میں ان سے تعاون نہ بھی کرے۔ مگر مسلمانوں کے خلاف کافروں سے تعاون کرنا تو علیحدہ سے کفر ہے، اگرچہ وہ دین سے محبت اور کافروں سے بغض کا دعویٰ ہی کیوں نہ کرتا ہو، کیونکہ کافروں کی اکثریت نہ تو حق سے نفرت کرتے ہوئے حق کو چھوڑتی ہے اور نہ ہی دین سے کراہت کرتے ہوئے دین کو چھوڑتی ہے، بلکہ انہیں دنیا کا لالچ اور حکومتی وریاستی مفادات ہوتے ہیں جن کو وہ دین پر ترجیح دے دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ذَلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّواْ الْحَيَاةَ الْدُّنْيَا عَلَى الآخِرَةِ وَأَنَّ اللّهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾ (النحل : 107)

”یہ اس لیے کہ بے شک انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں محبوب رکھا اور اس لیے کہ بے شک اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

اور سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کا قصہ نفاق اکبر کی قبیل دے تعلق رکھتا ہے، اس دلیل کے ساتھ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کو منافق کہنے پر عمر رضی اللہ عنہ پر انکار نہیں کیا، بلکہ ان کی فہم کو برقرار رکھا۔ لیکن حاطب رضی اللہ عنہ کی تاویل کے قبول ہونے میں ان کا بدری ہونا بھی تھا۔ مزید یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سچا ہونے کی تصدیق کر دی تھی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾

”اور تم میں سے جو انہیں دوست بنائے گا تو بے شک وہ انہی میں سے ہو گا“

کیونکہ کہ وہ ان (کافروں) کی اطاعت میں داخل ہو گئے ان کی مدد و نصرت کی اور مال و مشورے کے ساتھ ان سے تعاون کرنے لگے۔

اس مسئلے میں منقولہ اجماعات بہت زیادہ ہیں جسے میں نے کئی جگہوں پر تحریر کیا ہے۔ اور میں نے موالات اور تولّی کے درمیان فرق کو بھی واضح کیا ہے، یہ کہ تولّی کفر اکبر ہے جبکہ موالات میں سے بعض تو تولّی کے مترادف ہے، جبکہ بعض اس سے کم تر۔ واللہ اعلم۔

علامہ سلیمان العلوان۔ فرج اللہ عنہ۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

وقد حکی غیر واحد من العلماء الاجماع علی أن مظاهرة الکفار علی المسلمین ومعاونتهم بالنفس والمال والذب عنهم بالسنان والبیان: کفر وردة عن الاسلام قال تعالی ﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾

"بہت سارے علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف کافروں سے تعاون کرنا، اپنے مال اور جان سے ان کی مدد و معاونت کرنا اور اسلحے و زبان کے ساتھ ان کا دفاع کرنا کفر اور دین اسلام سے ارتداد ہے۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾

" اور تم میں سے جو انہیں دوست بنائے گا تو بے شک وہ انہی میں سے ہو گا، بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا" (بحوالہ المعلم فی حکم الجاسوس المسلم للشیخ المجاهد أبی یحییٰ اللیبی: ص41)

4۔ 3 رجب 1422ھ کو جزیرۃ العرب ہی کے ایک جید عالم دین شیخ علی بن خضیر الخضیر۔ فک اللہ اسرہ۔ نے ایک فتویٰ صادر کیا جس کا ایک اقتباس یہ ہے "کافروں کی حمایت کے مسئلے پر تفصیلی بحث جزیرۃ عرب کے نجدی علماء نے کی ہے اور اسے کفر، نفاق

اور ارتداد کہا ہے جس سے آدمی ملتِ اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے اور یہی عقیدہ درست ہے جس پر قرآن مجید، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ کرام کا اجماع منعقد ہوا ہے"۔

5۔ 24رجب1422ھ کو شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن السعد نے فتوی دیا جس کا ایک اقتباس یہ ہے "ہر مسلمان کو یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ اللہ کے دوستوں کے خلاف اللہ کے دشمنوں سے کسی بھی قسم کا کوئی تعاون اور مدد نواقض اسلام میں سے ہے اس پر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ اور اہل علم کی واضح نصوص موجود ہیں لہٰذا انسان کو اس بات سے ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں لاشعوری میں اس کا دین سلب نہ کر لیا جائے"۔

6۔ 29رجب1422ھ کو شیخ عبد اللہ بن محمد غنیمان رئیس بقسم الدراسات العلیا بالجامعۃ الاسلامیہ بالمدینہ المنورۃ کے فتوی کا اقتباس "مسلمانوں کے خلاف کافر ملکوں سے تعاون کرنے والا اس فعل کا مرتکب ہوتا ہے جو سورۃ مائدہ اور کتاب اللہ کی دوسری آیات میں بیان ہوا ہے، جس کا فاعل انہی کفار کے زمرے میں شمار ہوتا ہے۔"

7۔ یکم شعبان1422ھ شیخ بشر بن فہد البشر کے فتوی سے اقتباس "اللہ تعالیٰ نے اپنے پورے کلام میں وضاحت سے کہہ دیا ہے کہ کافر ایک دوسرے کے دوست اور مومنین ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں، منافقین کی یہ صفت ہے کہ وہ مومنین کے علاوہ کفار سے بھی موالات رکھتے ہیں. افغانستان پر امریکہ کے حملے میں ان سے کسی قسم کا تعاون کافروں سے موالات کی صورت ہے خواہ یہ تعاون مال، اسلحے، مخبری یا آدمیوں کے ذریعے فراہم کیا جائے، موالات کی یہ صورت کفر وارتداد ہے جس کا حکم افراد کے لئے بھی ہے اور حکومتوں کے لئے بھی ہے۔"

8۔ 28رجب1422ھ کو سعودی عرب کے ایک مشہور عالم دین اور ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ میں "شعبہ عقیدہ" کے سابق چیئرمین ڈاکٹر سفر بن عبد الرحمن الحوالی نے ایک فتوی دیا جس کا اقتباس یہ ہے "مسلمانوں کے خلاف کافروں سے تعاون کرنا، خواہ وہ تعاون کی کوئی صورت ہو، محض اپنے الفاظ سے ہی ان کی حمایت کرنا کفر بواح اور بدترین نفاق ہے یہ نواقض اسلام میں سے ایک صورت ہے اس طرح اس (مسلم) کا عقیدہ ولاء وبراء پر ایمان نہیں رہتا"۔

9۔ افغانستان پر امریکی حملے کے وقت شعبان 1422ھ کو جزیرۃ العرب سے تعلق رکھنے والے ایک مجاہد عالم دین شیخ ناصر بن حمد الفہد۔فک اللہ اسرہ۔نے "التبیان فی کفر من اعان الامریکان" کے نام سے ایک شاندار کتاب تحریر کی، جس کی تائید سماحۃ الشیخ حمود بن عقلاء الشعیبی، فضیلۃ الشیخ سلیمان بن ناصر العلوان اور الشیخ علی بن خضیر الخضیر ایسے چوٹی کے علماء نے کی تھی اور اس کتاب کی تقدیم میں انہوں نے اپنے اپنے تائیدی و تعریفی کلمات بھی تحریر کیے تھے۔ شیخ ناصر کی یہ مایہ ناز کتاب قرآن وحدیث اور اجماع امت کے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ، سلف صالحین کے آثار باہرہ اور تاریخ اسلامی کے صحیح واقعات سے لبریز و مملو ہے۔ الحمد للہ۔ شیخ ناصر الفہد نے اپنی اس کتاب میں شیوخ الارجاء کے باطل شبہات اور ارجائی فکر دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں۔ شیخ امین اللہ پشاوری نے بھی اپنے فتاوی میں اس کتاب کی تعریف کی ہے۔ چنانچہ ہم نے علمائے کرام کے زیادہ تر مذکورہ فتاوٰی جات بھی اسی کتاب سے نقل کیے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دردِ دل سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو اور آپ کے علاوہ دیگر علماء حق اور تمام مسلمان قیدیوں کو کفار و مرتدین کی جیلوں سے جلد رہائی نصیب فرمائے اور تمام کو استقامت نصیب کرے۔ آمین یارب العلمین۔

10۔ افغانستان پر امریکی حملے کے وقت پاکستان کے صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخواہ) کے چوٹی کے چھ سلفی علماء نے متفقہ فتوی جاری کیا جو کہ بعد ازں جماعۃ الدعوۃ کی ہفت روزہ اخبار غزوہ (موجودہ جرار) میں شائع بھی ہوا تھا۔ جس کا ایک اقتباس اور خلاصہ پیش خدمت ہے۔

۱۔ امریکہ کے افغانستان پر حملہ کی صورت میں تمام مسلمانوں پر جہاد فرض ہو چکا ہے۔

۲۔ افغانستان پر حملہ کی صورت میں کسی اسلامی حکومت پر امریکہ کا تعاون اور نصرت وحمایت کرنا حرام ہے۔

۳۔ افغانستان پر حملہ کی صورت میں جو شخص بھی امریکہ کے تعاون و نصرت وحمایت میں مرے گا اس کی موت کفر کی موت ہے۔

۴۔ افغانستان پر حملہ کی صورت میں جو مسلمان امریکہ یا اس کے حمایتیوں کے ہاتھوں مرا وہ شہید ہے۔ اس فتوی پر درج ذیل علمائے کرام کے دستخط موجود ہیں۔

۱۔ شیخ القرآن عبد السلام رستمی حفظہ اللہ
۲۔ مفتی امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ
۳۔ شیخ غلام اللہ رحمتی حفظہ اللہ
۴۔ شیخ عبد العزیز نورستانی حفظہ اللہ
۵۔ شیخ عبد اللہ ہاشمی حفظہ اللہ
۶۔ شیخ سمیع اللہ نجیبی

فضلیۃ الشیخ امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ کا فتویٰ

ونحن نفتی الآن بفضل اللہ وحسن توفیقه: أن من ساعد الأمریکان وأعانهم ودافع عنهم: فهم کفار مثلهم، بل هم أشد کفراً منهم لنفاقهم وارتداد هم عن الاسلام۔ ولأن الأمریکان عمیان، وهولائ عیونهم۔ فتفکر ان کنت غیورا علی دین اللہ تعالیٰ۔ ولا تنظر الی تشکیك المشککین۔ ولسنا متفرد ین فی هذا الفتوی بل کل عالم سلفی أو حنفی یخشی اللہ تعالیٰ فانه یفتی بذالك۔

ہم اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے اب بھی یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ جو کوئی بھی امریکیوں کی مدد و معاونت اور ان کی حمایت کرے گا تو وہ انہی کی طرح کا کافر ہو جائے گا، بلکہ ایسے لوگوں کا کفر اپنے نفاق اور دین اسلام سے مرتد ہو جانے کی بنا پر، ان اصلی کافروں کی نسبت زیادہ شدید اور سخت ہو گا۔ کیونکہ امریکی تو اندھے ہیں اور یہ (ان کے کلمہ گو معاونین) ان کی آنکھیں یعنی جاسوس ہیں۔ اگر تم اللہ کے دین پر غیرت رکھتے ہو تو غور فکر سے کام لو اور شکوک و شبہات پیدا کرنے والوں کے شبہات کی طرف مت دیکھو، نیز ہم یہ فتویٰ دینے میں منفرد اور اکیلے نہیں ہیں بلکہ اللہ سے ڈرنے والا ہر سلفی اور حنفی عالم یہ فتویٰ دیتا ہے۔

(شیخ آخر میں تحریر فرماتے ہیں)

اقول: ویکفی للمسلم الغیور آیة واحدة، والقرآن کتاب غیور، لا یفهمه الا الغیورین علی دین اللہ۔ واذا لم یکن الوقوف والنصرة للکفار الحربین ضد المسلمین و المجاهدین کفرا وردة، فأی شی الکفر والردة حینئذ؟ واذا لم یکن ذلك کفرا، فلا کفر فی الدنیا۔

وقد أعمی اللہ عزوجل أبصار بعض من یدعی العلم بأن ذلك لیس کفرا؟

وأنت أیها القارئ! ان کنت من المؤمنین الصادقین الغیورین علی دین اللہ تعالیٰ، لعلمت أن کفر الناصرین لهؤلائ الکفار کفر بواح لا شك ولا مریة فیه۔ ونسال اللہ عزوجل العفو والعافیة۔

غیر مند مسلمان کے لیے تو ایک آیت ہی کافی ہوتی ہے، کیونکہ قرآن غیرت والی کتاب ہے، اسے صرف وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو اللہ کے دین پر غیرت رکھتے ہیں۔ اگر مجاہدین اور مسلمانوں کے خلاف حربی کافروں کی مدد و نصرت اور ان کی صرف میں کھڑا ہونا کفر و ارتداد نہیں تو پھر کفر و ارتداد کس چیز کا نام ہے؟ اگر یہ کفر نہیں تو پھر دنیا میں کوئی بھی کفر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض علم کے دعویداروں کو اندھا کر دیا ہے، جو کہتے ہیں کہ یہ

کفر نہیں ہے؟ اے قاری! اگر تو سچے مومنین اور اللہ کے دین کی غیرت رکھنے والوں میں سے ہے، تو جان لے ان کافروں کی مدد کرنے والوں کا کفر بلا شک و شبہ کفر بواح ہے۔ ونسال اللہ عزوجل العفو والعافیۃ۔ (فتاوی الدین الخالص: 225-229/9)

شیخ امین اللہ حفظہ اللہ کا یہ جرات مندانہ فتویٰ مفتی مبشر احمد ربانی اور جماعت الدعوۃ کے ہر کارکن کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے! اس کے باوجود اگر کوئی کہتا ہے کہ "کن علماء سے سنا ہے کہ یہ کافر ہیں، کوئی پتہ نہیں" تو پھر ہم ایسے لوگوں کے بارے میں یہی آیت پڑھنا پسند کریں گے:

﴿فانها لا تعمى الابصار ولكن تعمى القلوب التي في الصدور﴾

"بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ اندھے تو وہ دل ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں" (الحج: 46)

ہم نے تو دل جلا کے سرِ بام رکھ دیا
اب جس کے دل میں آئے وہی پائے روشنی

اشکال نمبر 9۔

ابن عباس کے خارجیوں کو سمجھانے کے باوجود 8000 میں سے 2000 بندے واپس آئے اس میں دو تین مسئلے ہیں کہ اکثر تکفیر والے لوگ جہالت کی وجہ سے اس لائن پر چل پڑتے ہیں دوسرا علماء کا کام ہے ان کی جہالت کا ازالہ کریں۔ تیسرا مسئلہ یہ بھی سمجھ آتا ہے کہ جس کے اندر تکفیری جراثیم داخل ہو جاتے ہیں وہ نکالنے بڑے مشکل ہوتے ہیں آج بھی ایسے لوگ ہیں کئی دفعہ ان کو بڑے قرآن و سنت کے دلائل پیش کرو۔ پھر بھی وہ سیدھی طرح ماننے کو تیار نہیں ہوتے اور خود انہیں قرآن و حدیث پڑھنی آ نہیں رہی ہوتی۔ یہ انتہائی مہلک مرض ہے۔

ازالہ:

یہی لوگ جب بریلویوں اور دوسرے مسلک کے لوگوں سے بحث و مناظرہ کرتے ہیں تو ان کو یہی نقطہ اپنی خوبی سمجھتے ہوئے بتاتے ہیں کہ تمہارا کوئی آدمی ہمارے پاس آجائے تو واپس نہیں جاتا.......!

سیرت اور تاریخ سے بھی ہمیں یہی چیز ملتی ہے کہ حق کے جراثیم اگر داخل ہو جائیں تو مشکل سے ہی نکلتے ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری میں ابوسفیان سے ہرقل کا پوچھنا کہ کوئی ان مسلمانوں میں جا کر واپس تو نہیں آتا تو ابوسفیان نے کہا کہ نہیں تو ہرقل نے کہا کہ ایمان ایسے ہی ہوتا ہے اسی طرح صلح حدیبیہ پر بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ "جو ہمیں چھوڑ کر اِن مشرکین کی طرف بھاگا تو اللہ تعالیٰ نے اُسے دور (یابرباد) کر دیا"۔(صحیح مسلم، باب صلح الحدیبیہ 2/105)

خارجیوں کے تو 8000 میں سے 2000 کا بدل جانا تو بہت بڑی کامیابی ہے کہ واقعی خارجیوں کے پاس دلائل نہیں تھے تبھی تو 2000 بدل گئے باقی 6000 تو اتنی تو عام فی صد ہوتی ہے جو حق نہیں مانتی یا شیطان اعمال کو مزین کر دیتا ہے۔ ورنہ رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کو دعوت دی دیکھ لیں کتنے بدلے۔

پس خارجیوں کے 8000 میں سے 2000 بدل جانا ان کے پاس دلیل نہ ہونے کی وجہ سے ہے جبکہ تکفیریوں (اصل میں موحدین و مجاہدین) کے 8000 میں سے 800 بھی آپ نہ بدل سکیں گے۔ ان شاء اللہ، ورنہ آپکی جماعت سے تو روزانہ حق جاننے کے بعد لوگ چھوڑ رہے ہیں سوائے پیٹ کے پُجاریوں کے۔

جہاں تک ان کو قرآن و حدیث پڑھنا نہ آنے والی بات ہے تو وہ تو جن باتوں پر عمل کرتے ہیں ان کا حکم آپ کے معیار والے علماء ہی بتاتے ہیں پیچھے نمبر 5 پر دیکھ سکتے ہیں۔ ارجاء بھی انتہائی مہلک مرض ہے۔ کتاب کے شروع میں سلف کے اقوال دیکھ سکتے ہیں۔

اشکال نمبر 10

تکفیر کی شرائط پوری کرنا، اتمامِ حجت کرنا علماء کا کام ہے انکو حق حاصل ہے۔ وہ کریں۔

ازالہ:

طالبان یا القاعدہ کے مجاہدین نے کب کہا ہے کہ تکفیر کی شرائط پوری کرنا، موانع دور کرنا اور اتمامِ حجت کرنا عام لوگوں یا طلباء کا کام ہے۔ وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ علماء کا کام ہے، البتہ وہ اتنا ضرور کہتے ہیں کہ یہ علمائے حق کا کام ہے نہ کہ مفاد پرست علمائے سوء و علماء سلطان کا جو کہ اپنے دنیوی مفادات کے لیے طاغوتی اور قبر پرست حکمرانوں کی چوکھٹوں پر کورنش بجالاتے ہیں .... ایسے درباری و سرکاری علماء سے ہمارے سلف صالحین نے خبردار رہنے کی نصیحت کی ہے.......!!!۔

فتنۂ ملتِ بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطین کا پرستار کرے

مرحاً لأصحاب الفضيلة أهل البطون المستطيلة
أللّاعقون لكلّ مائدة و تلك هي الحصيلة

"ہلاکت ہو ان اصحاب فضلیت "فضیلۃ الشیخ" پر جن کے پیٹ بہت لمبے ہیں، جو ہر دستر خوان کو چاٹتے پھرتے ہیں اور یہی ان کا مقصود زندگی ہے"۔

الخائنين لدينهم شاهت وجوههم العميلة
مرحاً لهم فهموا مطيّات مسخّرة هزيلة

"اپنے دین سے خیانت کرنے والے، ان کے کاروباری ایجنٹ چہرے رسوا ہوں اور ان کے لیے بربادی ہو، یہی مسخر شدہ سواریاں ہیں"۔

يستاقها السّلطان تبنح خلفه تحي ذيوله
و تعيش تلعق راحتيه اذا رأته وتنحني له

"جن کو حکمران چلاتا ہے، یہ اس کے پیچھے بھونکتے اپنی دم ہلاتے ہیں اور اس کے چوتڑ چاٹ کر زندگی گزارتے ہیں، جب اس کو دیکھتے ہیں تو جھک جاتے ہیں"۔

البتہ عام لوگوں کیلئے یہ حکم ہے کہ جب علماءِ حق دلائل سے کسی کی تکفیر کر دیں تو اُس کو کافر جاننا اور کافر جیسا تعامل کرنا چاہیے۔

سوال وجواب کی نشست

سوال نمبر 1۔

مفتی صاحب سے سوال ہوا کہ اگر کوئی کلمہ گو فرد یا حکومت کفار کی صفوں میں داخل ہو جائیں تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے اور اس بارے میں سلف کا منہج کیا ہے؟ جواب دیا کہ کفار کی صفوں میں داخل ہونے کا مطلب بھی واضح ہونا چاہئے۔ اس میں دو چیزیں مجھے سمجھ میں آتی ہیں۔(۱) جب مسلمانوں اور کافروں کی میدان جنگ میں لڑائی ہو تو بعض اسلام کا نام لینے والے کافروں کی طرف سے ان کے حلیف یا حمایتی بن کر مسلمانوں کے خلاف لڑیں۔(۲) ایک وہ لوگ ہیں جو کفار کی صفوں میں کس طرح داخل ہوئے۔نام اسلام کا لیتے ہیں لیکن دنیا کے مفاد یا ڈالر کے لالچ، پیسے کے لالچ میں آکر وہ کافروں کا کئی مقامات پر ساتھ دیتے ہیں۔

ان میں حکم میں فرق ہو گا۔ اگر ایسے لوگ ہیں خواہ افراد یا گورنمنٹ کے لوگ ہیں جو کفر کے ساتھ معاونت ان کی کرتے ہیں دنیا کے لالچ میں آکر تو وہ گمراہ ضرور ہیں ظالم ضرور ہیں وہ کافر نہیں ہیں لیکن اگر مسلمانوں کی کافروں سے جنگ ہو میدان جہاد اور قتال قائم ہو اور کافروں کا حلیف بن کر ان کی طرف سے آکر مسلمانوں کے خلاف لڑے تو پھر اس کا حکم بھی وہی ہے جو کفار کا ہے۔

ازالہ۔

یہی وہ اہم سوال ہے جس پر مفتی صاحب کی ''بولتی'' بند ہو جاتی ہے اور وہ'' اونگیاں بونگیاں'' مارنا شروع کر دیتے ہیں۔ کوئی بھی دیانت سے اوپر کا جواب پڑھے جس میں دو علیحدہ صورتیں بتائیں گئی ہیں اور ایک صورت میں کافر اور دوسری میں مسلمان کہا گیا ہے۔ حکم لگانے میں دونوں میں جتنا بڑا فرق ہے اس کی علت یا وجہ اتنی ہی مبہم اور غیر واضح ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ کافر ہونے کی علت واضح بتا دیتے تو ان کے ہاتھی کے کھانے والے دانت ٹوٹ جاتے یا دکھانے والے، مثلاً دونوں مذکورہ صورتوں میں کفار کی صفوں میں داخل ہوا گیا ہے مگر دوسری میں یہ بتایا گیا ہے کہ داخل ہونے کی وجہ دنیاوی لالچ ہے اسی بناء پر پہلی کا حکم دوسری سے علیحدہ رکھا گیا ہے، بظاہر ایسا ہی لگتا ہے کہ فرق دنیاوی لالچ کا ہے مگر کمال مکاری سے اس کو بتا بھی رہے ہیں اور مبہم بھی رکھنا چاہتے ہیں، پس انہوں نے یہ علت واضح نہیں بتائی کہ جو تنخواہ اور پیسے کے لئے کافروں کی صفوں میں گھسے وہ کافر نہیں ہے،

کیونکہ اس طرح انڈیا اور کشمیر کے تمام کلمہ گو فوجی اور سپاہی اور حکمران عمر عبداللہ وغیرہ بھی اس سے محفوظ ہو جاتے، تو ان کو مارنے کے نام پر جو یہ فنڈ اکھٹا کرتے ہیں، اُس کا کیا بنتا؟ اس لیے انہوں نے جان بوجھ کر علت کو الجھا کر بیان کیا ہے۔ میرا یہ چیلنج ہے کہ مفتی صاحب کافر ہونے کی جو مرضی علت بیان کر لیں لیکن علت واضح بیان کریں۔ پھر اس علت کے مطابق یہ حامد کرزئی، عمر عبداللہ، دوسرے کلمہ گو فوجی جو کفار کے ملکوں میں یا Nato کے تحت افغانستان میں لڑ رہے ہیں کو تو کافر قرار دے دیں، لیکن اپنے حکمرانوں کو بچا لیں! کیا یہ ایسا کر سکیں گے؟ کبھی بھی نہیں کر سکیں گے۔ مثلاً اگر یہ کہیں کہ تنخواہ اور پیسے کے لالچ سے کافروں کی صفوں میں گھسنے سے کافر نہیں ہوتا، تو پھر تمام کلمہ گو فوجی تنخواہ اور پیسے کے لالچ کے لئے ہی نوکری کرتے ہیں۔ اور اگر آپ یہ کہیں کہ باقاعدہ ان کا میدان جنگ میں لڑ کر ساتھ دیں تو وہ تو آپ کے حکمران بھی ایسا ہی کر رہے ہیں، بلکہ وہ تو امریکہ کو کہتے ہیں تم تھک گئے ہو اب تم آرام کرو ہم تمہاری جگہ ان کو مارتے ہیں.......!!! قارئین کرام! یہ سوال ایسا ہے کہ جب بھی انکی جماعت کے علماء و مفتیان سے ہوا تو انہوں نے جواب نہیں دیا، یا پھر مفتی صاحب کی طرح "اونگیاں بونگیاں" مارنا شروع کر دیں۔ مال کے لالچ کے لئے کافروں کی صفوں میں گھسنے سے کافر ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ ہم نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ والے سوال میں واضح کر دیا ہے اس کی طرف مراجعت فرمالیں۔ اسی طرح اس کے بعد آنے والا سوال نمبر 3 دیکھیں۔

اشکال نمبر 2۔

جہاد کی اقسام کے سوال کے جواب میں کہا کہ جب کسی بھی خطے پر دشمن حملہ کر دے تو ایمان کے بعد جو سب سے بڑا فریضہ ہوتا ہے وہ دشمن کو وہاں سے نکالنا ہے ابن تیمیہ نے فتاویٰ الکبریٰ کی 5 نمبر جلد کتاب الجہاد میں 611 یا 612 صفحہ پر یہ بحث لکھی ہے تو اس وقت پھر کوئی شرط ہی نہیں ہے نہ والدین سے اجازت کی، نہ کسی حکمران سے پوچھنے کی۔ جب حملہ ہو جائے تو ہر مسلمان پر حسب استطاعت حصہ لینا چاہئے اور اتنی دیر تک آرام سے نہیں بیٹھنا چاہئے۔ جب تک دشمن کو اس خطے سے نکال نہیں دیتا۔

ازالہ۔

"لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا"

جب ہاتھی کھانا کھا رہا ہو تو کوئی اسکا فوٹو کھینچ لے اور اسکے کھانے والے دانت لوگوں کو دکھادے، تاکہ لوگ اسکے دکھانے والے دانتوں سے دھوکا نہ کھا سکیں....... یہی کام ہم نے کیا ہے مفتی صاحب یہ جواب کشمیر کے پس منظر میں دے رہے تھے، جس کے نام پر وہ فنڈ کھاتے ہیں۔ ہم نے وہ تصویر کھینچ لی ہے اور اس سے انکے دوسرے دکھانے والے دانتوں کو غلط ثابت کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا مظلوم قبائلی مجاہدین جن پر ہر روز امریکہ اور اُس کے اتحادی ڈرون حملے اور بمباریاں کر رہے ہیں، امریکہ کے خلاف دفاعی جہاد نہیں کر رہے تھے اور اپنے مہاجر مجاہد بھائیوں کی نصرت نہیں کر رہے تھے.......؟؟؟ جو کہ مفتی صاحب کے اوپر والے فتوی کے مطابق ایمان کے بعد پہلا فرض ہے۔ اور اسکے لئے حکمران کی بھی شرط نہیں جس طرح نماز پڑھنے کے لئے حکمران کی شرط نہیں۔ اب مفتی صاحب سے سوال یہ ہے کہ مرکز القادسیہ یا مرکز طیبہ مرید کے میں لوگ جمعہ یا کوئی دوسری نماز پڑھنے لگیں اور حکومت کہے کہ جس نے نماز پڑھی تو فوج بمباری کر دے گی اور خالی دھمکی نہ دے بلکہ سچ مچ بمباری کر دے تو اس وقت آپ کیا فتویٰ دیں گے.......؟ کہ چونکہ یہ امریکہ سے ڈالر کے لالچ میں قادسیہ میں نمازیوں پر بمباری کر رہے ہیں اس لئے یہ مسلمان ہیں.......!!! سچ فرمایا ہے مجاہد امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے:۔

هل أفسد الدين الا الملوك

و أحبار سوء و رهبانها

"دین کو صرف بادشاہوں، علماء سو اور درباری ملّاؤں نے برباد کیا ہے"

اشکال نمبر 3۔

مفتی صاحب سے سوال ہوا کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ لالچ یا ڈر کی وجہ سے کفار کی صفوں میں داخل ہو تو اس کے خلاف جہاد نہ ہو گا؟ اس کی دلیل دیتے ہوئے کہا: اس کی بخاری میں حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے۔ یہاں پر محدثین نے جو بحث لکھی ہے۔ امام قرطبی کی تفسیر الجامع لاحکام القران اور امام ابو بکر ابن العربی کی تفسیر احکام القران اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حاطب نے یہ عذر پیش کیا کہ میں نے یہ کفر کو پسند کر کے یا دین سے مرتد ہو کر یہ کام نہیں کیا۔ پس رشتہ دار وغیرہ، دنیا کے لئے جاسوسی کرے تو ایسا شخص کافر نہیں ہوتا۔ پس قتال بھی نہیں ہو گا۔ کافر تب ہو گا جب وہ مرتد ہو کر یا کفر کو پسند کر کے اسلام کو چھوڑ کر نکلے تو کافر ہو گا۔

ازالہ۔

مفتی صاحب نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ والی یہ حدیث جو ان حکمرانوں کے خلاف جہاد میں مانع بنائی ہے تو ایک مبتدی بھی جانتا ہے کہ یہ قیاس مع الفارق ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ بد معاش حکمرانوں کا دفاع کرنے والے اور مجاہدین کو خارجی اور تکفیری کہنے والے مرجئۃ العصر و شیوخ الارجاء دلیل کچھ دیتے ہیں اور ثابت کچھ اور کرتے ہیں.......!

ہم مفتی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اگر حاطب رضی اللہ عنہ بدری نہ ہوتے اور ان کا خط وہاں پہنچ جاتا، پھر مکہ والے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو کہتے کہ تم ان صحابہ کو کھلے عام قتل کرنا شروع کردو۔ ان کو پکڑ کر ہمارے حوالے کرنا شروع کردو اور وہ (نعوذ باللہ) ایسا ہی کرنے لگتے جیسا کہ موجودہ حکمران کر رہے ہیں تو پھر بتایئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حکم لگاتے؟ کیا جماعۃ الدعوۃ کا کوئی عالم اس پر فتویٰ دے گا تا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے؟ بینوا توجروا

الف۔ کیا سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی مراسلت اور موجودہ حکمرانوں کی جاسوسی ایک جیسی ہے؟

ہم اس مسئلے کی وضاحت ایک مثال کے ساتھ کرتے ہیں۔ مثلاً اگر ایک آدمی مجاہدین کے درمیان صرف رہتا ہی اس لیے ہے کہ وہ ان کی جاسوسی کرے، ان کی نقل و حرکت، ان کے خفیہ راز اور خبریں کافروں تک پہنچائے۔ چنانچہ مجاہدین کے درمیان رہتے ہوئے جب اسے پتہ چلتا ہے مجاہدین اپنی جگہ تبدیل کرنے لگیں ہیں یا مجاہدین ایک شہر سے دوسرے شہر یا ایک مرکز سے دوسرے مرکز میں منتقل ہو رہے ہیں۔ یا وہ فلاں وقت فلاں راستے سے گزرنے والے ہیں تو وہ جلدی سے ان کی خبر کافروں تک پہنچا دیتا ہے۔ تا کہ وہ راستے میں گھات لگا کر بیٹھ جائیں اور مجاہدین میں سے جسے چاہیں قتل کر دیں اور جسے چاہیں قیدی بنا لیں۔ بلا شک و شبہ مجاہدین کے خلاف کافروں سے تعاون و مدد اور ان کے لیے جاسوسی کی یہ واضح اور قطعی صورت ہے۔ یہی بالاتفاق کفر اور نواقض اسلام میں سے ہے۔

جب کہ اس کے مقابلے میں ایک ایسا شخص جس نے اللہ کے دین کے لیے اپنے اہل و عیال کو چھوڑا ہو، دین کا سچا مددگار اور مخلص مجاہد ہو، پس جب اُسے پتہ چلتا ہے کہ مجاہدین کافروں کی کسی چوکی یا مرکز پر حملہ کرنے والے ہیں اور اس مرکز میں اس کا کوئی قریبی رشتہ دار یا باپ اور بھائی وغیرہ رہتا ہو تو وہ کافروں کو خط لکھ کر مطلع کر دے کہ اپنے اس مرکز سے نکل جاؤ۔ مجاہدین ایسے لشکر کے ساتھ تم پر حملہ کرنے والے ہیں جس کا تم مقابلہ نہیں کر سکو گے۔ قارئین! آپ خود انصاف سے بتائیں کہ درج بالا دونوں

صورتوں میں کوئی فرق پایا جاتا ہے؟ یقیناً ان دونوں صورتوں میں بڑا واضح فرق ہے۔ دوسری صورت میں تعاون، مدد اور نصرت مبہم اور غیر واضح ہے اور اس کا کفر ہونا محتمل ہے۔ ہم مفتی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا حاطب رضی اللہ عنہ کا فعل پہلی صورت سے تعلق رکھتا ہے یا کہ دوسری صورت سے؟ اور موجودہ پیشہ ور جواسیس کی جاسوسی پہلی صورت سے تعلق رکھتی ہے یا کہ دوسری صورت سے؟ بلاشبہ ہر انصاف پسند شخص یہی کہے گا کہ موجودہ حکمران اور پیشہ ور جاسوس جو جاسوسی کر رہے ہیں وہ پہلی صورت سے تعلق رکھتی ہے جو کہ تعاون اور مدد کی واضح صورت بنتی ہے اور جس کے نتیجے میں مسلمانوں کا قتل اور قید ہونا مترتب ہوتا ہے اور یہی صورت بالاتفاق کفر وارتداد اور نواقضِ اسلام میں سے ہے، بخلاف دوسری صورت کے جس کا کفر ہونا محتمل[6] اور غیر واضح ہے۔

اور اس کے محتمل ہونے کی وجہ سے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ سے ان کے اس فعل کا مقصد اور سبب دریافت کیا تھا۔ وگرنہ صریح کفریہ عمل کے مرتکب سے اس کے مقصد کے متعلق نہیں پوچھا جاتا۔ فتنبه لذلك!
تفصیل کے دیکھئے شیخ ابو یحیٰ اللیبی حفظہ اللہ کی مایہ ناز کتاب "المعلم فی حکم الجاسوس المسلم ص58"

اس مسئلے کو ایک دوسری مثال کے ساتھ یوں سمجھا جاسکتا ہے:
مثلاً

(1) جب کافر مسلمان مجاہدین کو مطلوب (wanted) ہوں، اس وقت جاسوسی کرنا۔
(2) جب مسلمان مجاہدین کافروں کو مطلوب (wanted) ہوں اس وقت جاسوسی کرنا۔

ان دونوں صورتوں کا موازنہ کرنے کے بعد ہر عقل مند کہے گا کہ دوسری صورت جس میں مجاہدین کافروں کو مطلوب (wanted) ہوں، زیادہ خطرناک اور نقصان دہ ہے۔ بلاشبہ موجودہ حکمرانوں کی جاسوسی بھی اسی صورت سے مشابہت رکھتی ہے۔

---

6 مثلاً بت کو سجدہ کرنے والے شخص کو اس کا یہ کہنا ہرگز فائدہ نہیں دیتا کہ میں نے کفر کے ارادے سے بت کو سجدہ نہیں کیا، اس لیے کہ بت کو سجدہ کرنا بذات خود کفر ہے، خواہ اس کو کفر کے لیے کرے یا کفر کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے کرے۔ اسی طرح شریعت کا مذاق اڑانے اور دین کے ساتھ استہزاء کرنے والے شخص کو اس کا یہ کہنا ہرگز فائدہ نہیں دیتا کہ اس نے کفر کے ارادے، یا کفر سے راضی ہو کر، یا مرتد ہو کر شریعت کا مذاق نہیں اڑایا، اس لیے کہ شریعت کا مذاق اڑانا بذات خود کفر ہے۔ اسی لیے بعض استہزاء کرنے والوں میں جب یہ عذر پیش کیا کہ وہ تو محض ہنسی اور دل لگی کر رہے تھے، تو اللہ تعالیٰ ان کے اس عذر کو ناقابل اعتبار قرار دیا اور ان پر کفر کا حکم لاگو کرنے میں ان کے اس عذر کو مانع نہیں بنایا۔ پس ثابت ہو کہ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کا یہ فعل کفر ہونے میں قطعی اور صریح نہ تھا، اسی لیے ان سے اس فعل کی تفصیل اور وضاحت طلب کی گئی اور ان کا مقصد پوچھا گیا، لیکن مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کی مدد و نصرت اور ان سے تعاون کرنا صریح کفر ہے، اس میں استفسال اور استفسار کی ضرورت ہے اور نہ ہی سبب دریافت کرنے کی۔

جب کہ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کا فعل پہلی صورت سے مشابہت رکھتا ہے، کیونکہ اس وقت مسلمان کافروں کو مطلوب (wanted) نہ تھے، بلکہ مشرکین مکہ مسلمانوں کو مطلوب (wanted) تھے۔فتدبر فانه مهم۔

تفصیل کے لیے دیکھئے علامہ ابو عزیز عبد الالہ یوسف الجزائری کی مایہ ناز کتاب ''الافراك'' کا باب ''دحر المعتضد بقصة حاطب في عدم تكفير الجاسوس المخاطب''

ب۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ حاطب رضی اللہ عنہ کی مشرکین مکہ کو مراسلت اور لشکر کشی کی اطلاع کیا کفر ہے یا کہ کفر سے کم کبیرہ گناہ ہے۔ اگر ان کا یہ فعل کفر سے کم کبیرہ گناہ ہے اور زیادہ راجح بھی یہی معلوم ہوتا ہے [7] کیونکہ اس میں مسلمانوں کے خلاف تعاون اور مدد کی کوئی واضح صورت موجود نہیں تھی جو کہ کفر ہے، اسی لیے کئی علماء کے نزدیک سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کا یہ فعل جاسوسی نہیں بنتا بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک راز کا افشاء تھا جو کہ ان کے بدری ہونے کی وجہ سے معاف کر دیا گیا۔ تو اس صورت میں یہ مسئلہ زیر بحث موضوع سے ہی باہر ہو جاتا ہے کیونکہ ہمارا موضوع مسلمانوں کے مقابلے میں کفار سے تولّی اور نصرت ہے، جو کہ علماء کے اجماع کے مطابق کفر اور نواقض اسلام میں سے ہے۔

اور اگر ان کا یہ فعل تولّی یا موالاتِ کبریٰ اور نواقضِ اسلام کے زمرے میں آتا ہے، یعنی کفر ہے تو پھر اس سے بڑھ کر تعاون کی جو بھی صورت ہو گی وہ بالاولیٰ کفر ہو گی .... لیکن حاطب رضی اللہ عنہ اپنے اس فعل میں متاوّل تھے، اِس لیے اُن پر کفر کا حکم نہیں لگا، کیونکہ معتبر تاویل بھی کفر کا حکم منطبق ہونے میں ایک مانع ہوا کرتی ہے۔

حافظ ابن حجر اور علامہ مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں:

''وعذر حاطب ما ذكره فانه صنع ذلك متأولا أن لا ضرر فيه''

[7] یاد رہے کہ: سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے فعل کو کفر نہ کہنے سے یہ قطعاً لازم نہیں آتا کہ مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں سے تعاون کفر نہیں ہے۔ نامور سلفی عالم شیخ علوی بن عبد القادر السقاف '' المشرف العام على موقع الدرر السنية'' حاطب رضی اللہ عنہ کے قصّے کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: '' اِس بات کو اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ اہلِ سنت کے کسی بھی عالم نے یہ نہیں کہا کہ حاطب رضی اللہ عنہ کافر ہو گئے تھے یا اُن سے صادر ہونے والا فعل موالات یا گناہ کے زمرے میں نہیں آتا، یا مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں سے تعاون کرنا کفر نہیں ہے لہٰذا جب تمام اِس بات پر متفق ہیں تو پھر کسی کو اختلاف اور شر کی کوئی نئی قسم ایجاد نہیں کرنی چاہیے۔'' (دیکھیے: مسئلہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ: www.dorar.net)

"حاطب رضی اللہ عنہ اپنے اِس فعل میں متاوّل تھے، اُن کا خیال تھا کہ اس مراسلت سے مسلمانوں کو کوئی ضرر و نقصان نہیں ہو گا، اِسی لیے اُن کے عذر کو قبول کر لیا گیا۔"(فتح الباری : 8/634 و تحفۃ الأحوذی : 9/142، طبع دارالکتب العلمیہ)

قارئین کرام! اب ہم آپ کے سامنے حاطب رضی اللہ عنہ کے خط کا متن نقل کرتے ہیں جسے حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری 7/521 باب غزوۃ الفتح میں ذکر کیا ہے۔

"أما بعد! یا معشر قریش فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاء کم بجیش کاللیل، یسیر کالسیل، فواللہ لوجاء کم وحدہ لنصرہ اللہ وأنجزلہ وعدہ۔ فانظروا لأنفسکم والسلام"

"اَمابعد! اے قریش کے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ راتوں جیسا (ناقابلِ تسخیر) لشکر لے کر تمہاری طرف آرہے ہیں جو آندھی اور طوفان بن کر تم پر چھا جائے گا۔ اللہ کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا بھی تمہاری طرف نکل پڑیں تو اللہ ضرور ان کی مدد کرے گا اور اللہ (اپنے نبی کو فتح سے ہمکنار کر کے) اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔ لہٰذا تم اپنی خبر لے لو! والسلام (نیز دیکھیے:الروض الانف 4/151،نیل الاوطار : 2/1694 بتحقیق خلیل مامون شیحا)

اگر کوئی انصاف پسند اور عقل مند اس خط کو پڑھے تو معلوم ہو گا کہ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی مدد پر کتنا یقین رکھتے تھے۔ وہ کتنے راسخ الایمان تھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان سے سچی محبت رکھنے والے تھے۔ اسلام اور اہل اسلام کو دھوکہ دینے والے تھے نہ ہی ان کی شکست کے متمنی تھے کجا یہ کہ وہ اس کے لیے دوڑ دھوپ کرتے۔ مشرکین کے دلوں میں رعب ڈالنے والے تھے، وہ اپنے جسم و جان اور دل سے اسلام اور اہلِ اسلام سے الگ ہوئے اور نہ ہی کافروں کے لشکر میں شامل ہوئے تھے۔ اُن کا خط تو ایمان اور اللہ کی مدد پر یقین کے ساتھ چند سطروں پر مشتمل تھا، جس سے ان کو یقین تھا کہ اس سے مسلمانوں کو ہرگز کوئی ضرر و نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں چند عظیم آیات نازل فرمائیں کہ جن میں اتنی سخت وعید ہے کہ ان کو پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ یقینا اپنے دل میں مشرکین سے نفرت اور عداوت رکھتے تھے، لیکن اس کے باوجود ان کے اس فعل کو مشرکین سے مودّت سے تعبیر کیا ہے.! ارشاد فرمایا: "تلقون الیھم بالمودۃ" اور فرمایا: "تسرون الیھم بالمودۃ"

ہم مفتی مبشر احمد ربانی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا مسلمانوں کی جاسوسی کرنے والے موجودہ حکمرانوں اور جاسوسوں کو بھی سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی طرح یہ یقین ہوتا ہے کہ ہماری اس جاسوسی سے مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں ہو گا.؟ بلکہ یہ تو جاسوسی کرتے ہی اس لیے تاکہ یہ مسلمانوں کو نقصان پہنچا سکیں یا انہیں قتل یا قید کرا سکیں.......!

کیا سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے اس فعل کہ جس میں مسلمانوں کا کوئی نقصان نہیں ہوا تھا، کو موجودہ حکمرانوں کی جاسوسی کے ساتھ ملایا جا سکتا ہے کہ جن کی جاسوسی کے نتیجے میں مسلمان قتل اور گرفتار ہوتے ہیں؟ اور بچوں، عورتوں، بوڑھوں، مدرسوں اور مسجدوں پر ڈرون حملے اور بمباریاں ہوتی ہیں جو کہ جاسوسی کے ساتھ ساتھ کئی مقامات پر کافروں کے ساتھ عملاً شریک بھی ہوتے ہیں اور مجاہدین اسلام کو پکڑ پکڑ کر کافروں کے حوالے بھی کرتے ہیں.......؟

الغرض موجودہ حکمرانوں کی جاسوسی اور سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی جاسوسی میں بہت زیادہ فرق پائے جاتے ہیں مثلاً

1۔ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کا بدر اور حدیبیہ میں شریک ہونا اور اہل بدر کو اللہ تعالیٰ کا معاف فرما دینا جبکہ موجودہ حکمرانوں کو یہ شرف کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ ....!

2۔ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خیر خواہ اور وفادار تھے جبکہ موجودہ حکمران مسلمانوں کے دشمن اور غدار ہیں.......!

3۔ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ سے یہ فعل صرف ایک مرتبہ سرزد ہوا تھا جبکہ موجودہ حکمران ڈھٹائی کے ساتھ یہ کام بار بار کرتے ہیں.......!

4۔ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ نے اس فعل کو اپنا پیشہ اور عادت نہیں بنایا تھا جبکہ موجودہ حکمرانوں نے ڈالروں کے بدلے مسلمانوں کی جاسوسی کو اپنا پیشہ اور کاروبار بنالیا ہے.......!

5۔ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ نے سچ بولا تھا جبکہ موجودہ حکمران جھوٹے اور کذاب ہیں.......!

6۔ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی بذریعہ وحی تصدیق ہو گئی تھی جبکہ موجودہ حکمرانوں کی تصدیق نہیں ہو سکتی کیونکہ وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے.......!

7۔ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ اس فعل میں متأول تھے جبکہ موجودہ حکمران اعلانیہ، فخریہ اور قصداً مسلمانوں سے ان کے دین پر عمل کرنے کی وجہ سے برسرپیکار ہیں.......!

8۔ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ مشرکینِ مکہ کے فرنٹ لائن اتحادی نہیں تھے جبکہ موجودہ حکمران حربی کافروں کے فرنٹ لائن اتحادی ہیں.......!

9۔ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں عملاً شریک نہیں ہوئے تھے جبکہ موجودہ حکمران مسلمانوں کے خلاف جنگ میں عملاً شریک ہیں اور شاہ سے بڑھ کر شاہ کے وفادار بنے ہوئے ہیں.!

10۔ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر مشرکین مکہ کے حوالے نہیں کیا تھا جبکہ موجودہ حکمران چند ناپاک ڈالروں کی عوض مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر کافروں کے حوالے کرتے ہیں.......!

11۔ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی جاسوسی کے نتیجے میں ایک مسلمان بھی قتل یا قید نہیں ہوا تھا جبکہ موجودہ حکمران جاسوسی کرتے ہی مسلمانوں کو قتل یا قید کروانے کے لیے ہیں.......!

12۔ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کفار و مشرکین سے جہاد کرتے تھے جبکہ موجودہ حکمرانوں کی نظر میں جہاد جرم اور مجاہدین مجرم بن چکے ہیں.......!

13۔ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پختہ یقین تھا کہ اس کے عمل سے اسلام اور مسلمانوں کو ہرگز نقصان نہیں پہنچے گا جبکہ موجودہ حکمرانوں کی جاسوسی کا مقصد ہی مسلمانوں کو نقصان پہنچانا ہوتا ہے.......!

14۔ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ موحد تھے جبکہ موجودہ حکمران رافضی، قبر پرست اور مشرکانہ عقائد و نظریات رکھتے ہیں.......!

لہٰذا مفتی صاحب کا موجودہ حکمرانوں کی جاسوسی کو سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی جاسوسی پر قیاس کرنا "قیاس مع وجود فوارق کثیرۃ" یعنی انتہائی بھونڈا، فاسد اور باطل قیاس ہے۔ یہ قیاس وہی شخص کرے گا جو ایمانی بصیرت سے محروم ہو چکا ہو، جسے نہ تو اولیاء الرحمن کی پہچان ہے اور نہ ہی اولیاء الشیطان کی۔ بقول شاعر ؎

واللہ ما استویا ولن یتشابہا

حتی تشیب مفارق الغربان

" اللہ کی قسم !نہ تو یہ ایک دوسرے کے برابر ہو سکتے ہیں نہ ہی ایک دوسرے کے مشابہ، یہاں تک کہ کوّے کے سر میں بالوں کی مانگ سفید ہو جائے"

ج۔ حاطب رضی اللہ عنہ خود بھی مسلمانوں کی جاسوسی کرنے کو کفر وارتداد سمجھتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر انہوں نے اپنے متعلق فرمایا:

"لم أفعله کفرا ولا ارتداداً عن دینی، ولا رضا بالکفر بعد الاسلام" (البخاری رقم: 4890، و مسلم: 6351)

"میں نے یہ کام کفر اور اپنے دین سے مرتد ہو کر نہیں کیا اور نہ اسلام کے بعد کفر سے راضی ہو کر کیا ہے"

ایک روایت میں ہے: "لاتعجل واللہ ماکفرت ولاازددت للاسلام الاحباً" (البخاری:رقم 3081)

"میرے بارے میں جلدی مت کیجئے! اللہ کی قسم میں نے کفر نہیں کیا، بلکہ اسلام کے لیے میری محبت اور زیادہ ہو گئی ہے"

ایک اور روایت میں ہے: "أما انی لم أفعله غشاً لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا نفاقا، قد علمت أن اللہ مظهر رسوله" (مسند ابی یعلی الموصلی رقم: 2261)

"میں نے یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ دیتے ہوئے نہیں کیا اور نہ ہی نفاق کی وجہ سے کیا ہے، مجھے علم ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو غالب کرے گا"۔

ایک اور روایت میں ہے: "واللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! ما کتبتہ ارتداداً عن دینی" (مسند ابی یعلی الموصلی رقم: 394)

"اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے دین دے مرتد ہو کر یہ (خط) نہیں لکھا"۔

بنابریں اگر یہ فعل کفر وارتداد نہ ہوتا اور زنا، چوری، شراب نوشی اور قذف وغیرہ ایسے عام کبیرہ گناہوں جیسا ہوتا تو ان کا یہ کہنا کوئی معقول معنیٰ نہ رکھتا۔ مثلاً کوئی شخص مذکورہ گناہ کرنے کے بعد یہ نہیں کہتا کہ میں نے یہ گناہ کفر وارتداد کی وجہ سے نہیں کیے، کیونکہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ ان گناہوں کا مرتکب کافر نہیں ہوتا، جیسا کہ اہل سنت کا مذہب ہے۔ پس جو چیز افہام واذہان اور واقع میں موجود ہی نہیں تو اس کی نفی کرنے کی ضرورت ہے نہ کوئی فائدہ! نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور باقی صحابہ کرام کے نزدیک بھی یہ فعل کفر وارتداد ہی تھا۔ اسی لیے عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''مجھے اجازت دیجیے میں اس منافق کی گردن اڑادوں''، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب رضی اللہ عنہ کے دلی طور پر مومن ہونے اور بدری صحابی ہونے کی وجہ سے من جانب اللہ مغفرت کی گواہی دے دی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب رضی اللہ عنہ کے نیک نیت اور سچا ہونے کی شہادت خود دے دی تھی۔ آپ نے اُن کا جواب سن کر فرمایا ''حاطب رضی اللہ عنہ نے تم سے جو کہا ہے سچ کہا ہے'' آپ نے یہ بات بذریعہ وحی فرمائی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''وماینطق عن الھوی۔ ان ھو الا وحی یوحی ''(سورۃ النجم: 3-4)'' اور نہ ہی وہ اپنی خواہش سے بولتا ہے وہ تو صرف وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے''۔ لیکن اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ دل کے حالات جان سکے، کیونکہ وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، اس لئے عمر رضی اللہ عنہ نے تو ظاہری عمل کی وجہ سے حاطب رضی اللہ عنہ پر کفر اور قتل کا حکم لگاتے تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ وحی دل کی حالت جان کر اُن کے عذر کو قبول فرماتے تھے۔ بنابریں اب حاطب رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور سے یہ حکم موقوف نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم ظاہر کے مکلف ہیں اور دل کے حالات نہیں جان سکتے اور وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ لہٰذا اب ہمیں موجودہ جاسوس کے باطنی طور پر سچا ہونے کا علم نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کی جاسوسی کفر اور ارتداد کی وجہ سے نہیں کی۔ پس اب جس نے بھی یہ کام کیا تو اس پر وہی ظاہری حکم لگے گا جو عمر رضی اللہ عنہ نے لگایا تھا یعنی کفر اور قتل۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الکبیرۃ التاسعۃ والستون: من جسّ علی المسلمین ودلّ علی عورتھم

''انہتر واں کبیرہ گناہ مسلمانوں کی جاسوسی کرنا اور ان کے خفیہ راز کافروں تک پہنچانا''۔

اس میں حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے اور عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ان کے فعل کی وجہ سے قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بدری ہونے کی وجہ سے عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے قتل کرنے سے منع فرما دیا۔ پس اگر اس کی جاسوسی سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچے، مسلمانوں کا قتل ہونا یا قید ہونا یا لوٹا جانا مترتب ہو یا اس جیسا کوئی اور نقصان ہو تو ایسا شخص زمین میں فساد اور حرث و نسل کی بربادی کے لیے کوشاں ہے اس کا قتل متعین ہے اور وہ سخت عذاب کا مستحق ہے۔" (کتاب الکبائر: ص 398، طبع مکتبہ المعارف الریاض)

قارئین کرام! امام ذہبی کے کلام پر غور فرمائیں کہ آپ جاسوسی سے مترتب ہونے والے مفاسد اور نقصانات کو حرف عطف "أو" کے ساتھ بیان فرما رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ مفاسد و نقصانات میں سے کسی ایک کا بھی پایا جانا جاسوس کے قتل کے لیے کافی ہے تو پھر جب تمام مفاسد اور نقصانات اکٹھے ہو جائیں جیسا کہ عصرِ حاضر کے جواسیس میں یہ تمام مفاسد اور نقصانات اکٹھے ہو چکے ہیں۔ ہر شخص بخوبی اس بات سے آگاہ ہے کہ ان کی جاسوسی کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کو کتنا نقصان پہنچ چکا ہے۔ ان جواسیس کی جاسوسی کی وجہ سے کتنے معصوم مسلمان اور کتنے مجاہدینِ اسلام شہید ہو چکے ہیں اور کتنی ہی پاکباز ہستیاں کفار کی جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہی ہیں یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اگر صلیبی فوجوں کو کلمہ گو جواسیس کا تعاون نہ ہوتا تو وہ کبھی بھی یہ کام نہیں کر سکتے تھے.......!

د۔ اگر مفتی صاحب کی بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ دنیا کے لالچ سے کفار کی صفوں میں شامل ہونا کفر ہے نہ ہی موجب قتل تو پھر امریکہ و انڈیا کے کلمہ گو فوجی جو تنخواہ اور دنیا کے لالچ کے لئے نوکری کرتے ہیں اور مسلمانوں کو قتل کرتے ہیں، ان کا حکم ہے؟؟؟؟ (24 مئی 2010ء نوائے وقت میں یہ خبر چھپی ہے کہ امریکی فوج میں 4200 "مسلمان" فوجی موجود ہیں)۔ اسی طرح حامد کرزئی اور عمر عبد اللہ کا کیا حکم ہے اور اُن کی کلمہ گو فوج کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟؟؟؟ اور اگر آپ کہیں کہ وہ کافر ہیں تو پھر پاکستانی فوج و حکومت کس طرح مسلمان ہے جو حربی کافروں کی فرنٹ لائن اتحادی بنی ہوئی ہے؟؟؟؟؟؟

﴿أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ﴾ (القمر: 43)

"کیا تمہارے کافر اُن کافروں سے کچھ بہتر ہیں؟ یا تمہارے لیے اگلی کتابوں میں کوئی چھٹکارا لکھا ہوا ہے؟۔"

محترم قارئین ! مفتی صاحب کی دنیا اور مال کے لالچ والی دلیل بالکل بودی اور بے بنیاد ہے، کیونکہ قرآن میں ہے کہ اکثر وبیشتر لوگ ایمان قبول کرنے کے بعد کفر وارتداد کی راہ اس لئے اختیار کرتے ہیں کہ انہیں دنیا کا لالچ ہوتا ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بادروا بالأعمال فتنا كقطع الليل المظلم، يصبح الرجل مؤمنا ويمسى كافرا، أو يمسى مؤمنا و يصبح كافراً، يبيع دينه بعرض من الدنيا

''ان فتنوں کے ظاہر ہونے سے پہلے جلدی جلدی نیک اعمال کر لو جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح چھا جائیں گے، صبح کو آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر ہوگا وہ اپنے دین کو دنیا کے معمولی سامان کے بدلے بیچ ڈالے گا۔'' (صحیح مسلم، حدیث:118 ترقیم دار السلام: 313)

قارئین کرام! سوچنے کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول ﷺ جس چیز کو کفر کی وجہ بتا رہے ہیں مفتی صاحب اس کو کفر کا مانع بتا رہے ہیں....... فیاللعجب!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَوَيْلٌ لِّلْكَافِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ، الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الآخِرَةِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجاً أُوْلَـئِكَ فِيْ ضَلاَلٍ بَعِيْدٍ﴾

''کافروں کے لئے سخت عذاب کے باعث بڑی ہلاکت ہے جو دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی تلاش کرتے ہیں یہی لوگ دور کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہے''۔(ابراھیم:2-3)

﴿فَأَمَّا مَن طَغَى، وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا، فَإِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَأْوَى﴾

''لیکن جو حد سے بڑھ گیا اور اس نے دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو بے شک جہنم ہی (اسکا) ٹھکانہ ہے''(النازعات:37-39)

علامہ حمد بن عتیق نجدی رحمۃ اللہ علیہ مجموعۃ التوحید میں فرماتے ہیں:

أن يوافقهم فی الظاهر مع مخالفته لهم فی الباطن وهو ليس فی سلطانهم وانما حمله علی ذلك اما طمع فی رياسة أو مال أو مشحة بوطن أو عيال، أو خوف مما يحدث فی المال فانه فی هذه الحال يكون مرتداً ولا تنفعه كراهته لهم فی الباطن، وهو ممن قال الله فيهم ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسۡتَحَبُّوا الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا عَلَى الۡاٰخِرَةِۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِيۡنَ﴾ فأخبر أنه لم يحملهم علی الكفر الجهل أو بغضه، ولا محبة الباطل، وانما هو أن لهم حظاً من حظوظ الدنيا فآثروه علی الدين۔ هذا معنی كلام شيخ الاسلام محمد بن عبد الوهاب رحمه الله وعفا عنه۔

''مشرکین کے ساتھ تعاون کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ وہ مشرکین کے ملک کا شہری تو نہیں ہے لیکن کسی حکومتی عہدے کے لالچ یا مال و دولت کا لالچ، یا اپنے وطن کی محبت یا اپنے اہل و عیال کو تحفظ دینے کے لئے، یا پیش آمدہ خطرات کے ڈر سے بظاہر مشرکین سے تعاون کرتا ہے۔ اگرچہ دل میں ان کے دین کو برا سمجھتا ہو، تو ایسے شخص کا حکم یہ ہے کہ وہ مرتد ہے اور دل میں مشرکین کے خلاف نفرت رکھنے کا اسے کوئی فائدہ نہ ہوگا وہ اس آیت کے مصداق کافروں میں شمار ہوگا۔''

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسۡتَحَبُّوا الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا عَلَى الۡاٰخِرَةِۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِيۡنَ﴾ (النحل:107)

''یہ اس لئے کہ بے شک انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں محبوب رکھا اور اس لئے کہ بے شک اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا''

پس اللہ نے بتادیا کہ ان کو کفر پر جہالت، باطل سے محبت اور دین سے بغض نے نہیں ابھارا، بلکہ ان کے کفر کا سبب دنیا کے مزوں گرفتار ہونا تھا، لہٰذا انہوں نے دنیا کو دین پر ترجیح دے دی۔

یہ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا معنی و مفہوم ہے۔ شیخ حمد بن عتیق کا کلام ختم ہوا۔ (مجموعة التوحيد 1/365)

شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''کشف الشبہات'' میں لکھتے ہیں:

''فصرّح أن هذا الكفر و العذاب لم يكن بسبب الاعتقاد والجهل، والبغض للدّين، أو محبة الكفر، انما سببه ان له في ذلك حظاً من حظوظ الدنيا، فآثره على الدين''

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صراحت فرمادی ہے کہ ان کا کفر اور ان پر عذاب اعتقاد کی خرابی، جہالت اور دین سے بغض وعداوت، یا کفر سے محبت کی بنا پر نہیں تھا بلکہ اس کا سب سے بڑا سبب دنیا کی لذتوں میں گرفتار ہونا تھا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے دنیا کو دین پر ترجیح دی۔''

علاوہ ازیں مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کی مدد و نصرت اور ان سے تعاون کرنا علماء کے اتفاق اور اجماع کے مطابق کفر و ارتداد اور نواقض اسلام میں سے ہے۔ جیسا کہ امام ابنِ حزم، امام محمد بن عبد الوہاب، شیخ عبد اللطیف آل الشیخ، شیخ عبد اللہ بن حمید، شیخ ابن باز، شیخ سلیمان العلوان، شیخ ناصر الفہد اور شیخ امین اللہ پشاوری وغیرہ نے کہا ہے۔ جب کہ دیگر بے شمار علماء نے اس عمل کو اجماع کے بغیر کفر و ارتداد کہا ہے یا اسے نواقض اسلام میں شمار کیا ہے۔ اب مفتی صاحب یہ بتائیں کہ کیا سلف و خلف کے کسی عالم اور امام نے یہ بات لکھی ہے کہ دنیا کے لالچ کے لئے کفر کرنے والا اور نواقض اسلام کا مرتکب ہونے والا کافر نہیں ہوتا.......؟

ہمارا چیلنج ہے کہ مفتی صاحب کبھی بھی یہ بات امام قرطبی سے ثابت کر سکتے ہیں اور نہ ہی امام ابن العربی سے، اور نہ ہی انہوں نے یہ لکھا ہے کہ دنیا کے لالچ کے لیے کفر کرنے والا کافر نہیں ہوتا، وہ تو سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے فعل پر بات کر رہے ہیں کہ جس کے کفر ہونے میں علماء کا اختلاف ہے، بخلاف تولّی اور نصرت کے جس کے کفر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، پھر بھی امام ابن العربی کی یہ بات جسے امام قرطبی نے بھی ہو بہو نقل کیا ہے شریعت کے واضح دلائل اور جمہور علماء امت کی تصریحات کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

ولکل جواد کبوۃ ولکل صارم نبوۃ ولکل عالم هفوۃ

لیکن افسوس کہ مفتی مبشر احمد ربانی صاحب نے شریعت کے ان واضح دلائل اور جمہور علماء امت کی تصریحات کو چھوڑ کر اپنی ارجائی فکر کی تائید کیلئے علماء کے مرجوح اقوال، اُن کی ہفوات و کبوات اور اُن کی زلّات واخطاء کا سہارا لینا شروع کر دیا ہے.......!

مشہور اہلِ حدیث عالم مولانا عبد الرحمن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے قصے کے متعلق لکھتے ہیں:

"اِس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی سچا مسلمان غلطی سے یا نتائج سے اپنی نافہمی کی بنا پر کوئی جنگی راز فاش کر دے تو وہ کافر نہیں ہو جاتا۔ مسلمان ہی رہتا ہے۔ البتہ اُس کا یہ جرم قابلِ مواخذہ ضرور ہے۔ لیکن اگر کوئی مسلمان دانستہ طور پر اور جان بوجھ کر ایسا کام کر جائے تو وہ منافق بھی ہے، کافر بھی ہو جاتا ہے اور قابلِ گردن زدنی بھی، اُس کا یہ جرم معاف نہیں کیا جا سکتا۔" (تیسیر القرآن: 4/424)

قارئین غور فرمائیں! کہ مولانا کیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مذکورہ عبارت میں دو صورتیں ذکر کی ہیں۔ پہلی صورت میں کوئی سچا مسلمان غلطی سے یا نتائج سے اپنی نافہمی کی بنا پر کوئی جنگی راز فاش کرتا ہے تو اِس سے وہ کافر نہیں ہو جاتا البتہ اُنہوں نے اِس جرم کو قابلِ مواخذہ قرار دیا ہے۔ مگر دوسری صورت یہ بیان کی ہے کہ اگر کوئی مسلمان دانستہ طور پر اور جان بوجھ کر ایسا کام یعنی جنگی راز وغیرہ فاش کرے گا تو اِس سے نا صرف وہ کافر و منافق ہو گا بلکہ قابلِ گردن زدنی بھی ہو جاتا ہے۔

قارئین کرام! آپ خود ہی انصاف سے بتائیں کہ مولانا کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ دونوں صورتوں میں سے موجودہ حکمران کس صورت سے تعلق رکھتے ہیں. پہلی صورت سے یا کہ دوسری صورت سے.......؟؟؟ ہر انصاف پسند قاری یہ کہے گا کہ موجودہ حکمران پہلی صورت کی بجائے دوسری صورت سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ وہ دانستہ طور پر اور جان بوجھ کر یہ کام کر رہے ہیں۔

مقامِ غور و فکر ہے کہ مولانا کیلانی کے نزدیک جب دانستہ طور پر جنگی راز فاش کرنے والا شخص منافق، کافر اور قابلِ گردن زدنی ہے تو ایسے لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے جو حربی کافروں کا کھلم کھلا ساتھ دے رہے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف کافروں کے فرنٹ لائن اتحادی بنے ہوئے ہیں.......؟؟؟ یقیناً ایسے لوگوں کا حکم اور زیادہ شدید اور سخت ہو گا اور وہ بالاولیٰ کافر و منافق اور قابلِ گردن زدنی ہوں گے.......!

یاد رہے کہ مولانا کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر "تیسیر القرآن" کے شروع میں جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی رہنماؤں حافظ عبد السلام بھٹوی، امیر حمزہ اور مفتی مبشر احمد ربانی-ھداھم اللہ-کے تعریفی کلمات اور تقریظ بھی موجود ہے.......!

شیخ امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ سے جاسوس کا حکم اور اس کے قتل کے بارے میں سوال ہوا تو شیخ صاحب اپنے "فتاویٰ الدین الخالص" میں یوں جواب دیا:

الحمدللہ: الأصل فی الجاسوس الذی یتجسس علی المسلمین الصالح الکفار: القتل والکفر، سوائً کان الجاسوس کافرا اصلیا أو مستامناً أومسلماً۔ والا دلة علی قتله وکفره کثیرة فمنها ان ذلك اعانة الکافرین علی المسلمین وذلك کفر باجماع المسلمین کما تقدم۔

"سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے: جاسوس جو کافروں کے مفادات کے لیے مسلمانوں کی جاسوسی کرتا ہے، اس کے بارے میں اصل حکم کفر اور قتل کا ہے۔ خواہ وہ جاسوس اصلی کافر ہو یا مستأمن ہو یا مسلمان ہو۔ اس کے کفر اور قتل پر بہت زیادہ دلائل ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ عمل مسلمانوں کے خلاف کافروں کی اعانت کے زمرے میں آتا ہے جو کہ مسلمانوں کے اجماع کے مطابق کفر ہے۔

آخر میں شیخ امین اللہ تحریر کرتے ہیں:

اقول: ان کل جاسوس یدعی الاسلام و یأخذ الأجرة من الکفار علی التجس فلیس فی حقه الاالقتل، لانه مرتدعن الاسلام وتقدم۔

میں (امین اللہ) کہتا ہوں اگر جاسوس اسلام کا دعوے دار ہے اور مسلمانوں کی جاسوسی پر کافروں سے اُجرت وصول کرتا ہے تو اس کی سزا صرف قتل ہے کیونکہ وہ دین اسلام سے مرتد ہو چکا ہے۔ (فتاویٰ الدین الخالص: 9/213,214,215)

شیخ امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ اپنے فتاوی الدین الخالص میں سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کا یہ قصہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں سے تعاون اور ان کی مدد و نصرت ارتداد اور دین اسلام سے خارج ہونا ہے۔ اس کی مندرجہ ذیل تین وجوہات ہیں:

1۔ **پہلی وجہ:** سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول "دعنی أضرب عنق هذا المنافق" وفی روایة "فقد کفر" مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن تن سے جدا کر دوں، ایک روایت کے الفاظ ہیں کیونکہ اس نے کفر کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: ''کیا یہ بدر میں شریک نہیں ہوئے؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں! مگر انہوں نے عہد توڑ دیا ہے اور آپ کے خلاف آپ کے دشمن کی مدد کی ہے''۔ اس میں دلیل ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کرنے کو کفر وارتداد سمجھتے تھے۔

2۔ **دوسری وجہ:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فہم کو برقرار رکھنا۔ آپ نے صرف حاطب رضی اللہ عنہ کا عذر ذکر فرمادیا۔

3۔ **تیسری وجہ:** حاطب رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا: ''مافعلت ذلك كفرا ولا ارتدادا عن ديني ولا رضا بالكفر بعد الاسلام'' سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے اس قول میں دلیل ہے کہ ان کے نزدیک بھی مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کی مدد کفر وارتداد اور کفر سے رضامندی کے زمرے میں داخل ہے۔ (فتاوی الدین الخالص: 9/221)

ہم اس مبحث کا اختتام شیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے کرتے ہیں جو انہوں نے سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے قصے کے بارے میں جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''لا شك أن التجسس تولّ للمشركين ردة يوجب القتل''

''بلاشک وشبہ جاسوسی کا فعل مشرکین سے تولّی، ارتداد اور موجب قتل ہے۔''

(شرح زاد المعاد شريط رقم (7) الدقيقة (00:13:44)، بحوالہ ملتقى أهل الحديث، المنتدى الشرعي العام، ما حكم الجاسوس؟)

http://www.alathar.net/esound/index.php?page=liit&co=8320

VBulletin® v3.8.2, Copyright ©2000-2010, TranZ by Almuhajir

اشکال نمبر 4۔

مفتی صاحب نے فرمایا: جب وہ کافر نہیں تو اس کے خلاف قتال بھی نہیں ہو گا''۔

ازالہ:

گویا مفتی صاحب کے نزدیک کسی سے قتال صرف اسی وقت ہو سکتا ہے جب وہ کافر ثابت ہو وگرنہ نہیں۔ مفتی صاحب کی یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ قرآن میں "طائفه باغية" (مسلم باغی گروہ) سے قتال کا حکم ہے....... جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مومن بھی کہا ہے۔(دیکھیے سورۃ الحجرات: 9)

اسی طرح قرآن مجید کی آیۃ الحرابۃ میں "طائفه فساد" کی سزا قتل وغیرہ بیان کی گئی ہے جبکہ وہ بھی مفسرین کے مطابق کافروں اور مسلمانوں دونوں کو شامل ہے۔(دیکھیے تفسیر ابن کثیر سورۃ المائدہ: آیت 31)

مفسر قرآن علامہ امین شنقیطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "فيتعين انها في المحاربين من المسلمين" یہ بات متعین ہے کہ یہ آیت محارب مسلمانوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ (اضواء البیان :1/401، نیز دیکھیے تفسیر القرطبی : 7/434 بتحقیق عبدالمحسن الترکی)، (فتح البیان للقنوجی : 2/201 و المحلیٰ لابن حزم :11/305-300)

اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "طائفه ممتنعة" (ہر وہ گروہ جو اسلام کے ظاہری و متواتر احکام و قوانین میں سے کسی بھی حکم کو قائم کرنے سے اجتناب برتے) سے قتال کے واجب ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔ جبکہ طائفه ممتنعة کے لیے بھی یہ ضروری نہیں کہ وہ ہر سو کافر ہی ہو۔ لیکن اس سے قتال فرض کیا گیا ہے۔ (مجموع الفتاویٰ : 28/540)

اسی طرح "عدوّ صائل" (حملہ آور دشمن) سے بھی قتال فرض ہے جبکہ اس کے لیے بھی ضروری نہیں کہ وہ ہر صورت کافر ہی ہو۔ عدوّ صائل مسلمان بھی ہو سکتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

"واذا كانت السنة والاجماع متفقين على أن الصائل المسلم اذا لم يندفع صوله الا بالقتل قتل......."

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اجماعِ امت، دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ اگر مسلم حملہ آور (صائل) کو قتل کیے بغیر، اُس کے شر سے نجات پانے کی کوئی صورت نہ ہو تو اُسے قتل کیا جائے گا"۔ (مجموع الفتاویٰ : 28/40)

نیز مفتی صاحب کی اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر حکمران کافر ثابت ہو جائیں تو اُن کے خلاف قتال ہو سکتا ہے لیکن سوال نمبر 6 میں اپنی ہی بات کے خلاف کہتے ہیں کہ حکمران میں جتنے بڑے کفر آجائیں تو پھر بھی ان خلاف خروج نہیں کرتے.......! کیا مفتی صاحب اپنے اس کھلے تضاد کی وجہ بیان کر سکتے ہیں؟؟؟

اشکال نمبر 5۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں:

"کافر تب ہو گا جب وہ مرتد ہو کر یا کفر کو پسند کر کے اسلام کو چھوڑ کر نکلے تو کافر ہو گا۔"

ازالہ:

یہ قول جہمیہ اور مرجئہ کے خبیث ترین اقوال میں سے ہے جن کے نزدیک کوئی عمل بذاتِ خود کفر نہیں ہے۔ یہ کفر کو اعتقاد اور کفر سے رضامندی کہ ساتھ مشروط کرتے ہیں جبکہ اہل سنت کے نزدیک جس طرح کفر عقیدے کی بنا پر ہوتا ہے اسی طرح قول اور عمل سے بھی ہوتا ہے۔ یعنی جس طرح ایمان اعتقاد، قول اور عمل کے مجموعے کا نام ہے اسی طرح کفر اعتقاد سے بھی ہوتا ہے اور قول اور عمل سے بھی ہوتا ہے۔ خواہ اُس نے وہ کفریہ فعل کافر ہونے کیا ارادے سے نہ ہی کیا ہو۔

اِس موضوع کی تفصیل کے لیے دیکھیے شیخ علوی بن عبد القادر السقاف کی کتاب "التوسط والاقتصاد فی أن الکفر یکون بالقول أو الفعل أو الاعتقاد" اور شیخ عبدالعزیز عبداللطیف کی کتاب "نواقض الایمان القولیہ والعملیہ"

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بعض لوگوں ان کے کفریہ قول کی بنا پر کافر قرار دیا ہے حالانکہ انہوں نے اپنے فعل کو کفر نہیں سمجھا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ، لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾

"اوراگر آپ پوچھیں تو ضرور کہیں گے ہم تو صرف ہنسی مذاق اوردل لگی کر رہے تھے۔ کہہ دیجیے ! کیا تم اللہ اوراس کی آیات اوراس کے رسول کے ساتھ استہزاء کر رہے تھے۔ بہانے مت بناؤ بے شک تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہو چکے ہو۔"(التوبہ: 65-66)

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں:

فدل على أنهم لم يكونوا عند أنفسهم قد أتوا كفراء بل ظنوا أن ذلك ليس بكفر، فبين أن الاستهزاء بالله وآياته ورسوله كفر يكفر به صاحبه بعد ايمانه، فدل على انه كان عندهم ايمان ضعيف، ففعلوا هذا المحرم الذى عرفوا أنه محرم، ولكن لم يظنوه كفرا، وكان كفرا كفروا به، فانهم لم يعتقدوا جوازه۔
(مجموع الفتاویٰ : 172-173/7 و کتاب الایمان : ص207)

"اس میں دلیل ہے کہ انہوں نے اس فعل کو کفر سمجھ کر نہیں کیا تھا۔ بلکہ ان کا گمان تھا کہ یہ کفر نہیں ہے، پس واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کی آیات اور اِس کے رسول کیساتھ استہزاء کرنا کفر ہے جس سے بندہ اپنے ایمان کے بعد کافر ہو جاتا ہے، اس میں یہ دلیل ہے کہ ان کے پاس ضعیف ایمان تھا، پس انہوں نے یہ حرام کیا جس کے بارے میں وہ جانتے تھے کہ وہ حرام ہے لیکن انہوں نے اس کو کفر نہیں سمجھا تھا، حالانکہ وہ کفر تھا جس کے ساتھ وہ کافر ہو گئے، پس بے شک انہوں نے اس کے جواز کا عقیدہ بھی نہیں رکھا تھا۔"

شیخ الاسلام اِسی آیت کے تحت لکھتے ہیں:

فبين أنهم كفار بالقول مع أنهم لم يعتقدوا صحته۔

"پس یقیناً وہ اِس قول ہی کی بنا پر کافر ہو گئے باوجود اِس کے کہ انہوں نے اِس کے جائز ہونے کا عقیدہ نہیں رکھا تھا۔" (الصارم المسلول : ص361، طبع دار ابن حزم)

امام ابنِ جریر طبری اپنی کتاب تہذیب الآثار میں خوارج کے متعلق احادیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فيه الرد على قول من قال : لا يخرج أحد من الاسلام من أهل القبلة بعد استحقاقه حكمه الا بقصد الخروج منه عالماً.......(فتح الباری : 12/300)

"اس میں اس شخص پر رد ہے جو کہتا ہے کہ اہلِ قبلہ میں کوئی بھی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو گا مگر یہ کہ وہ جان بوجھ کر اپنے قصد اور ارادے کے ساتھ اسلام سے خارج ہو۔"

حافظ ابنِ حجر فتح الباری 301-302/12 میں ابنِ هبیرة سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

وفیه أن من المسلمین من یخرج من الدین من غیر أن قصد الخروج منه ومن غیر أن یختار دینا علی دین الاسلام۔

" بعض مسلمان دین سے خارج ہونے کا مقصد کیے بغیر اور دینِ اسلام پر کسی اور دین کو اختیار کیے بغیر بھی (محض اپنے کفریہ عقائد واعمال کی بناپر ہی) دین سے خارج ہو جاتے ہیں۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق اور لاجواب تصنیف "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" میں مرتد کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کل من أتی بعد الاسلام من القول أو العمل بما یناقض الاسلام بحیث لا یجتمع معه

"ہر وہ شخص جو اسلام قبول کرنے کے بعد ایسے قول یا عمل کا ارتکاب کرے جو اسلام کو توڑ دیتا ہو اس طرح کہ وہ (قول یا عمل) اسلام کے ساتھ جمع نہ ہو سکتا ہے۔"(الصارم المسلول ص 315 ,طبع دارابن حزم)

امام صاحب اسی کتاب میں دوسری جگہ پر لکھتے ہیں:

"وبالجملة فمن قال أو فعل ما هو کفرٌ کفر بذلك وان لم یقصد أن یکون کافراً، اذ لا یکاد یقصد الکفر احدٌ الا ماشاء الله"۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس نے کفریہ قول کہا یا کفریہ فعل کیا تو اس سے وہ کافر ہو جائے گا خواہ اس نے کافر ہونے کا ارادہ نہ ہی کیا ہو کیونکہ اپنے قصد و ارادے سے کوئی بھی کفر نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ چاہے"۔(الصارم المسلول ص178 - 177، طبع قدیم)

امام صاحب کی مذکورہ بالا دونوں تعریفیں مرجئۃ العصر کا منہ بند کرنے کے لیے کافی ہیں اور حفظ کرنے کے قابل ہیں۔

امام شوکانی فرماتے ہیں:

لکن لا یخفی علیك ما تقرر فی أسباب الردّة أنه لا یعتبر فی ثبوتها العلم بمعنی ماقاله ما جاء بلفظ کفری أو فعل فعلاً کفریاً۔ (الدر النضید : ص39)

" لیکن تجھ پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ ارتداد کے اسباب میں جو بات مقرّر و ثابت ہے کہ اس (ارتداد) کے ثبوت میں اس بات کا اعتبار نہیں کیا جاتا کہ بندہ اپنے کفریہ لفظ یا کفریہ فعل کے معنی کا علم رکھتا ہو۔"

قارئین کرام! لطف کی بات تو یہ ہے کہ مفتی مبشر ربانی صاحب نے خود بھی اپنی کتاب "آپ کے مسائل اور ان کا حل"میں مرتد کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

"گویا مرتد ایسا شخص ہے جو اسلام لانے کے بعد واپس کفر کی طرف پلٹ گیا۔ یہ ارتداد اس کے اندر خواہ عقیدے کی بناپر پیدا ہو یا کسی قول، فعل اور شک و شبہ کی بناپر۔ خواہ سنجیدگی سے ہو یا مذاق و ٹھٹھہ سے کیونکہ ارتداد جیسے سنجیدگی سے ہوتا ہے، استھزاء وھزل، ٹھٹھہ و مذاق سے بھی واقع ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "کہہ دیجیے! کیا اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ ہی تمہاری ہنسی مذاق کے لیے رہ گئے ہیں؟ تم بہانے نہ بناؤ یقینا اپنے ایمان کے بعد کفر کر چکے ہو"۔ (التوبہ:66، آپ کے مسائل اور ان کا حل (3/449

ہم کہتے ہیں مفتی صاحب نے مرتد کی تعریف بالکل درست اور اہل سنت کے مطابق کی ہے لیکن تقریر میں چونکہ طاغوتی اور قبوری حکمرانوں کا دفاع کرنا اور مخلص کارکنان کو شکوک و شبہات میں مبتلا کرنا تھا اس لیے وہاں اہل سنت کی بجائے جہمیہ اور مرجئہ کی موافقت کی ہے.......!!

قارئین! مفتی صاحب کے اس ارجائی مذہب کے مطابق اگر کوئی مسلمان دنیا کے لالچ میں اسلام کے خلاف لڑی جانے والی صلیبی جنگ میں صلیبی افواج کا سپہ سالار اور قائد ہی کیوں نہ بن جائے وہ جب تک کفر سے محبت ورضامندی اور اپنے مرتد ہونے کا اعلان نہیں کر دیتا یا دوسرے لفظوں میں "بقلم خود" اسلام سے مستعفی ہونے کی غلطی نہیں کرتا وہ مسلمان ہی رہے گا ....! حالانکہ کفر سے محبت رکھنا بذات خود علیحدہ سے کفر اکبر ہے، خواہ بندہ اپنے گھر میں ہی کیوں نہ بیٹھا ہو، حتیٰ کہ کفار کے خلاف مسلمانوں کی مدد ہی کیوں نہ کر رہا ہو!! ایسا آدمی کسی عملی اقدام کے بغیر محض کفار سے محبت رکھنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد و نصرت کرنے میں "مناطِ کفر" یعنی کفر کی علت یہ عمل ہے نہ کے کفر سے

محبت، ہاں البتہ اگر کوئی مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد کرنے کے ساتھ ساتھ کفر پر راضی بھی ہے تو یہ اس کا علیحدہ سے اضافی کفر ہو گا یعنی کفر سے محبت رکھنا نقضِ اعتقادی ہے اور مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کرنا نقضِ عملی ہے۔

اشکال نمبر6۔

کلمہ گو تاتاریوں کے خلاف ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے جہاد کے سوال پر مفتی صاحب نے جواب دیا کہ جہاں تک میں نے فتاویٰ ابن تیمیہ کو دیکھا ہے تو ان میں واضح کفر موجود تھے انہوں نے اپنی الگ شریعت بنائی ہوئی تھی جس کا ذکر امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی تفسیر میں کیا ہے جس میں یہودی، عیسائی اور کچھ اسلام سب کو گڈمڈ کر کے اپنے لئے نئی شریعت (قانون) تیار کی تھی۔ تو نئی شریعت بنانے کی وجہ سے وہ لوگ مسلمان نہیں رہے تھے۔ اس لیے ان کے ساتھ لڑے۔ اگر کوئی شخص آج بھی اسلامی شریعت کا انکار کر دے نئی شریعت وضع کرے تو ہم اسکو بھی کافر قرار دیں گے۔ جب اسلامی شریعت کا اقرار کر کے عملاً اس کے خلاف ہو اس کو کافر نہیں کہتے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ کی جو تفسیر کی ہے کہ جو اللہ کے نازل کردہ قانون کا انکار کرے گا وہ کافر ہے جس نے اللہ کے قانون کا اقرار تو کیا لیکن اس کے مطابق فیصلہ نہیں کیا تو وہ ظالم اور فاسق ہے کافر نہیں۔ اس لیے وہ (تاتاری) چونکہ نئی شریعت وضع کر چکے تھے باقاعدہ یاسق نام کا قانون بنا کر، شریعت بنا کر جاری کر چکے تھے جس وجہ سے یہ مسئلہ ہوا (یعنی کافر ہوئے)"

ازالہ:

مفتی صاحب نے تو اس سوال کے جواب میں تلبیس، تدلیس اور تخلیط کا "لک" توڑ کر رکھ دیا ہے اور پہلے سوال کی طرح بات گول مول کر کے نکلنے کی کوشش کی ہے حالانکہ اوپر لکھی گئی بات اگر کسی بھی انصاف پسند آدمی کے سامنے پیش کی جائے اور کہا جائے کہ تاتاریوں کے کافر ہونے کی جو علت مبشر ربانی صاحب نے بتائی ہے کیا بالکل وہی علت موجودہ حکمرانوں میں نہیں ہے جو انگریزی اور خود ساختہ قوانین نافذ کر چکے ہیں۔ تو یقیناً ہر آدمی یہی کہے گا کہ کیوں نہیں۔

محترم مفتی صاحب! آپ اوپر والی اپنی عبارت 100 دفعہ پڑھ لیں اور تقریر کی ریکارڈنگ 200 دفعہ سن لیں پھر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر بتائیں کہ آپ کے الفاظ میں تاتاریوں کے کافر ہونے کی علت کیا ہے۔ ہمیں تو جو الفاظ ملتے ہیں وہ تین طرح کے ہیں:

1۔ انہوں نے اپنی الگ شریعت بنائی ہوئی تھی۔

2۔ تو نئی شریعت بنانے کی وجہ سے وہ مسلمان نہیں رہے تھے۔

3۔ اس لئے وہ (تاتاری) چونکہ نئی شریعت وضع کر چکے تھے جس کی وجہ سے یہ مسئلہ ہوا۔

مفتی صاحب! آپ نے ان تینوں جملوں میں اُن کے کفر کی علت شریعت وضع کر کے نافذ کر دینا بتائی ہے، خواہ اسلامی شریعت کا اقرار کریں یا نہ کریں۔ مگر نیچے جب اپنے حکمرانوں کو بچانا تھا تو ادھر آپ نے کیا الفاظ کہے...... پڑھ لیں۔

''آج بھی کوئی شخص اسلامی شریعت کا انکار کر دے اور نئی شریعت وضع کرے تو کافر ہو گا''۔

مفتی صاحب! یہاں پر آپ نے اسلامی شریعت کے انکار والی شرط محض اپنے طاغوتی حکمرانوں کو بچانے کے لئے لگائی ہے۔ مفتی صاحب کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں اور ان رافضی، قبر پرست، وضعی قوانین نافذ کرنے والے اور امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی حکمرانوں کے دفاع کے برعکس اُن مجاہد اور موحد مسلمانوں کے حق میں دلائل ڈھونڈنے چاہئیں جو نفاذِ شریعت کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ لیکن افسوس کہ مفتی صاحب طاغوتی حکمرانوں کے کفر و شرک اور ظلم و سرکشی پر نہ صرف خاموش ہیں بلکہ ان کا دفاع اور ان کے لیے معذرتیں تلاش کر رہے ہیں جبکہ نفاذِ شریعت کی جنگ لڑنے والے القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کے خلاف گلہ پھاڑ پھاڑ کر جگہ جگہ تقریریں کرتے پھر رہے ہیں. یعنی مفتی صاحب کا حکمرانوں کے بارے میں مرجئہ والا طرزِ عمل ہے اور مجاہدین کے ساتھ خوارج والا.......!؟۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

ایک موحد شاعر سلیمان بن سحمان رحمۃ اللہ علیہ نے عربی زبان میں کیا ہی خوبصورت اشعار لکھے ہیں جنہیں ہم مفتی صاحب کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

نعم لو صدقتَ الله فيما زعمته

لعاديتَ من بالله ويحك يكفرُ

ووالیتَ أهل الحق سراً وجهرةً

و لمّا تهاجيهم و للكفر تنصرُ

فما كل من قد قال ما قلتَ مسلم
ولكن بأشراطٍ هنالك تُذكرُ

مباينة الكفّار في كلّ موطنٍ
بذا جاء نا النص الصحيح المقرّرُ

و تكفيرهم جهراً وتسفيه رأيهم
و تضليلهم فيما أتوه وأظهروا

وتصدع بالتوحيد بين ظهورهم
و تدعوهم سرا لذلك و تجهرُ

فهذا هو الدين الحنيفي والهدى
و مِلّة ابراهيم لو كنت تشعرُ

اصل میں مفتی صاحب نے تاتاریوں میں شریعت سے انکار والی شرط اس لیے نہیں لگائی کہ اسکو پھر ثابت نہیں کر سکتے تھے کہ تاتاریوں نے اسلام کا انکار کر کے اپنا قانون یاسق نافذ کیا تھا!

قارئین کرام !اب ہم آپ کے سامنے مفسر قرآن حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارت ذکر کرتے ہیں جو انہوں نے اپنی تفسیر میں آیت ''أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ '' کے تحت ذکر کی ہے:

یہاں اللہ تعالیٰ اس شخص پر نکیر فرمارہاہے جو اللہ کے محکم فیصلے کو چھوڑ کر کہیں جاتا ہے جبکہ اللہ کا وہ فیصلہ ہر ہر خیر پر مشتمل ہے اور ہر ہر شر سے مانع ہے، مگر یہ شخص اس کو چھوڑ کر اور چیزوں کی طرف جاتا ہے، خواہ وہ آراء ہوں یا وہ وضع کر لی گئی اشیاء جنہیں انسانوں نے ہی مقرر ٹھہرالیا ہے بغیر اس کے کہ ان پر شریعت سے کوئی سند ہو، جیسا کہ اہل جاہلیت اپنے حکم و قانون کیلئے اپنی ان ضلالتوں اور جہالتوں کو مقرر ٹھہرالیتے تھے جن کو وہ اپنی

آراء اور اہواء سے اختیار کر لیتے۔ اور جس طرح یہ تاتاری ان شاہی فرامین کی بنیاد پر اپنا حکم و قانون چلاتے ہیں جن کا ماخذ ان کے بادشاہ چنگیز خان کا وضع کیا ہوا یاسق (تزک چنگیزی، تاتاری قوانین کی کتاب) ہے اور جو کہ ایک مجموعہ قوانین سے عبارت ہے جو اس نے مختلف شریعتوں سے نکال کر اکھٹے کئے تھے، یہودیت سے بھی، نصرانیت سے بھی اور شریعت اسلامی سے بھی، جبکہ اس میں بہت سے قوانین ایسے ہیں جو اس نے خود اپنے ہی فکر اور ہوائے نفس سے ماخوذ کر رکھے تھے، اور یوں یہ یاسق (تزکِ چنگیزی) ہی آگے اس کی اولاد میں ایک دستور بن چکا ہے جس کی با قاعدہ پیروی ہوتی اور جسے وہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کو لاگو کرنے پر مقدم رکھتے ہیں۔ پس جو شخص ایسا کرتا ہے وہ کافر ہے۔ اس سے قتال واجب ہے تا آنکہ وہ اللہ اور رسول ﷺ کے قانون کی جانب پھر نہ آئے، یہاں تک کہ ہر ہر معاملے میں، خواہ کوئی معاملہ چھوٹا ہو خواہ بڑا، وہ اللہ اور رسول ﷺ کو ہی فیصل اور حَکَم نہ ماننے لگے۔ (دیکھیے تفسیر ابن کثیر: بہ ذیل سورۃ المائدۃ: آیت:50)

محترم قارئین! حافظ ابن کثیر کی اس عبارت کو غور سے پڑھیں اور انصاف سے بتائیں کہ کیا امام ابن کثیر نے یہ لکھا ہے کہ تاتاریوں نے اللہ کی شریعت کا انکار کر دیا تھا.؟ بلاشبہ آپ کو اس عبارت سے انکار والی شرط نہیں ملے گی بلکہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ

''وہ یعنی تاتاری اپنے یاسق قانون کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر مقدم رکھتے تھے''

پس اسی پر ان کی اور ان جیسے دوسروں کی تکفیر کر رہے ہیں۔ یعنی ''مناطِ تکفیر'' ان کا وضعی قانون یاسق کو کتاب و سنت پر مقدم کرنا ہے، نا کہ اللہ کی شریعت کا انکار۔ کیا آج بھی موجودہ حکمرانوں نے اپنے خود ساختہ قوانین کو کتاب و سنت پر مقدم نہیں کر رکھا.؟ بلکہ یہ حکمران تو ان مجاہدین سے جنگ کرتے ہیں اور اُن کو جیلوں میں بند کرتے ہیں جو کتاب و سنت کے نفاذ کا مطالبہ کرتے ہیں!!

محدث حامد الفقی حافظ ابن کثیر کے اس فتوی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''ان تاتاریوں کی طرح بلکہ ان سے بھی بدتر وہ لوگ ہیں جو انگریزوں کے قوانین اپناتے ہیں اور اپنے مالی، فوجداری اور عائلی معاملات کے فیصلے ان کے مطابق کرتے ہیں اور انگریزی قوانین کو اللہ اور اس کے رسول

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے احکامات پر مقدم رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ بغیر کسی شک وشبہ کے مرتد اور کافر ہیں۔ جب تک وہ اس روش پر برقرار ہیں اور اللہ کے حکم کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ وہ اپنا نام کچھ بھی کیوں نہ رکھ لیں، انہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا اور وہ اسلام کے ظاہری اعمال میں جتنے چاہیں عمل کر لیں، وہ سب کے سب بے کار ہیں۔ جیسے نماز، روزہ اور اس کے علاوہ دیگر اعمال"۔(تعلیق کتاب فتح المجید : ص415)

لیجیے قارئین! محدث حامد الفقی رحمۃ اللہ علیہ نے تو انگریزی قوانین کو شرعی قوانین پر مقدم کرنے والوں کو بلاتردد کافر و مرتد اور تاتاریوں سے بھی بدتر قرار دیا ہے۔ یاد رہے مذکورہ کتاب کی مراجعت و نظر ثانی شیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے لیکن انہوں نے حامد الفقی کی مذکورہ تعلیق پر کوئی نقد و تبصرہ نہیں کیا بلکہ اسے برقرار رکھا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے حامد الفقی کے اس فتوے کو صحیح قرار دیا ہے۔

اسی طرح محدث دیارِ مصر احمد شاکر نے بھی حافظ ابن کثیر کے اس فتوی پر تبصرہ کرتے ہوئے مسلم ممالک میں نافذ وضعی قوانین کو تاتاری قانون "یاسق" کے سب سے بڑھ کر مشابہ اور اسے "یاسقِ عصری" اور "کفر بواح" قرار دیا ہے۔ (دیکھیے عمدة التفسیر :1/697، طبع دار ابن حزم)

قارئین کرام! حافظ ابن کثیر کا وضعی قوانین فافذ کرنے والوں کے بارے میں ایک اور انتہائی اہم فتوی ملاحظہ فرمائیں:

وفي ذلك كله مخالفة لشرائع الله المنزلة على عباده الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، فمن ترك الشرع المحكم المنزل على محمد بن عبد الله خاتم الأنبياء وتحاكم الى غيره من الشرائع المنسوخة كفر، فكيف بمن تحاكم الى الياسق وقدمها عليه؟ من فعل ذالك كفر باجماع المسلمين۔ البداية والنهاية: 13/119 ترجمہ جنگز خان۔ دوسرا نسخہ: 13/119 طبع مكتبة المعارف بيروت، الطبعة الثانية 1977ء تیسرا نسخہ: 2/2759 طبع مؤسسة المعارف ودار ابنِ حزم الطبعة الاولى)

"یہ تمام قوانین ان شریعتوں کی مخالفت سے پُر ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمائیں۔ پس جو شخص بھی خاتم الانبیاء محمد بن عبد اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر نازل کردہ محکم شریعت کو چھوڑ کر اپنے فیصلوں کے لیے کسی منسوخ شدہ شریعت کی طرف گیا تو وہ شخص کافر ہو گیا۔ (پس جب رب ہی کی نازل کردہ کسی سابقہ شریعت کو

فیصل ماننا بھی کفر ہے) تو پھر "یاسق" جیسی (خود ساختہ) کتاب کی طرف فیصلے لے کر جانا اور اسے شریعتِ محمدی پر مقدم جاننا کتنا سنگین جرم ہو گا؟ بلاشبہ جو شخص بھی ایسا کرتا ہے اس کے کافر ہونے پر امت کا اجماع ہے"۔

اشکال نمبر 7۔

وَاِن طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوا۔ .... اور پاکستانی آرمی نے جامعہ حفصہ پر اٹیک کیا قرآن مجید کا یہ حکم پاکستان آرمی پر صادق نہیں آتا۔ مفتی صاحب نے جواب دیا اگر اس آیت کو بغاوت پر فٹ بھی کریں تو بغاوت تو پھر حکمران کے خلاف بن رہی ہے اسلامی نام کی حکومت ہے خواہ جیسی بھی ہے اس ضمن میں باغی تو وہ بنیں گے جنہوں نے مسئلہ کھڑا کیا اگرچہ مشرف نے ظلم کیا مگر جامعہ حفصہ والوں نے بھی غلط کیا غصب شدہ جگہ پر ادارہ بنایا چلڈرن لائبریری پر قبضہ کیا....... پھر ان (یعنی جامعہ حفصہ والوں) کے خلاف لڑائی ہو گی تا کہ وہ بغاوت سے باز آجائیں یہ کھیل نہ کھیلیں۔

ازالہ:

﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِباً﴾ (الکہف: 5)

" بہت سخت بات ہے جو اُن کے منہ سے نکلتی ہے، وہ صرف جھوٹ ہی کہتے ہیں"

مفتی صاحب نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور نفاذ شریعت کا مطالبہ کرنے والے لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے معصوم طلباء و طالبات کو باغی اور ظلم کا مرتکب قرار دے کر مشرف۔لعنہ اللہ۔ کی طاغوتی حکومت کی وکالت اور حکمرانوں کے دفاع کا خوب حق ادا کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں مفتی صاحب کی اس بات سے یہ بھی پتہ چلا کہ جامعہ حفصہ والے چونکہ باغی تھے اس لیے ان کو بغاوت سے روکنے کے لیے پاکستانی فوج کا لال مسجد اور جامعہ حفصہ پر حملہ درست تھا.......!!! رافضی اور قبر پرست طاغوتی حکمرانوں کو مبارک ہو کہ ان کی وکالت اور دفاع کا "فریضہ" سلفیت کے دعویدار اور "جہاد" کے ٹھیکیدار ادا کر رہے ہیں۔ ؎

پاسبان مل گئے "کعبے سے صنم خانے کو"

مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ وہ حافظ سعید صاحب کو یہ بھی بتائیں کہ کشمیری مسلمان جو صرف U.N.O کی قراردادوں اور حقِ خود ارادیت کا مطالبہ کرتے ہوئے عمر عبداللہ کی کلمہ گو حکومت کے خلاف بغاوت کرتے ہیں۔ یا افغانستان میں کلمہ گو حامد کرزئی کے خلاف جو باغی ہیں اُن کو بھی لگام دی جائے، کیونکہ جب نام نہاد اسلامی حکومت سے شریعت کا مطالبہ کرنے والے باغی ہوسکتے ہیں تو حقِ خود ارادیت ایسا مطالبہ کرنے والے تو اس سے بھی بڑے باغی ہونگے !!!

اشکال نمبر 8۔

محدثین کا موقف ہے کہ جتنے بڑے کفر حکمران میں آجائیں تو ان کے خلاف خروج نہیں کرتے۔ کیونکہ خروج میں زیادہ نقصان ہے۔ کیونکہ ان کے پاس قوت ہوتی ہے مسلمانوں کا زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ اچھے کام میں ان کی اطاعت اور برے میں نصیحت کرنا ہے۔ امام احمد بن حنبل کے دور میں قرآن کو مخلوق کہا۔ کتنا بڑا کفر ہے مگر خروج کا فتویٰ نہیں دیا۔ ماریں کھائیں۔

ازالہ:

کاش کہ مفتی صاحب کسی محدث کا نام بھی لیتے جس نے یہ کہا ہو کہ جتنے بڑے کفر حکمران میں آجائیں تو اُن کے خلاف خروج نہیں کرتے۔ مفتی صاحب کا یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ ؎

والدعاوی ان لم یقیموا علیها

بیّنات أبناؤها أدعیاء

قارئین کرام! ہم آپ کے سامنے کفرِ بواح کے مرتکب حکمرانوں کے خلاف خروج اور قتال کے حوالے سے محدثین کرام کا موقف بیان کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا واقعی محدثین کا یہی موقف ہے جو کہ مفتی مبشر احمد ربانی صاحب نے بیان کیا ہے یا کہ یہ محض ان کی جہمی وارجائی فکر کا شاخسانہ ہے جسے وہ محدثین کے سر تھوپ رہے ہیں۔

صحیحین میں سیدنا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں۔ ''ہم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر بیعت لی کہ ہم سنیں گے، اطاعت کریں گے چاہے سخت حالات ہوں یا ساز گار، خوشی ہو یا غمی، ہم پر کسی کو ترجیح دی جائے (یعنی ہم محروم کیے جائیں) پھر بھی ہم اہلِ حکومت سے اختیارات واپس نہ لیں گے سوائے اس صورت کے کہ تم ان میں ایسا واضح کفر دیکھ لو جس کے کفر ہونے پر تمہارے پاس اللہ کی طرف سے صریح دلیل موجود ہو۔(بخاری و مسلم)

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

خلاصہ کلام: ''اس بات پر اہلِ علم کا اجماع ہے کہ حکمران کفر کی بنا پر معزول ہو جاتا ہے اور ہر مسلمان پر اُس کے خلاف خروج میں حصّہ ڈالنا واجب ہو جاتا ہے۔ پھر جو اِس کی قدرت رکھے اور اُس کے خلاف اُٹھ کھڑا ہو تو وہ ثواب کا مستحق ہو گا، اور جو کوئی ﴿قدرت کے باوجود﴾ مداہنت و مصالحت کا رویہ اپنائے وہ گناہ گار ٹھہرے گا....... '' (فتح الباری : 153 / 13، طبع دارالسلام)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''اگر حکمران کفر کا مرتکب ہو جائے تو اس کے خلاف خروج واجب ہو جاتا ہے۔'' (فتح الباری :12/ 13، طبع دارالسلام)

امام نووی اس حدیث کی شرح میں قاضی عیاض کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ کافر مسلمانوں کا حاکم نہیں ہو سکتا اور اگر مسلمان حاکم پر کفر طاری ہو جائے تو وہاس عہدے سے معزول ہو جاتا ہے. قاضی عیاض مزید فرماتے ہیں کہ اگر حکمران نے کفر کیا، شریعت میں تبدیلی اور بدعت کا مرتکب ہوا۔ تو اس کی حکومت کی شرعی حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔ اس کی اطاعت ساقط ہو جاتی ہے اور مسلمانوں پر اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا اور اگر ممکن ہو تو اسے ہٹا کر ایک عادل حکمران کی تعیناتی کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر سب لوگوں کے پاس یہ طاقت نہ ہو تو مسلمانوں کا جو گروہ بھی ایسا کر سکتا ہو تو اس پر اس کافر کو ہٹانا واجب ہو جاتا ہے۔ جبکہ محض بدعات میں مبتلا حکمران کے خلاف اٹھنا تبھی ضروری ہے جب مسلمان سمجھیں کہ ان کے پاس اس کو ہٹانے کی طاقت موجود ہے اگر اتنی طاقت نہ ہو تو ایسے بدعتی حکمران

کے خلاف اٹھنا واجب نہیں"۔ (شرح مسلم للنووی : 12/12,318/229) ،(شرح صحیح مسلم للقاضی عیاض :246/6، طبع دارالوفاء)

شارح صحیح بخاری ابن بطال اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"فقہاء نے ایسے حکمران کی اطاعت پر اجماع کیا ہے جو زبردستی قابض ہو جائے اور اس کے ساتھ مل کر جہاد کرنے پر بھی اجماع ہے۔ اس کی اطاعت اس کے خلاف بغاوت سے اس لیے بہتر ہے کہ بغاوت میں لوگوں کا خون بہے گا۔ اس کی دلیل یہ مذکورہ حدیث اور اس کی تائید میں اس جیسی دیگر روایات ہیں البتہ وہ حکمران اس سے مستثنیٰ ہیں جو ایسے کفریہ کام کریں جن کے کفر ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو یعنی صریح کفر کریں تو ان کی اطاعت جائز نہیں بلکہ جن کے پاس طاقت و قدرت ہو تو اس پر اس کے خلاف جہاد کرنا واجب ہے"۔ (فتح الباری : 10/13، طبع دارالسلام)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مسلمانوں کے علماء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے جب کوئی گروہ (حکمرانوں کا) اسلام کے ظاہری اور متواتر چلے آنے والی ذمہ داریوں اور واجبات کی ادائیگی سے دست کش ہو جائے تو اور ان سے قتال کرنا واجب ہو جاتا ہے۔" (مجموع الفتاویٰ :28/540)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"ہر وہ گروہ جو اسلام کے ظاہر و متواتر احکام و شرائع میں سے کسی بھی حکم کو قائم کرنے سے اجتناب برتے، چاہے یہ تاتاری ہوں یا غیر تاتاری، ان سے قتال فرض ہے تا آنکہ اسلام کے قوانین و شرائع کی پابندی نہ کرنے لگیں، اگرچہ وہ اس کے ساتھ ساتھ شہادتیں کے اقراری (کلمہ گو) ہی کیوں نہ ہوں یا حتیٰ کہ بعض دیگر احکامات کے پابند بھی کیوں نہ ہوں جیسا کہ سیدنا ابو بکر صدیق اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مانعینِ زکوٰۃ سے قتال کیا تھا....... تو معلوم ہوا کہ جب تک اسلام کے احکامات کی عملاً پابندی نہ ہو جائے، اس وقت تک اسلام کو خالی اپنا لینے سے قتال ساقط نہیں ہو جاتا، اس لیے جب تک دین سارے کا سارا ایک اللہ وحدہ، لاشریک کے لیے نہ ہو جائے اور جب تک فتنہ ختم نہ ہو جائے، قتال "واجب" ہے۔

چنانچہ جب دین (اطاعت و پابندی حکم و قانون) غیر اللہ کے لیے ہو جائے تو قتال واجب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جو اسلام کے ظاہر و متواتر احکامات و قوانین کی پابندی نہیں کرتے، اُن سے قتال کے واجب ہونے پر علمائے اسلام میں کوئی بھی اختلاف نہیں جانتا، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّه﴾ (سورة الانفال : 39)

"ان سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین مکمل طور پر اللہ کا ہو جائے"

جب کچھ دین اللہ کے لیے ہو اور کچھ غیر اللہ کے لیے ہو تو قتال واجب ہو جاتا ہے جب تک کہ دین مکمل طور پر اللہ کا نہ ہو جائے۔ (مجموع الفتاویٰ : 28/544)

اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے شاگردِ رشید حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں جہاں تاتاریوں کے وضعی قانون یاسق کا ذکر کیا جسے وہ کتاب و سنت پر مقدم رکھتے تھے تو فرمایا:

فمن فعل ذلك فهو كافر يجب قتاله حتى يرجع الى حكم الله و رسوله فلا يحكم سواه في قليل ولا كثير۔ جو بھی ایسا کرے گا (جس طرح تاتاری اپنے وضعی قانون یاسق کو کتاب و سنت پر مقدم رکھتے تھے) تو اس سے قتال کرنا واجب ہے جب تک کہ وہ توبہ کر کے اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی طرف نہ لوٹ آئے اور ہر قسم کا چھوٹا بڑا فیصلہ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق نہ کرے۔ (عمدة التفسير، اختصار تفسير ابن كثير :1/696، طبع دار ابن حزم)

امام شوکانی رحمہ اللہ ان لوگوں کے بارے میں جو اپنے فیصلے طاغوتی احکام و قوانین سے کرتے اور کرواتے ہیں، کہتے ہیں:

"اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ یہ اللہ اور اس کی شریعت کا انکار اور کفر ہے وہ شریعت جس کی اتباع کا حکم اللہ نے محمد رسول اللہ ﷺ کی زبانی دیا ہے اور جسے اس نے اپنی کتاب میں اپنے رسول ﷺ کی زبانی اپنے بندوں کے لیے چنا ہے بلکہ انہوں نے آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک تمام آسمانی شریعتوں کے ساتھ کفر کیا ہے ان کے خلاف جہاد و قتال واجب ہو گیا ہے تا آنکہ یہ اسلام کے احکام و قوانین قبول نہ کر لیں اور ان کے آگے سرِ تسلیم خم نہ کر دیں اور اپنے باہمی معاملات کے فیصلے شریعت مطہرہ کے مطابق شروع نہ کر دیں اور ان تمام شیطانی طاغوتی امور کو چھوڑ نہ دیں جن میں یہ ملوث ہیں"۔ (الدواء العاجل فی دفع العدو الصائل فی ضمن الرسائل السلفیة للشوکانی : ص35)

قارئین! کفر کے مرتکب حکمران کے متعلق آپ نے محدثین، شارحین حدیث اور دیگر علماء کے اقوال ملاحظہ فرما لیے ہیں، اب آپ ہی انصاف سے بتائیں کہ کیا کفر کے مرتکب حکمران کے متعلق محدثین کا وہی موقف ہے جو مفتی مبشر احمد ربانی صاحب نے بیان کیا ہے........؟؟؟

جماعۃ الدعوۃ کے ممدوح مفتی ابو الولید انصاری حفظہ اللہ اپنے مفید و مختصر مضمون ''موجبات القتال فی سبیل اللہ'' میں لکھتے ہیں:

میں (ابو الولید) کہتا ہوں کہ وہ مقامات جن میں مسلمانوں پر قتال فرض ہو جاتا ہے ایک یہ بھی ہے کہ جب مسلمان حکمران پر دین و ملت سے خارج کر دینے والا کفر طاری ہو جائے یہ وہی ہے جسے نبی ﷺ نے کفر بواح کا نام دیا ہے جیسے کہ صحیح بخاری میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں:

> ''ہم سے نبی کریم ﷺ نے اس بات پر بیعت لی کہ ہم سنیں گے، اطاعت کریں گے چاہے سخت حالات ہوں یا ساز گار، خوشی ہو یا غمی، ہم پر کسی کو ترجیح دی جائے (یعنی ہم محروم کیے جائیں) پھر بھی ہم اہلِ حکومت سے اختیارات واپس نہ لیں گے سوائے اس صورت کے کہ تم ان میں ایسا واضح کفر دیکھ لو جس کے کفر ہونے پر تمہارے پاس اللہ کی طرف سے صریح دلیل موجود ہو۔(بخاری و مسلم)

ابن تین نے داؤدی سے نقل کیا ہے جیسا کہ فتح الباری 8/13 میں موجود ہے کہ حکمران جب کفر کا مرتکب ہو جائے تو اُس کے خلاف خروج واجب ہو جاتا ہے اسی طرح امام نووی اور دوسرے کئی ائمہ نے کہا ہے بلکہ بہت سے ائمہ نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے۔

جان لیجیے کہ جب حکمران پر کفر و ارتداد طاری ہو جائے تو امت کے اہل حل و عقد پر اُس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہونا اور اُس کو معزول کرنا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ اُس کو کفر پر باقی رکھنا کسی صورت بھی جائز نہیں ہے۔ اگر اُسے قتال کے بغیر ہٹانا اور معزول کرنا ممکن ہو تو ایسا کرنا اُن پر واجب ہے اور اگر اُس سے قتال کیے بغیر نیز اُس کی فوج اور اداروں سے جنگ کیے بغیر اُس کو ہٹانا ممکن نہ ہو تو پھر اہل حل و عقد اور تمام مسلمانوں پر اُس کے خلاف قتال واجب ہو جاتا ہے یہاں تک کہ دین سارے کا سارا اللہ کا ہو جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ﴾(سورۃ الانفال: 39)

"ان سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین مکمل طور پر اللہ کا ہو جائے"(موجبات القتال فی سبیل اللہ : ص3)

مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ جواب دیتے وقت آپ پاکستان کے حکمرانوں کے ساتھ ساتھ افغانستان، کشمیر، عراق، صومالیہ اور الجزائر وغیرہ کے کلمہ گو حکمرانوں کے بارے میں بھی ارشاد فرمادیا کریں تا کہ عامۃ الناس آپ کی دوغلی پالیسی سے دھوکہ کھانے سے بچ جائیں........!!!

باقی مفتی صاحب کا یہ اعتراض کہ امام احمد نے خلیفہ کی تکفیر نہیں کی باوجود اس کے کہ وہ قرآن کو مخلوق کہتا تھا جو کہ کفر ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خلیفہ وقت نے جس وجہ سے مسئلہ خلق قرآن میں معتزلہ کی موافقت کی تھی وہ صفاتِ باری تعالیٰ کی تکذیب وانکار کے ارادے سے نہیں تھی اور نہ ہی وہ خالق کو مخلوق سے تشبیہ دینے کا ارادہ رکھتا تھا بلکہ اس کا مقصد (اس کے اپنے گمان کے مطابق) خالق کی تنزیہ اور تعظیم تھی۔

ہم مفتی صاحب سے پوچھتے ہیں کیا موجودہ طواغیت حکمران جن سے متنوّع ومتعدد قسم کے کفر بواح ظاہر ہوتے رہتے ہیں کیا وہ بھی اس سے خالق کی تعظیم وتنزیہ کا ارادہ رکھتے ہیں؟ کیا ان طواغیت حکمرانوں کی مراد ومقصد بھی وہی ہے جو معتصم وغیرہ کا تھا؟ کیا عصرِ حاضر کے طاغوتی حکمران بھی معتصم وغیرہ دوسرے عباسی خلفاء کی طرح اعداء امت کے مقابلے کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کے لشکر روانہ کرتے ہیں؟؟؟ یا کہ ان کی نظر میں جہاد جرم بن چکا ہے اور مجاہدین مجرم؟؟؟ کیا امام احمد کے وقت کا خلیفہ حربی کافروں کا فرنٹ لائن اتحادی تھا؟؟؟ کیا موجودہ حکمران بھی امام احمد کے وقت کے خلیفہ کی طرح اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے کرتے ہیں؟؟؟ کیا امام احمد کے وقت کے خلیفہ نے وضعی اور خود ساختہ قوانین نافذ کر رکھے تھے؟؟؟ کیا موجودہ حکمران بھی الحکم بما انزل اللہ سے محبت رکھتے ہیں جس طرح امام احمد کے زمانے کا خلیفہ تھا؟؟؟ پس موجودہ حکمرانوں اور امام احمد کے وقت کے خلیفہ اور دوسرے بنوعباس وبنوامیہ کے خلفاء میں بہت زیادہ فرق پائے جاتے ہیں لہٰذا موجودہ حکمرانوں کو بنوامیہ اور بنوعباس کے حکمرانوں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ یہ قیاس مع الفارق ہے۔

حامد کمال الدین صاحب لکھتے ہیں:

افسوس کی بات یہ کہ اپنی اس گمراہ خیالی کو آج "منہج سلف" کا نام دے دے کر پھیلایا جا رہا ہے۔ اس مہم میں جو اب بڑے زوروں سے چلنے والی ہے سب سے تکلیف دہ بات یہی ہے کہ آج کے طاغوتوں کو "شرعی حکمران" ثابت کر دینے کے لیے، ائمہ سلف ایسے عظیم مقدس ناموں کی دھونس کام میں لائی جا رہی ہے، بلکہ تو اس موضوع پر لوگوں کو "ایمان" اور "عاقبت" کی فکر کرائی جا رہی ہے!!!. حالانکہ منہجِ سلف کو اللہ کے فضل سے ارجاء کے اس گمراہ کن مذہب سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں۔

سب سے عجیب ان کا ٹیپ کا یہ مصرعہ ہے کہ "جس طرح سلف اپنے دور کے حکمرانوں کے ساتھ پیش آئے تھے ویسے ہی ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے دور کے حکمرانوں کے ساتھ پیش آئیں، بصورتِ دیگر ہم سلف کی راہ پر نہ ہوں گے"!!!

سلف کی اتباع سر آنکھوں پر، مگر کیا دورِ سلف کے حکمران نظام اپنی حقیقت اور ماہیت کے اعتبار سے ویسے ہی تھے جیسے آج کے حکمران نظام ہیں؟؟؟ آج کے ان انگریزی نظاموں کے ساتھ "سلف ایسا تعامل" تو تب ہو اگر یہ نظام "دورِ سلف ایسے نظام" ہوں! مگر کیا دورِ سلف کے حکمران نظاموں اور آج کے حکمران نظاموں میں ایک جوہری اور اساسی فرق نہیں؟ خلافتِ راشدہ چلئے نہ سہی، آپ ہمیں بنو امیہ اور بنو عباس ایسا نظامِ خلافت ہی لا دیجئے، ہم بھی ان نظاموں کے ساتھ عین ویسا ہی تعامل نہ کریں جیسا دورِ بنی امیہ اور بنی عباس میں ہمارے سلف کرتے رہے تھے تو یقیناً ہم ظالم ہوں گے۔ مگر کیا بنو امیہ و بنو عباس کے دورِ خلافت اور آج کے ان انگریزی اور فرانسیسی شریعت پر چلنے والے مستعار نظاموں کے مابین زمین آسمان کا فرق نہیں؟ ان کو ایک کر دینا کونسی "سلفیت" ہے؟؟؟!!

آج کے حکمران نظاموں کا حکم کیا زمانہ سلف کے حکمران نظاموں جیسا ہے؟؟؟ زمانہ سلف کے حکمران کیا قانون انگریز سے لیتے تھے؟ اگر نہیں، تو پھر دونوں کو حکم میں ایک سا کر دینا کون سی علمیت ہے؟؟؟..... حضرات! جیسا برتاؤ اللہ کی شریعت پر قائم ایک نظام کے ساتھ (دورِ سلف) ویسا ہی برتاؤ غیر اللہ کی شریعت پر قائم ایک نظام کے ساتھ (دورِ حاضر)؟؟؟........ ھل یستویان مثلا؟ کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا معاذ اللہ 'پیروی سلف' کی صورت یہ ہے کہ اندھیرے اجالے کا فرق ختم کر دیا جائے؟ ہر دو کے ساتھ ایک سا برتاؤ ہی لازم ٹھہرایا جائے؟؟؟ سلف کے دور میں اللہ کی شریعت قائم تھی، آج اللہ کی شریعت قائم نہیں ہے........ کیا دونوں کا حکم ایک کر دینا سلف کے راستے پر چلنے کا اقتضاء ہے؟؟؟

صرف یہ دیکھنا کہ سلف نے 'حکمرانوں' کے ساتھ تعامل 'یوں' کیا تھا بغیر یہ دیکھے کہ سلف کے دور کے حکمران 'کس شریعت' پر تھے اور آج کے حکمران 'کس شریعت پر'، اور پھر دورِ سلف کے ساتھ ہونے والے تعامل کو اپنے اس دور کے حکمرانوں کے ساتھ تعامل کیلیے واحد نمونے کے طور پر سامنے لانا، آخر ظلم نہیں تو کیا ہے؟(سہ ماہی ایقاظ: جنوری تا مارچ 2009ء، ص39-40)

علاوہ ازیں مفتی صاحب اہل سنت کے مشہور امام احمد بن نصر الخزاعی کے متعلق کیا ارشاد فرمائیں گے جنہوں نے اس وقت کے حکمران کے خلاف خروج کیا تھا حتیٰ کہ ان کو شہید کر دیا گیا؟؟؟
امام ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں: "الامام الکبیر الشہید......." (سیرأعلام النبلاء :11/166)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر سن کر کہا:
ماکان أسخاه بنفسه لله رحمه الله، لقد جاد بنفسه له
"آپ نے کس قدر فیاضی سے اپنی جان کو اللہ کے لیے پیش کر دیا۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ نے اللہ کے لیے اپنی جان قربان کر دی۔"

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے متعلق فرمایا:
قد ختم الله له بالشهادة
" اللہ نے آپ کا خاتمہ شہادت پر فرمایا۔"(البداية والنهاية : 285-10/287)

اشکال نمبر 9۔

دو مفسدے ہوں تو بڑے مفسدے سے بچنے کے لئے چھوٹا مفسدہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔

ازالہ:

مفتی صاحب بتائیں کہ کشمیر کے جہاد میں بڑا مفسدہ کیا ہے اور چھوٹا مفسدہ کیا ہے؟ بڑا مفسدہ یہی ہے کہ وہاں مسلمان مظلوم ہیں، لہٰذا کمزور مسلمانوں کی مدد کے لیے مسلمانوں کو جان ومال اور لشکر کے مجاہدوں کی کی جتنی قربانیاں دینی پڑیں وہ بہر حال چھوٹا مفسدہ ہے۔ ملاحظہ ہو جماعۃ الدعوۃ کا مجلہ الحرمین مارچ 2010 کے صفحہ 16 پر کشمیر میں ان قربانیوں کے اعداد و شمار

کل شہادتیں= 93,119 حراستی شہادتیں= 6969

گرفتار بے گناہ= 116.727 تباہ کی گئی جائیدادیں= 105.778

بیوگان= 22715 معذور بچے= 107,313

عورتوں کی عصمت دری= 9,900

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا یہی مفسدے یعنی کفر و شرک کا غلبہ، اسلام کا نافذ نہ ہونا اور مسلمانوں کا مظلوم ہونا وغیرہ پاکستان میں نہیں ہیں.......؟؟؟(ا) ایک مفسدہ کشمیر میں تو بڑا ہے لیکن وہی مفسدہ "وطنِ عزیز" پاکستان میں چھوٹا.......فیاللعجب!

اشکال نمبر 10۔

سوال ہوا کہ حاطب رضی اللہ عنہ بدری تھے اسلئے معاف کر دیا۔ جواب میں مفتی صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ اس میں یہ تو کوئی نہیں کہ جو بدری نہیں اسکو معافی نہیں ملے گی۔ کسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ جو غیر بدری ہو گا اسکو معافی نہیں ملے گی۔

ازالہ:

مفتی صاحب کا چونکہ کام ہی جماعت کے باطل موقف کو شرعی لبادہ پہنا کر درست ثابت کرنا اور مخلص کارکنان کے ذہنوں میں طرح طرح کے شبہات پیدا کرنا ہے اسی لیے فضول قسم کی اونگیاں بونگیاں مار رہے ہیں جو کہ ایک اتنے بڑے مفتی صاحب کے علم و تحقیق پر ایک سوالیہ نشان ہے؟؟؟؟؟

ہم مفتی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ وہ سعادت جو حاطب رضی اللہ عنہ کو بدر اور حدیبیہ میں شریک ہونے کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی کیا وہی سعادت آج کے رافضی، قبر پرست اور طاغوتی حکمرانوں کو بھی حاصل ہے........؟؟؟؟؟

کیا آج کے بدمعاش حکمرانوں کو بھی سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی طرح عام معافی مل چکی ہے کہ جو چاہیں کرتے رہیں؟؟؟؟

اسلام ہمیں ظاہری حالت کا مکلف ٹھہراتا ہے دل اور باطن کے ہم مکلف نہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انی لم أومر أن انقب عن قلوب الناس ولا أشق بطونهم

''مجھے لوگوں کے دل ٹٹولنے یا ان کے پیٹ چیرنے کا حکم نہیں دیا گیا (یعنی مجھے لوگوں کے باطنی حالات معلوم کرنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ ان کی ظاہری حالت پر حکم لگانے کا حکم دیا گیا ہے)'' (صحیح مسلم، حدیث: 1064، صحیح بخاری، حدیث:4351)

اور جیسا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے کلمہ پڑھنے والے شخص کو قتل کرنے والی حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور اسی طرح کتب حدیث میں جو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا جنگ بدر میں قید ہونے کا واقعہ ہے۔ جب انہوں نے یہ عذر پیش کیا کہ میں مسلمان تھا اور مجبور ہو کر نکلا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا عذر قبول نہیں فرمایا اور کہا ''اللہ تعالیٰ آپ کے اسلام کے بارے میں بہتر جانتا ہے، اگر آپ کا یہ کہنا صحیح ہے تو اللہ آپ کو اس کا بدلہ دے گا۔ لیکن چونکہ آپ کا ظاہر ہمارے خلاف تھا اس لیے اپنا فدیہ ادا کریں۔ نیز اپنے دونوں بھتیجوں نوفل بن حارث اور عقیل بن ابی طالب اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا بھی فدیہ ادا کیجیے''۔ (مستدرك حاكم : 3/324) ،(مجمع الزوائد :7/28)، (تفسیرابن کثیر : 2/232، تفسیرالبغوی :3/387)

اسی اصول ''الحکم علی الظاہر'' سامنے رکھتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاطب رضی اللہ عنہ کو منافق کہہ کر قتل کرنا چاہا پس نہ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ''من کفر اخاہ'' والی حدیث یاد دلائی کہ اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہہ رہے ہو اور نہ ہی حاطب رضی اللہ عنہ یا کسی اور صحابی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تکفیری اور خارجی کہا۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے حاطب رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے جو سمجھا، اسے بیان کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی اس تعلیق اور فہم کو درست قرار دیا اور ان کے قتل میں مانع کا پایا جانا بیان کر دیا یعنی ان کا بدری ہونا، جو کہ انہی کی خصوصیت ہے۔ اب قیامت تک کسی کو یہ شرف حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس ان کو قتل نہ کرنے کی وجہ ان کا مسلمان ہونا نہیں بتایا کیونکہ اگر ان کے قتل کا مانع اسلام ہوتا تو ان کے بدری ہونے کے ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوتا بلکہ اس وقت آپ عمر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے کہ اے عمر رضی اللہ عنہ وہ تو مسلمان ہے تم اسے کیسے قتل کر سکتے ہو.......؟

اسی طرح پیچھے جماعۃ الدعوۃ کی طرف سے شائع شدہ کتاب ''جہاد کشمیر'' کا ذکر کیا جا چکا ہے اس کے صفحہ 170 پر لکھا ہے ''خط بھی پکڑا گیا شرعاً اس کی سزا قتل تھی مگر آنحضرت نے اس کے بدری ہونے کی وجہ سے اسے معاف کر دیا اس پر سورۃ الممتحنہ اتری جس میں اس جاسوسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کی مذمت ان الفاظ میں فرمائی''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سچائی کی وجہ سے انہیں کچھ نہیں کہا، تاہم اللہ نے تنبیہ کے طور پر یہ آیات نازل فرما دیں تاکہ آئندہ کوئی مومن کسی کافر کے ساتھ اس طرح کا تعلقِ مودت قائم نہ کرے۔''(تفسیر احسن البیان: ص 1624، طبع جدید دار لسلام)

قارئین کرام! اب ہم درج ذیل سطور میں امت کے چند جلیل القدر ائمہ و محدثین کرام کے چند اقوال پیش کرتے ہیں جن میں مفتی مبشر احمد ربانی صاحب کے اس بودے اعتراض کا مسکت و دندان شکن جواب اور رد موجود ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ ''اس میں یہ تو کوئی نہیں جو بدری نہیں اس کو معافی نہیں ملے گی''

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول ''مجھے اس کی گردن مارنے کی اجازت دیجئے، اس میں دلیل ہے کہ مسلمان جاسوس کو قتل کرنا جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات کا انکار نہیں کیا لیکن ان کے عذر کو اس لیے قبول کیا کہ اللہ تعالیٰ نے بدر میں شریک ہونے والوں کے گناہوں کو معاف کر دیا ہے''۔(اکمال المعلم شرح صحیح مسلم 7/537، طبع دار الوفاء)

قاضی عیاض مزید فرماتے ہیں:

''جو بات مجھ پر واضح ہوئی ہے۔ وہ یہ کہ حاطب رضی اللہ عنہ کی حدیث اب اس معاملے میں مستقل حجت نہیں ہے، کیونکہ جب انہوں نے اپنے بارے میں عذر پیش کیا جو کہ مذکور ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''حاطب سچ کہتا ہے'' پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے سے حاطب رضی اللہ عنہ کا قطعی طور پر سچا ہونا ثابت ہو گیا لیکن حاطب رضی اللہ عنہ کے علاوہ اگر اب کوئی جاسوسی کرے گا تو اس کے باطن کی سلامتی کا حتمی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا نہ ہی اس

بات میں اس کے سچا ہونے کا یقین ہو سکتا ہے جس کے متعلق وہ عذر پیش کرے، چنانچہ اس حدیث میں مذکور قصہ صرف اسی واقعے کے ساتھ خاص ہے اس کے علاوہ کسی اور کے لیے یہ جاری نہیں ہو سکتا کیونکہ جس طرح اس میں ان کے سچا ہونے کا علم ہو گیا ہے ان کے علاوہ کسی اور کا سچا ہونا معلوم نہیں ہو سکتا میرے نزدیک یہ واقعہ اس درجے میں ہے جو اہل اصول نے بیان کیا ہے کہ جب کوئی حکم کسی معین اور خاص علت کے ساتھ معلل ہو تو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔" (اکمال المعلم شرح صحیح مسلم :7/538)

امام ابو القاسم سہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اس حدیث میں جاسوس کو قتل کرنے پر دلیل ہے کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب کہا کہ "مجھے اس کی گردن مارنے کی اجازت دیجیے" تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا "تمہیں کیا معلوم اے عمر! اللہ تعالیٰ نے اصحاب بدر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ہے تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے" آپ نے ان کے قتل سے منع کرنے کے حکم کو ان کے بدر میں حاضر ہونے کے ساتھ معلق کر دیا ہے، اس میں دلیل ہے کہ اب اگر کوئی حاطب رضی اللہ عنہ جیسا کام کرے گا اور وہ بدری نہ ہوا تو اسے قتل کیا جائے گا"۔ (الروض الانف : 2/267، طبع مکتبہ فاروقیہ ملتان)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے اس گناہ کو اللہ تعالیٰ نے بدر میں شریک ہونے کی وجہ سے معاف کر دیا۔"(مجموع الفتاویٰ : 35/68)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ یہی واقعہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"صحیحین میں حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا قصہ منافق زندیق کو قتل کرنے کے جواز پر دلالت کرتا ہے جب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن اڑادوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "وہ تو بدر میں حاضر ہوا ہے اور تمہیں کیا معلوم اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر میں شریک ہونے والوں کے متعلق فرمایا ہے: "تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے" اس واقعہ میں دلیل ہے کہ منافق کو توبہ کرائے بغیر قتل کرنا مشروع ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات کا انکار نہیں کیا جب انہوں نے

منافق کو قتل کرنا حلال سمجھا، لیکن آپ نے ان کو یہ جواب دیا کہ وہ منافق نہیں ہے بلکہ بدری ہیں جن کو اللہ نے معاف کیا ہوا ہے پس اگر کوئی نفاق ظاہر کرے جس کے نفاق ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو تو وہ مباح الدم ہے یعنی اسے قتل کرنا جائز ہو گا"۔(الصارم المسلول : ص242، طبع ابن حزم)

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فتح مکہ سے مستنبط فوائد کے تحت لکھتے ہیں:

"اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جاسوس کو قتل کرنا جائز ہے خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے قتل کی اجازت مانگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ نہیں فرمایا کہ وہ مسلمان ہے اس کا قتل جائز نہیں، بلکہ یہ فرمایا کہ تمہیں کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف متوجہ ہوا کر فرمایا ہے تم جو چاہو عمل کرو، پس آپ نے یہ جواب دیا کہ ان کے قتل میں ایک مانع ہے اور وہ مانع ان کا بدر میں حاضر ہونا ہے۔ اس جواب کے ساتھ ایسے جاسوس کے قتل کے جواز پر خبر دار کرنا ہے جس کیلئے اس طرح کا مانع نہ ہو"۔ (زادالمعاد : 3/381 نیز دیکھیے، بدائع الفوائد :4/940)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"عمر رضی اللہ عنہ کا حاطب کو قتل کرنے کی اجازت مانگنے کے واقعے سے جاسوس کو قتل کرنے کی مشروعیت پر دلیل لی گئی ہے یہی امام مالک اور ان کے ساتھ موافقت کرنے والے دیگر علماء کا قول ہے۔ وجہ دلالت یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کے ارادۂ قتل کو برقرار رکھا اگر مانع نہ ہوتا، پس آپ نے ان کے قتل میں موجود مانع کا بیان کر دیا یعنی حاطب رضی اللہ عنہ کا بدری ہونا اور یہ خصوصیت حاطب رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کیلئے محال و ناممکن ہے پس اگر اسلام ان کے قتل میں مانع ہوتا تو اس سے زیادہ خاص علت بیان نہ کرتے"۔ (فتح الباری :8/810، طبع دارالسلام)

امام ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"عمر رضی اللہ عنہ نے جب حاطب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی اجازت مانگی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ بدر میں حاضر ہوئے ہیں" آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ انہوں نے ایسا کام نہیں کیا جو ان کے قتل کو جائز کرتا ہو بلکہ آپ نے ان کے قتل نہ کرنے کی علت اور وجہ یہ بیان کی کہ وہ بدری ہیں اور اہل بدر کو اللہ تعالیٰ نے معاف کیا ہوا ہے پس حاطب

ﷺ کے علاوہ کسی اور کے حق میں اس مانع کا پایا جانا محال و ناممکن ہے"۔ (جامع العلوم و الحکم : ص 325، بتحقیق شعیب ارناؤوط)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"نبی ﷺ کا یہ فرمانا کہ وہ بدر میں شریک ہوئے ہیں" اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کو قتل نہ کرنے کی علت ان کا بدری ہونا ہے اور اگر وہ بدری نہ ہوتے تو یقیناً قتل کے مستحق ٹھہرتے اس میں اس شخص کیلئے مضبوط دلیل ہے جو کہتا ہے کہ جاسوس کو قتل کیا جائے گا اگرچہ وہ مسلمانوں سے ہی تعلق کیوں نہ رکھتا ہو"۔ (نیل الاوطار : 2/1694، بتحقیق خلیل مامون شیحا)

قارئین کرام! سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے اس واقع پر ائمہ و محدثین کی توضیحات و تصریحات سے مفتی مبشر احمد ربانی صاحب کی اس بات کی واضح تردید ہوتی ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ "اس میں یہ تو کوئی نہیں جو بدری نہیں اس کو معافی نہیں ملے گی"۔

اب ہم ماضی قریب کے دو بڑے علماء سے مفتی صاحب کی بات کا رد کرتے ہیں۔

شیخ صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جاسوس جب دشمن کیلئے جاسوسی کرے تو اسے قتل کرنا واجب ہو گا خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جب حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی قریش کو مراسلت اور جاسوسی کا علم ہوا تو امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ سے اس کے قتل کی اجازت مانگی تو نبی ﷺ نے فرمایا"وہ تو بدری ہیں اور تمہیں کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے بارے میں فرمایا ہے۔ تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے" پس نبی ﷺ نے جاسوسی کے عمل کو موجب قتل قرار دیا ہے لیکن ان کے قتل میں ایک مانع پایا گیا اور وہ ان کا بدری ہونا تھا، لیکن یہ علت ہمارے اس دور میں نہیں پائی جا سکتی پس جب کوئی انسان دشمن کے لیے مسلمانوں کی جاسوسی کرتے ہوئے پایا جائے وہ خواہ لکھ کر مسلمانوں کی خبریں دشمن تک پہنچائے یا بالمشافہۃ پہنچائے یا وہ ٹیپ ریکارڈنگ کے ذریعے مسلمانوں کی خبریں ان تک منتقل کرے تو اسے قتل کرنا واجب ہے حتیٰ

کہ اگر وہ توبہ بھی کرے کیونکہ یہ حد کی طرح ہے اس کے شر کو دور کرنے اور ان جیسے دوسرے لوگوں کو اس فعل سے باز رکھنے کیلئے"۔(الشرح الممتع : 8/87، طبع دار ابن الجوزی)

ایک دوسری جگہ پر حاطب رضی اللہ عنہ کا واقعہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"اس میں دلیل ہے کہ اگر مانع نہ ہو تو جاسوس کو قتل کیا جائے گا اور حاطب رضی اللہ عنہ کے حق میں پایا جانے والا مانع غیر بدریوں کیلئے دوبارہ نہیں آسکتا۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ مسلمان جاسوس کو قتل کیا جائے گا اس کے قتل میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ اس کا فساد اور نقصان بہت بڑا ہے"۔ (شرح کتاب السیاسۃ الشرعیۃ : ص351)

شیخ صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ ایک اور جگہ اسی واقعہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب رضی اللہ عنہ کا قتل ان کے بدری ہونے کی وجہ سے روک دیا۔ اس لیے اگر اب ہم مسلمانوں میں سے کوئی ایسا جاسوس پائیں گے جو ہماری خبریں کافروں تک پہنچاتا ہو تو اس کا قتل واجب ہو گا حتیٰ کہ اگر وہ کہے کہ میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہوں پھر بھی بلا استثناء اسے قتل کرنا واجب ہو گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب رضی اللہ عنہ کا قتل صرف ان کے بدری ہونے کی وجہ سے روکا تھا اور یہ (بدری ہونا) ایک ایسی خصوصیت ہے جو قیامت تک کے لیے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی علمائے کرام نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جاسوس کو ہر حال میں قتل کیا جائے گا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر کیونکہ وہ ہماری خبریں ہمارے دشمنوں تک پہنچاتا ہے"۔(شرح ریاض الصالحین :1/2206، رقم(1830)مکتبہ شاملہ)

شیخ سعید بن وہب القحطانی لکھتے ہیں کہ میں نے سماحۃ العلامۃ عبد العزیز بن باز حفظہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ (حاطب رضی اللہ عنہ کی) حدیث بڑی عظیم الشان حدیث ہے اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے۔

1۔ جاسوسی کا جائز ہونا جب اس میں مسلمانوں کا فائدہ ہو، جیسا کہ علی، زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم نے کیا تھا۔

2۔ جاسوسی کا حرام ہونا جب اس میں مسلمانوں کا ضرر اور نقصان ہو یا اس میں مسلمانوں کی کوئی مصلحت نہ ہو۔ پس ایسی جاسوسی جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہو وہ قتل کو واجب کرتی ہے لیکن حاطب رضی اللہ عنہ کو ایک شبہ لاحق ہو گیا تھا اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو لحاظ سے ان کا عذر قبول فرمایا

الف۔ ان پر معاملہ مشتبہ ہو گیا تھا

ب۔ ان کے بدری ہونے کی وجہ سے

البتہ اب اگر مسلمانوں میں سے کوئی یہ کام کرے گا تو اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ یہ ارتداد ہے سوائے حاطب رضی اللہ عنہ کے۔(فقہ الدعوۃ فی صحیح الامام البخاری : 2/681-682)

اشکال نمبر 11۔

سوال ہوا کہ امام محمد بن عبدالوہاب کی تحریک آپ کے بالکل خلاف تھی۔ مفتی صاحب نے جواب دیا کہ وہ بالکل میرے موقف میں ہے کس طرح انہوں نے شاہ سعود حکمران پر محنت کی جب محنت کر کے اسلامی نظام قائم ہو گیا تو پھر سلطہ جب آگیا تو انہوں نے سارا کچھ کیا۔ کیا اس سے پہلے محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے قتال شروع کیا؟ ان کی سیرت پڑھو اچھی طرح۔ شاہ سعود حکمران پر محنت کی اس کو دعوت دی اس کو سمجھاتے رہے جب وہ قائل ہو گیا تو حکمران تھا وہ اسلامی۔ پھر جتنی غیر شرعی چیزیں تھیں اسنے ختم ہی کر دیں۔ آج ہمارے پاس بھی اس طرح سلطہ نصیب ہو جائے تو فکر نہ کریں ان شاء اللہ کوئی مزار نہیں رہے گا۔ مصلحت بھی تو دیکھونا۔

ازالہ:

سوال کرنے والے کا جماعۃ الدعوۃ کے ساتھ یہ اختلاف تھا کہا امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک میں تو نام نہاد مسلمانوں سے جہاد کیا گیا تھا جو کہ آپ کے خلاف ہے مگر چونکہ وہ جماعۃ الدعوۃ کے مفتی تھے اور جانتے تھے کہ واقعی محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک تو ہمارے خلاف جاتی ہے۔ تو جواب میں اس حکمران / سلطہ کی شرط لے آئے کہ جس کا جہاد کشمیر کے موقع پر خود انکار کرتے ہیں۔ بلکہ اُسی تقریر میں بھی اسی امیر کی شرط کے سوال کے جواب میں اس کا سختی سے رد کر چکے ہیں۔ اور ابن تیمیہ کے حوالے سے کہہ چکے ہیں کہ دفاعی جہاد میں کسی قسم کی کوئی شرط نہیں نہ والدین نہ حکمران وغیرہ کی۔

قارئین کرام! امام محمد بن عبدالوہاب کی تحریک مفتی صاحب کے موقف کے بالکل خلاف تھی کیونکہ انہوں نے جہاں جہاد کیا تھا وہاں دور دور تک نام نہاد مسلمانوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ بلکہ امام صاحب کی اولاد و احفاد اور دیگر ائمہ الدعوۃ النجدیۃ نے

''عثمانی خلافت'' کی تکفیر کی تھی جو کہ بہر حال دین کو کچھ اہمیت دیتی تھی اور صلیبی کافروں کے خلاف تھی اور موجودہ صلیبی کافروں کی فرنٹ لائن اتحادی طاغوتی حکومت کی نسبت کئی درجہ بہتر تھی۔ مفتی صاحب میں اگر جرأت ہے تو امام صاحب اور ان کی احفاداورائمہ الدعوۃ النجدیۃ کو بھی باغی قرار دیں جس طرح انہوں نے جامعہ حفصہ اور لال مسجد کے معصوم طلباء اور طالبات کو پاکستانی حکومت کا باغی قرار دیا ہے.......؟

امام محمد بن عبدالوہاب کو بھی اپنے دور میں ان نام نہاد مسلمانوں سے لڑنے کے جرم میں نام نہاد مفتیوں سے پالا پڑا تھا اور ان کے پاس چونکہ دلائل نہیں تھے اس لئے ان کو غلط القابات دیئے گئے اور ان کو بدنام کیا گیا یعنی وہابی، اور خارجی وغیرہ کہا گیا۔ شاید آپ نے اُن کی سیرت کو اچھی طرح پڑھا نہیں ہے یا پھر آپ تجاہلِ عارفانہ سے کام لے رہے ہیں.......!

اشکال نمبر 10۔

سوال ہوا کہ ہمارے پاکستان کے حکمرانوں نے بھی تو حقوق نسواں کا بل پاس کیا ہے وہ بھی تو خلاف شریعت ہے (تاتاریوں نے بھی یہی کیا تھا تو ابن تیمیہ نے جہاد کیا تھا) ان حکمرانوں کے خلاف جہاد کیوں نہیں کرتے۔ مفتی صاحب جواب دیتے ہیں کہ میں نے پہلے آپ کو یہ بات بتائی ہے ایک اور نیا نکتہ بتاتا ہوں یہ بھی سمجھ لو۔ مثلاً اگر سارے حکمران اسلام کا نام لینے والے ملک میں کافر ثابت ہو جائیں علماء کافر ہونے کا فتویٰ دیں۔ پھر بھی محدثین نہیں کہتے کہ کافر ہونے کے ساتھ ہی قتال شروع ہو جائے۔ کیوں بھلا۔ فتح الباری میں یہ تفصیل سے ذکر ہے کہ اگر ہمارے پاس اتنی قوت آجائے کہ ہم کسی ظلم اور فساد کئے بغیر حکمرانوں کو ہٹا کر خود غالب آسکتے ہیں تو پھر ضروری ہے غالب آنا۔ اگر ایسا نہیں تو پھر صبر واجب ہے۔

ازالہ:

جیسا کہ ہم پیچھے تاتاریوں کے نمبر میں لکھ چکے ہیں کہ مفتی صاحب اس سوال کا جواب نہیں دے سکتے کیونکہ اتنا مان چکے ہیں کہ تاتاری صرف شریعت وضع کرنے کی وجہ سے کافر ہو گئے اور مسلمانوں نے اسی وجہ سے ان کے خلاف جہاد کیا تھا مگر پھر یہاں ٹال دیا۔

جو نیا نکتہ بتایا اس کا ہم مفسدہ والے نمبر میں تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔ یہاں یہ پوچھنا ہے کہ یہاں سوال دفاعی قتال و جہاد کا ہے۔ پس آپ کا بھی اور ائمہ و محدثین کا بھی اصول ہے کہ کوئی آپ کو یا آپ کے پڑوسی مسلمانوں کو مار رہا ہو اور پھر مارنے والا کافر ثابت ہو جائے تو پھر ایک لمحے کے لیے بھی نہیں رک سکتے، کیونکہ معاملہ ہی دفاع کا ہے۔ پتا نہیں آپ کو مفتی کس نے بنا دیا کہ ایسا نکتہ سوجھا جس کا دفاعی جہاد پر اطلاق ہی نہیں ہوتا۔ اگر جواب نہیں آتا تھا تو ادھر ادھر کی "بونگیاں" مارنے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ اس سے تو پھر جہادِ کشمیر پر بھی وہی اعتراض وارد ہوتا ہے۔

نیز مفتی صاحب کا فتح الباری کا حوالہ دینا تو اس کے متعلق عرض ہے کہ فتح الباری کی وہ عبارت جسے مفتی صاحب کفر کے مرتکب حکمرانوں پر فٹ کیا ہے وہ در حقیقت امراء الجور یعنی ظالم و فاسق حکمرانوں کے متعلق ہے، لہٰذا یہ مفتی صاحب کا جھوٹ بلکہ کالا جھوٹ ہے!!! فتح الباری اسی عبارت کے متصل یہ بھی موجود ہے کہ "جب حکمران کفر کا مرتکب ہو جائے تو اس کے خلاف خروج واجب ہو جاتا ہے۔" (دیکھیے فتح الباری : 12 / 13، طبع دار السلام)

لیکن مفتی صاحب نے تدلیس سے کام لیتے ہوئے فتح الباری کی یہ عبارت "گول" کر گئے.......!

اشکال نمبر 13۔

اگر کوئی مسلم حکمران منافق ہو اور اللہ کے قانون کی خلاف ورزی کر رہا ہو حالانکہ اس کے پاس اس کو روکنے کی طاقت ہو پھر بھی اس کی حکومت میں زنا کے اڈے اور قرآن و سنت رائج نہ ہو تو پھر کیا کریں گے۔ تو مفتی صاحب نے جواب دیا کہ پھر ہو ظالم ہیں ہمارا کام ہے ان کو دعوت دینا اس کو سمجھانا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حکمران تمہارے جو ظلم کریں گے حقوق غضب کریں گے تم صبر کرنا اور ان کا حق انکو دینا تم نہ ان کے حق مارنا۔ حجاج بن یوسف نے تو علماء قتل کیے مگر ان کے پیچھے نماز پڑھنے والے بھی صحابہ تھے۔

ازالہ:

اس کو کہتے ہیں سوال گندم، جواب چنا۔

مسلم ظالم حکمرانوں سے قتال نہ کرنے کا یہاں سوال ہی نہیں یہاں تو متعدد نواقض اسلام کے مرتکب، اپنے شرک وکفر کا کھلم کھلا اظہار کرنے والے اور نفاذ شریعت کا مطالبہ کرنے والوں سے جنگ کرنے والے اور حربی کافروں کا ساتھ دے کر مسلمانوں کا قتل عام کرنے والے طاغوتی ومرتد حکمرانوں سے قتال کا سوال ہے۔ اصل میں بات کو گول کرنا اور اصل موضوع سے بات کو پھیرنا آپکی "مجبوری" ہے کیونکہ اصل موضوع پر آنے سے آپ کی جماعت کے موقف کا باطل ہونا واضح ہوتا ہے.......!

دوسرا مفتی صاحب کا موجودہ حکمرانوں کو حجاج بن یوسف پر قیاس کرنا کئی لحاظ سے درست نہیں ہے۔

شیخ ابو بصیر طرطوسی حفظہ اللہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

1۔ حقیقت میں حجاج حکمران اور خلیفہ نہیں تھا بلکہ وہ اموی خلافت اور اموی خلفاء کا ایک گورنر اور کارندہ تھا چنانچہ اس سے ظلم وزیادتی، قتل اور انتقام کی جو غلطیاں صادر ہوئیں وہ خلفاء کے دفاع کی قبیل سے تعلق رکھتی تھیں اسی وجہ سے بعض سلف صالحین اس کے ظلم اور اس کی اخطاء کی تاویل کیا کرتے تھے اور اس سے قتال کی بجائے اس کے ظلم پر صبر کرنا زیادہ اولیٰ سمجھتے تھے جبکہ عصرِ حاضر کے طاغوتی حکمران مسلمانوں سے صرف ان کے دین کی وجہ سے جنگ و قتال کرتے ہیں۔ یہ حکمران ان مسلمانوں سے جنگ کرتے ہیں جو ان سے عباد اور بلاد پر نفاذ شریعت اور اقامت خلافت کا مطالبہ کرتے ہیں چنانچہ معاصر حکمرانوں کے ظلم و سرکشی اور حجاج کے ظلم وزیادتی کے اسباب و محرکات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

2۔ حجاج نے اللہ کی شریعت کو تبدیل نہیں کیا تھا....... نہ ہی اس نے امت کے لیے مغرب اور مشرق سے کفریہ قوانین امپورٹ کیے تھے جیسا کہ موجودہ طاغوتی حکمرانوں نے کیا ہے۔

3۔ حجاج ایک مجاہد تھا....... وہ اللہ کے راستے میں جہاد کیا کرتا تھا....... شرک اور اہل شرک سے قتال کیا کرتا تھا۔ وقت کا خلیفہ اسے جدھر بلاتا وہ حاضر ہوتا اور اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتا....... اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں بہت سے علاقے فتح کرائے جو ارضِ اسلام میں ضم ہو گئے....... ان شہروں کے باشندے فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے یا پھر انہوں نے اس سے عہد اور امان حاصل کر لی جبکہ موجودہ طاغوتی حکمرانوں کی نظر میں جہاد جرم اور مجاہدین مجرم ٹھہر چکے ہیں۔ انہوں نے امت کی نعمتیں اور وسائل کافر دشمن کے ہاتھوں بیچ دیئے ہیں۔ انہوں نے دین اسلام، امت اور امت کے بیٹوں کے خلاف دشمنان دین و

ملت کے ساتھ ظاہری اور باطنی دونوں طرح سے پوری پوری موافقت کی ہے.......بنابریں یہ حجاج کی طرف کیسے ہو سکتے ہیں؟. حجاج کا جہاد.......حجاج کی غیرت و مردانگی.......؟

4۔ حجاج کی ان نیکیوں.......اور تاویل کے علی الرغم بعض سلف اس کی تکفیر کرنے سے نہ رکے چنانچہ انہوں نے اس کے مظالم کی وجہ سے اس پر کفر کا فتویٰ لگایا امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

"میں گواہی دیتا ہوں کہ حجاج طاغوت پر ایمان رکھنے والا اور اللہ کے ساتھ کفر کرنے والا ہے" (کتاب الایمان لابن ابی شیبہ رقم:97ص39 شیخ البانی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے)

طاوس تابعی کہتے ہیں:

"مجھے میرے عراق کے بھائیوں پر تعجب ہے کہ وہ حجاج کو مومن سمجھتے ہیں" (کتاب الایمان لابن ابی شیبہ رقم:95ص39 شیخ البانی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے)،(رقم الفتویٰ: 1185)

لہٰذا مفتی صاحب کا موجودہ حکمرانوں کو حجاج پر قیاس کرنا باطل اور مردود ہے۔

اشکال نمبر14۔

آج اگر پاکستان میں اسلام کا نام لینے والے لوگوں اور حکومت کی جنگ ہو جاتی ہے تو اس جنگ سے اسلام مسلمانوں کو فائدہ ہو گا یا ہندو یہودیوں عیسائیوں کو۔ کہ وہ تو پہلے ہی چاہتے ہیں کہ یہ لڑیں، ہمیں چھوڑیں۔

ازالہ:

ہمارا مفتی صاحب سے سوال ہے کہ ایک افغانی افغانستان میں کرزئی کی کلمہ گو فوج سے لڑ رہا ہے۔ آپ جیسا ہی کوئی مفتی اس کو کہتا ہے کہ تم امریکہ یا انڈیا میں جا کر لڑو یہاں تم افغانستان کا نقصان کر رہے ہو، امریکہ تو چاہتا ہے کہ تم کرزئی کے خلاف لڑتے رہو۔ تو کیا آپ اپنے اس مفتی بھائی کی تائید کریں گے یا یہاں پر اپنی دوغلی پالیسی کا ثبوت دیں گے.......؟

علاوہ ازیں حربی کافروں کے فرنٹ لائن اتحادیوں سے جنگ کے فائدے اور نقصانات کیا مفتی مبشر احمد ربانی صاحب بتائیں گے، یا کہ وہ ابطالِ امت جو اسلام کے محاذوں اور مورچوں پر جرأت و استقامت کا پہاڑ بنے ہوئے ہیں، وہ بتائیں گے.......؟؟؟

مفتی صاحب نوٹ فرمالیں کہ صدیوں پہلے ہمارے سلف صالحین اس مسئلے میں اپنی دوٹوک رائے دے چکے ہیں کہ مسائلِ جہاد صرف مجاہد علما سے ہی پوچھے جاتے ہیں! ایک عالم جو خود جہاد سے پیچھے بیٹھ رہنے والوں میں سے ہے اور مفتی صاحب کی طرح جہادو قتال کے اسرار و رموز سے نا آشنا ہے، وہ بھلا کسی قسم کے عملی تجربے کے بغیر....... امورِ جہاد میں کیسے فتویٰ دے سکتا ہے.......؟؟؟

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ایک عالمِ ربّانی اور مجاہد فی سبیل اللہ تھے، بنفسِ نفیس تاتاریوں کے خلاف قتال میں عملاً شریک رہے تھے۔ آپ فقہ الجہاد کے حوالے سے فرماتے ہیں:

" واجب ہے کہ امورِ جہاد میں انہی صحیح اہلِ دین کی رائے کو معتبر مانا جائے جو اہلِ دنیا کے امور میں بھی تجربہ رکھتے ہوں۔ اور اُن اہلِ دنیا کی رائے نہ لی جائے جو دینی امور میں صرف سطحی سی نگاہ رکھتے ہوں، نہ ہی ان اہلِ دین کی رائے لی جائے جنہیں دنیاوی امور کا تجربہ نہ ہو۔" (الفتاویٰ الکبریٰ: کتاب الجہاد، 8/401)

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ اپنے فتاویٰ 28/442 میں فرماتے ہیں:

" امام احمد بن حنبل اور عبد اللہ بن مبارک اور دیگر علماء فرماتے ہیں کہ جب لوگوں کے درمیان کسی بات میں اختلافِ رائے پیدا ہو جائے تو دیکھو کہ محاذوں والے کس طرف ہیں کیونکہ بے شک حق اُن کے ساتھ ہے، اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت: 69)

"جن لوگوں نے ہماری راہ میں جہاد کیا ہم ضرور بالضرور اُن کو اپنے راستوں کی ہدایت دیں گے"

آؤ محاذ والوں سے پوچھتے ہیں

الشیخ المجاہد ابو یحییٰ اللیبی حفظہ اللہ سے مجلہ حطّین کے بھائیوں نے ایک انٹرویو کے دوران یہ سوال پوچھا: '' آپ ان لوگوں کے اعتراض کا کیا جواب دیں گے جو کہتے ہیں کہ پاکستان کا محاذ کھولنے سے مجاہدین کی طاقت منقسم ہو گئی ہے اور ان کی توجہ اصل اور اہم دشمن 'امریکہ' سے ہٹ گئی ہے۔

شیخ ابو یحییٰ حفظہ اللہ اِس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''امریکہ خود اس بات کا اعتراف کر رہا ہے کہ ''دہشت گردی'' کے خلاف جاری جنگ میں پاکستان کو نظر انداز کرنا کسی صورت ممکن نہیں۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ اس وقت افغانستان میں امریکہ کی بقاء کا تمام تر انحصار پاکستان کے تعاون پر ہے۔ لہٰذا حالیہ جنگ میں امریکہ اور پاکستان کے درمیان حد فاصل قائم کرنا سراسر خلافِ حقیقت ہے۔ بتایئے! پاکستان کے قبائلی علاقہ جات میں مجاہدین کے خلاف کون لڑ رہا ہے؟ امریکی فوج تو آج تک قبائل میں نہیں گھسی، یہ تو پاکستانی فوج ہی ہے جو مجاہدین کے خلاف لڑتی ہے۔ سوات کے مسلمانوں اور وہاں شریعت کا جھنڈا بلند کرنے والے مجاہدین کے خلاف کون لڑ رہا ہے؟ امریکی فوج.؟ نہیں! وہاں بھی پاکستانی فوج لڑتی نظر آتی ہے۔ کس نے پاکستان میں سینکڑوں مومن بھائیوں کو گرفتار کر کے امریکہ کے حوالے کیا ہے؟ سی آئی اے نے یا پاکستان کی آئی ایس آئی اور دیگر خفیہ ایجنسیوں نے؟ کس نے پاکستان میں خفیہ عقوبت خانے کھول رکھے ہیں، جہاں مجاہدین کو بدترین تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے؟ یہ سب کارنامے پاکستان ہی کی پیشانی کے سیاہ داغ ہیں۔ لہٰذا پاکستان کو کسی طرح بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جاری امریکی جنگ سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا! پاکستان اب امریکہ کا جزو لا ینفک ہے۔ کیا وجہ ہے کہ امریکی عہدے دار اتنی کثرت سے پاکستان کے دروے کر رہے ہیں؟ اتنے دورے تو انہوں نے افغانستان کے نہیں کئے جتنے وہ پاکستان کے کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ امریکہ کے لئے افغانستان میں اپنے مقاصد کا حصول پاکستان کی شراکت کے بغیر ممکن نہیں رہا۔

اب جیسے ان کے لیے اس جنگ میں پاکستان کو اپنے سے علیحدہ کرنا ممکن نہیں، ہمارے لیے بھی اس جنگ میں پاکستان کو امریکہ سے علیحدہ کرنا ممکن نہیں۔ جس طرح انہوں نے پاکستان کو اہمیت دی ہے اور اسے وہ'' قابلِ قدر'' مقام دیا ہے جو اس کی ''خدمات'' کے عین متقاضی ہے، اسی طرح ہم بھی اسے حالیہ جنگ میں وہی اہمیت دیتے ہیں اور اسی مقام پر رکھتے ہیں جس کا یہ مستحق ہے۔ یعنی ہم اسے بھی اسی طرح ہدف بناتے ہیں جس طرح ہم امریکہ کو بناتے ہیں۔

نیز اس سے مجاہدین کی قوت میں کوئی کمی نہیں آرہی، بلکہ اس کے برعکس الحمد للہ دشمن کی شوکت کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔ دوستوں سے پہلے خود دشمن نے اعتراف کیا ہے کہ پاکستان کے قبائل اور دیگر شہروں میں مجاہدین کی کاروائیوں سے اس خطے میں اس کے استحکام کو شدید دھچکا لگا ہے۔

دیکھیے! امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی 75 فیصد امداد کوئٹہ اور درۂ خیبر سے گزر کر افغانستان جاتی ہے۔ مجاہدین نے جب پشاور میں ان کے صرف سو کنٹینر ہی جلائے تھے تو امریکہ و نیٹو بلک اٹھے، اور فوراً اپنی رسد کے لیے دوسرے راستے تلاش کرنے لگے۔ پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان میں محاذ کو کھولنے سے مجاہدین کی قوت منقسم ہوئی ہے۔ اس سے تو مجاہدین کی قوت مزید بڑھی ہے اور خود امریکہ اس سے براہِ راست نقصان اٹھا رہا ہے۔

پس ہم پاکستان میں موجود مجاہدین کو نصیحت کرتے ہیں کہ آپ اس محاذ کو قطعاً نہ چھوڑیں اور نہ ہی اسے کوئی ذیلی محاذ جانیں۔ یہ تو اب ایک اساسی محاذ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ نیز افغانستان اور پاکستان کے محاذوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس تفریق کی کوئی اصل نہیں، نہ ہی اس کی کوئی شرعی دلیل ہے کہ افغانستان میں جہاد اور پاکستان میں جہاد الگ الگ ہیں۔ ہاں سیاست شرعیہ کے تحت ایسا ہو سکتا ہے، لیکن زمینی حقائق دیکھے جائیں تو خود سیاستِ شرعیہ کا تقاضا ہے کہ پاکستان میں جہاد ہر صورت جاری رہے۔ چنانچہ مجاہدین کو چاہیے کہ وہ پاکستان کی حکومت، فوج اور خفیہ اداروں کے خلاف جہاد اسی طرح جاری رکھیں جس طرح وہ افغانستان میں افغان ملی فوج اور امریکہ و نیٹو کے خلاف جہاد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ (حطین شمارہ نمبر 5، ص108-109)

شیخ ابو یحییٰ اپنی کتاب "حد السنان" میں لکھتے ہیں:

الغرض، پاکستانی حکومت، فوج، پولیس اور جاسوسی ادارے بحیثیت مجموعی قوت و شوکت کا حامل ایک طائفۂ ممتنعہ ہیں۔ یہ طائفۂ ممتنعہ صلیبی جھنڈے تلے کھڑا ہر ممکن ذریعے سے اہل اسلام کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ اس نے اپنی زمین، پانی اور فضائیں کفار کے لیے مسخر کر رکھی ہیں تاکہ وہ افغانستان و پاکستان کے کمزور و ضعیف مسلمانوں پر بمباری کریں اور اسلام و مسلمانوں کو نابود کرنے کی سعیٔ مذموم بلا روک ٹوک جاری رکھیں۔ صلیبی لشکر کے تمام تر ساز و سامان کی رسد آج تک انہیں غداروں کی اجازت، حمایت اور حفاظت سے جاری ہے۔

صلیبی قوتوں کے یہ گماشتے مسلمان مجاہدین کو پکڑ پکڑ کر امریکا کے حوالے کرتے ہیں تا کہ وہ انہیں اسلام کا نام لینے کی سزا دیں، ان کی عزتیں پامال کریں اور ان کے جذبات مجروح کرنے کے لیے ان کی آنکھوں کے سامنے قرآنِ عالی شان کی بے حرمتی کریں۔ بلکہ ان کی ضمیر فروشی اس حد تک پہنچ چکی کہ یہ ہماری عفت مآب مسلمان بہنوں تک کو امریکہ کے ہاتھ بیچ کر ڈالر وصول کرنے سے نہیں شرماتے۔ پھر اس سب پر مستزاد وہ پہلے ذکر کردہ مکروہ جرائم ہیں .... یعنی نفاذِ شریعت سے انکار اور شیطانی قوانین کے نفاذ پر اصرار! کیا ان سب صریح اور قبیح جرائم کے بعد بھی اس امر میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے کہ ان مجرمین کے خلاف قتال واجب ہے؟ کیا اب بھی تردد کی کوئی گنجائش باقی ہے؟ کیا کوئی انصاف پسند شخص اس حقیقت کا انکار کر سکتا ہے کہ جن مانعینِ زکوۃ کے خلاف قتال پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین متفق تھے، ان مجرمینِ عصر حاضر کا شر و فساد ان سے بدر جہا زیادہ ہے؟ (حدالسنان اردو ترجمہ شمشیر بے نیام: ص103,104)

پاکستانی فوج کے خلاف قتال بھی امریکہ کے خلاف فرض عین جہاد کا جزو ہے

یہ بات تو ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف دفاعی قتال آج فرض عین ہے۔ پھر یہ حقیقت بھی سمجھی جانتے ہیں کہ پاکستانی فوج، بزبان خود، امریکہ کی "صف اول کی اتحادی" ہے آج امریکہ نے افغانستان مین جس ظلم و فساد کا بازار گرم کر رکھا ہے، حکومت پاکستان اور افواج پاکستان اس میں پوری طرح شریک و معاون ہیں۔ گزشتہ آٹھ سالوں میں پاکستانی فوج اور خفیہ اداروں نے امریکہ کے ہر حکم اور ہر خواہش کو پورا کرنے کی سعی کی ہے۔ امریکی خوشنودی کی خاطر پاکستانی جیلیں صالح نوجوانوں اور مجاہدین سے بھر دی گئی ہیں، جہاں ان کے جسم صبح شام ادھیڑے جاتے ہیں تا کہ امریکہ کو اس کی مطلوبہ معلومات فراہم کی جا سکیں۔ افغانستان میں جاری امریکی جنگ ہی کو تقویت بخشنے کے لیے پاکستانی فوج کا معتد بہ حصہ پاک افغان سرحد پر متعین کر دیا گیا ہے تا کہ پاکستان میں موجود مجاہدین کو اپنے افغان بھائیوں کی مدد کرنے سے روکا جا سکے۔ یہ اور ایسے ہی دیگر ناقابلِ تردید حقائق اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ پاکستانی فوج بھی دراصل امریکی فوج ہی کے جزو کے طور پر کام کر رہی ہے۔ اسی لیے پاکستانی فوج کے خلاف قتال دراصل امریکی فوج ہی کے خلاف قتال ہے اور جو کوئی افغانستان سے عالمی صلیبی اتحاد کو نکالنے میں واقعتاً سنجیدہ ہو، اسے لامحالہ پاکستان میں اس اتحادی کی ریڑھ کی ہڈی (یعنی پاکستانی فوج) پر ضرب لگانی ہو گی۔ پس یہ بات واضح رہے کہ پاکستان میں جاری مبارک قتال امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف فرض عین جہاد ہی کا ایک اساسی حصہ اور ناگزیر تقاضہ ہے۔

اگر افغانی فوج سے لڑنا واجب ہے تو پاکستانی فوج سے لڑنا حرام کیوں.......؟

نیز انہی سب حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے بتایئے کہ افغانستان میں امریکہ کا ساتھ دینے والی افغانی فوج اور پاکستان میں امریکہ کا ساتھ دینے والی پاکستانی فوج میں خالصتاً شرعی نکتۂ نظر سے کیا فرق ہے؟....... جبکہ دونوں کے جرائم بھی ایک سے ہیں اور دونوں اسی آقا کی خدمت میں مصروف ہیں جس نے اس خطے میں ظلم وفساد کا بازار گرم کر رکھا ہے! وہ کونسا شرعی اصول ہے جو افغان فوجی سے قتال کو مباح اور پاکستانی فوجی سے قتال کو حرام قرار دیتا ہے؟ ہم تو قرآن وحدیث سے یہی بات سمجھے ہیں کہ شریعت حقائق پر حکم لگاتی ہے....... محض ناموں، رنگوں یا خود ساختہ جغرافیائی حد بندیوں کی بنیاد پر شرعی احکامات تبدیل نہیں ہوتے۔ نہ تو کسی افغانی فوجی سے لڑنا اس لیے واجب ہے کہ وہ "افغانی" ہے، اور نہ ہی کسی پاکستانی فوجی سے لڑنا اس لیے ممنوع ہو سکتا ہے کہ وہ "پاکستانی" ہے....... بلکہ کسی امریکی سے بھی صرف اس لیے لڑنا فرض نہیں کہ وہ "امریکی" ہے۔ یہ جہاد تو شریعت میں بیان کردہ ایک خاص وصف کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ جس فرد یا گروہ میں بھی وہ وصف پایا جائے گا، اس کے خلاف قتال فرض ہو جائے گا۔ اور اس مقام پر جس وصف کو بیان کرنا مقصود ہے، وہ ہے امریکیوں کا "عدوِّ صائل (حملہ آور دشمن) ہونا اور پاکستانی و افغانی، دونوں افواج کا اس عدوِّ صائل کا ساتھ دینا۔ پس جب ان دونوں افواج کا جرم ایک ہے، تو ان دونوں کا شرعی حکم بھی ایک ہی ہو گا۔
حدالسنان (اردو ترجمہ شمشیر بے نیام: ص115,116)

مفتی صاحب! شیخ ابو یحییٰ نے اپنی یہ کتاب میدان جہاد سے دور بیٹھ کر "المکتبہ الربّانیہ" جیسے کسی ائیر کنڈیشنز کمرے میں بیٹھ کر لکھنے کی بجائے اسلام اور جہاد کے مورچوں میں بیٹھ کر، ڈرون حملوں کی بوچھاڑ میں تحریر کی ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ عالمِ باعمل طاغوتِ اکبر امریکہ کو مطلوب ترین افراد کی لسٹ میں شامل ہے....... جبکہ دوسری طرف ان کے ناقدین اپنے تمام تر علمی و تحقیقی قد کاٹھ کے باجود امریکہ کے لیے ذرا بھی پریشانی کا باعث نہیں ہیں.......!

اشکال نمبر 15۔

ومن لم یحکم والی آیت کے سوال کے جواب میں کہا کہ اسکا جواب ہو چکا۔ اسکی تفسیر کس نے کرنی ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ والی روایت بھی ہے آیئے حدیث بھی سنا دیں۔ "اسلام کے کڑے ایک ایک کر کے ٹوٹتا جائے گا۔ جب ایک کڑا ٹوٹ جائے گا تو لوگ اس سے متصل کڑے سے چمٹ جائیں گے۔ اور جو پہلا کڑا ٹوٹے گا وہ تحکیم کا ہو گا۔ غور کریں کڑا کیسے بنتا ہے سنگل اکھٹے کیے کئی کنڈے ہوتے ہیں ناں۔ اب ایک سنگل ہے آپ کے پاس

اس سنگل (زنجیر) کا ایک کنڈا اٹوٹ گیا سنگل ختم ہو گیا یا اس کا وجود باقی ہے۔ باقی ہے ناں۔ ایک کڑا کم ہوا ہے نا تو فرمایا اسلام جو ہے وہ ایک ایک کڑا کر کے ٹوٹے گا۔ پہلا کڑا جو ٹوٹے گا وہ تحکیم والا ہو گا۔ اب حکم والا کڑا اٹوٹ گیا۔ پیچھے اسلام ہے کہ نہیں ہے تو پھر وہ کون سا کفر ہوا جو اسلام سے خارج کرتا ہے یا ظالم، فاسق، فاجر، ظالم بناتا ہے اور مسلمان وہ رہتا ہے۔

ازالہ:

آیت و من لم یحکم....... اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کی صحیح تفسیر پہلے حصے کے اشکال نمبر 8 میں بیان ہو چکی ہے۔ البتہ اب مفتی صاحب نے حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کڑے والی مثال دے کر نئی حکمت جھاڑنے کی کوشش کی ہے۔ مثال تو سنگل (زنجیر) کی دے دی مگر یہ نہ جان سکے کہ پھر مجھے اس کو ثابت کرنے کے لئے کیا پاپڑ بیلنے پڑیں گے اور سلف کی تشریح اور فہم کے بغیر عقلی طور پر کہہ رہے ہیں کہ ایک ایک کڑا اٹوٹنے سے زنجیر باقی رہے گی لہٰذا اسلام بھی باقی رہے گا!!! بقول شاعر ؂

کم من عائب قولاً صحیحاً

و آفتہ من الفہم السقیم

"کتنے ہی لوگ درست بات میں عیب جوئی کرنے والے ہوتے ہیں، جب کہ اُن کی اصل مصیبت بیمار عقل ہوتی ہے"

کیا مفتی صاحب نیچے سوالوں کے جواب دے سکتے ہیں۔

ا۔ ایک تحکیم کا کڑا وہ ہے جو تاتاریوں نے توڑا تھا اور مفتی صاحب کے بقول وہ کافر ہو گئے تھے۔ اور ایک تحکیم کا کڑا ہمارے حکمران توڑ رہے ہیں۔ ذرا بتائیں ان میں سے اسلام کا کڑا کون سا ہے؟ اگر دونوں کڑے غیر ناقضِ اسلام ہیں تو پھر تاتاری کیسے کافر ہو گئے تھے کیونکہ انہوں نے ساری کی ساری زنجیر کو تو نہیں توڑا تھا.......؟؟؟؟

۲۔ پہلا کڑا تحکیم اور آخری کڑا نماز ہے۔ تو کیا اس زنجیر کے درمیان میں کوئی ایسا کڑا نہیں جو کفر اکبر یا نواقضِ اسلام میں سے ہو؟؟؟ اگر درمیان میں کوئی بھی کڑا نواقضِ اسلام میں سے نہیں ہے تو پھر کس ناقض کے تحت اسلام ختم ہو جاتا ہے؟؟؟؟

۳۔ آیت "ومن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ......." میں بھی ایک کڑے کا ذکر ہے کیا وہ اسلام کی زنجیر میں شامل ہے یا نہیں اور کیا اس کو توڑنے سے بھی اسلام ختم نہیں ہوتا؟؟؟؟

مفتی صاحب کو چاہیے تھا کہ اس میں تھوڑی سی مزید وضاحت کر دیتے کہ پہلا کڑا حکم کا اور آخری کڑا نماز کا ہے اور درمیان میں یہ یہ کڑے ہیں۔ جب آپ لوگوں کو بتا دیتے کہ یہ فلاں فلاں کڑے ہیں ایک دو کو بچا کر ان سب کو توڑ دو پھر بھی تمہاری زنجیر کی شکل باقی رہے گی اور تمہارے اسلام پر کوئی حرف نہیں آئے گا؟؟؟ پھر ہم دیکھتے کہ آپ کی یہ دوائی کیسے ہاتھوں ہاتھ صوفیوں، سیکولروں اور طاغوتی حکمرانوں کے ہاتھ فروخت ہوتی۔ موجودہ حالات میں طاغوتی حکمرانوں کے لیے فکر ارجاء سے بڑھ کر بھی کوئی سوغات ہو سکتی ہے ؟!!

امام نضر بن شمیل بخاری و مسلم کے راوی اور اہل سنت کے ائمہ میں سے شمار ہوتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر نے ان کا کیا ہی خوبصورت قول نقل کیا ہے۔ نضر بن شمیل فرماتے ہیں:

میں مامون کے پاس آیا.......

مامون کہنے لگا نضر کیسے ہو؟

میں نے کہا امیر المومنین خیریت سے ہوں۔

مامون نے پوچھا: ارجاء کیا ہے؟

میں نے کہا: وہ ایسا دین ہے جو بادشاہوں کو پسند ہے۔ وہ اس کے ذریعے سے اپنی دنیا کماتے ہیں اور اپنے دین کو ناکارہ کر دیتے ہیں۔

مامون نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ : 10/276)

مفتی صاحب نے ارجاء کی حدوں کو پھلانگتے ہوئے اور حدیث کی عقلی تفسیر کرتے ہوئے تمام کڑوں کو غیر ناقضِ اسلام بنا دیا ہے، تاکہ ہر ملحد اور زندگی کے ہاتھوں اسلام کھلونا بن کر رہ جائے۔

البتہ مذکورہ حدیث میں جس کڑے کے ٹوٹنے کا ذکر ہے اس سے مراد غیر ناقضِ اسلام والا کڑا ہی ہے اس کی تائید درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اول من یغیر سنتی رجل من بنی امیة

”میرے طریقے کو سب سے پہلے بنوامیہ کا ایک شخص تبدیل کرے گا (سلسلة الاحادیث الصحیحة : 1749،صحیح الجامع الصغیر : 2582)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پچھلی حدیث میں جس کڑے کے ٹوٹنے کا ذکر ہے اس سے مراد غیر ناقضِ اسلام والا کڑا ہے جس کے ٹوٹنے سے کفر و ارتداد لازم نہیں آتا کیونکہ سب سے پہلے جس دور میں یہ کڑا ٹوٹا تھا وہ بنوامیہ کا دور تھا جب انہوں نے اسلامی نظام حکومت کو تبدیل کیا اور شورائی طریقہ انتخاب کی بجائے وراثتی طریقہ انتخاب سے خلیفہ کی تقرری کی۔ پس اس سے مراد شورائی طریقہ انتخاب کی بجائے وراثتی طریقہ انتخاب ہے جو کہ نہ تو کفر ہے اور نہ ہی نواقضِ اسلام میں سے ہے۔یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شورائی طریقہ انتخاب کو چھوڑنے کے باوجود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور بنوامیہ کے دوسرے خلفاء کو کبھی کافر قرار نہیں دیا، کیونکہ انہوں نے اللہ کی شریعت کو چھوڑ کر وضعی اور کفریہ قوانین نافذ نہیں کیے تھے۔نہ ہی کبھی انہوں نے شریعت کے سوا کسی اور چیز کو اپنے لیے مرجع اور قانون کا درجہ دیا تھا۔نہ ہی کبھی انہوں نے اللہ کی شریعت کے خلاف قانون سازیاں کی تھیں بلکہ ان کے دورِ حکومت میں اللہ کی شریعت کی بالادستی قائم تھی اور شرعی قوانین نافذ تھے۔اس کے برعکس جب تاتاریوں نے اپنا وضعی قانون ”یاسق“ نافذ کیا تو اس وقت کے ائمہ دین ابن تیمیہ اور ابن کثیر وغیرہ نے ان کو اور ان جیسے دوسرے لوگوں کو کافر قرار دیا اور ان کے کافر ہونے پر سب علماء کا اجماع نقل کیا۔یعنی تاتاریوں کے دور میں جس کڑے کو توڑا گیا تھا وہ ناقضِ اسلام والا کڑا تھا اسی وجہ سے ان کو کافر قرار دیا گیا تھا اور موجود حکمرانوں نے بھی جس کڑے کو توڑ رکھا ہے وہ بھی تاتاریوں کی طرح ناقضِ اسلام والا کڑا ہے جس سے کفر و ارتداد لازم آتا ہے نا کہ وہ کڑا جو بنوامیہ نے توڑا تھا یعنی غیر ناقضِ اسلام والا کڑا جس سے کفر و ارتداد لازم نہیں آتا۔فافهم وتدبّر۔

اشکال نمبر16۔

مرتد کی سزا قتل ہے کیا اس کو ذبح بھی کیا جا سکتا ہے؟جواب دیا قتل بتایا ہے قتل کی کوئی صورت بھی ہو سکتی ہے آپ نے فرمایا:من بدل دینه فاقتلوه....... جس نے اپنا دین بدلا اسکو قتل کرنا ہے البتہ اب یہ حکم کس کے لیے ہے ہر کوئی قتل کر دے یہ حدود ہیں حدود کا نفاذ مسلمان حکمران کا کام ہے عامی آدمی کا کام نہیں ہے جس کے پاس سلطہ ہے حکومت ہے اس کا کام ہے حدود کا نفاذ کرنا

ازالہ:

حدود کا نفاذ بے شک مسلمان حکمران کا کام ہے مگر جب وہ متعدد نواقضِ اسلام اور کفرِ بواح کا مرتکب ہو کر مسلمان ہی نہ رہے اور حدود کو معطل کر دے تو پھر مصلحہ اور مفسدہ کا لحاظ کرتے ہوئے یقیناً حدود کا نفاذ ہو سکتا ہے۔ (دیکھیے، تیسیرالفقہ الجامع للاختیارات الفقھیۃ لشیخ الاسلام ابن تیمیہ 1432 / 3 طبع دار ابن الجوزی)

مثلاً جب جہاد کے نتیجے میں کچھ علاقے پر کنٹرول حاصل ہو جائے چاہے مکمل نہ ہی ہو جیسے حرکۃ الشباب المجاہدین نے وہاں صومالیہ کی نام نہاد مسلمان حکومت کے خلاف جہاد کرتے ہوئے اپنے زیرِ کنٹرول علاقے میں شریعت نافذ کر رکھی ہے (ہفت روزہ ندائے ملت 3 تا 9 جون کی رپورٹ کے مطابق صومالیہ اب مکمل طور پر حرکۃ الشباب المجاہدین کے زیرِ کنٹرول ہے۔ الحمد للہ) اور جس طرح عراقی مجاہدین کی امارتِ اسلامیہ "دولۃ العراق الاسلامیہ" نے اپنے زیرِ کنٹرول علاقوں میں شریعت نافذ کر رکھی ہے اور وہاں مجاہدین شرک کے اڈوں، پوجی جائے والی قبروں اور مزارات کو گرا رہے ہیں اور جاسوسوں و مرتدوں پر شرعی حدود کا نفاذ کر رہے ہیں۔ وللہ الحمد۔ ایسی ویڈیوز بھی انٹرنیٹ پر موجود ہیں جن میں کوڑے مارنے اور رجم کرنے کی تصاویر بھی موجود ہیں اور جس طرح سوات کے مجاہدین نے وہاں پوجی جانے والی قبروں اور مزارات کو مسمار کیا، شرک کے اڈوں کا خاتمہ کیا، قبر پرستوں کے کئی سرغنوں کو کیفرِ کردار تک پہنچایا اور وہاں کئی شرعی حدود کا نفاذ بھی کیا۔ جزاھم اللہ عنا وعن المسلمین خیر الجزاء

جماعۃ الدعوۃ کی ایسے "مسلمان" حکمرانوں کے ہوتے ہوئے اپنی شرعی عدالت ہے جس میں قتل، لڑائی، زنا، چوری تک کے فیصلے ہوتے ہیں۔ ذرا بتائیں کہ اگر یہ حکمران مسلمان ہیں، تو پھر فیصلہ کرنا ان کا حق ہوا ان سے یہ حق کیوں نہیں لیا جاتا ہے.؟ عام صلح وغیرہ کی بات نہیں ہو رہی بلکہ حدود کے فیصلے جن کو اسلامی حکومت کے اندر دوسرا نہیں کر سکتا وہ فیصلے بھی جماعۃ الدعوۃ کی شرعی عدالت کرتی ہے۔ حتیٰ کہ آپ کو پتا ہو گا کہ مرکز طیبہ مرید کے میں غیر شادی شدہ زانی کو کوڑے بھی مارے گئے تھے.......!

جماعۃ الدعوۃ والے اپنی شرعی عدالت میں حدود کی سزاؤں والے وہ تمام کام کر لیتے ہیں، جن کا حکومت کو پتا نہ چل سکے۔ اگر حکومت سے چھپ کر کوئی حد لگا سکتے تو لگا دیتے ہیں (جیسے کشمیر میں انہوں نے جاسوسی کرنے کی وجہ سے کئی کلمہ گو افراد کو قتل کیا ہے مثلاً سابقہ کلمہ گو مجاہد کو کاپرے) لیکن طالبان یا القاعدہ کے مجاہدین اگر کسی مرتد وغیرہ پر کوئی شرعی حد نافذ کرتے ہیں تو یہاں

پر مفتی صاحب کو اعتراض ہے اور کہتے ہیں کہ یہ صرف حکمران کا کام ہے حالانکہ جماعۃ الدعوۃ کی نسبت طالبان کے زیر کنٹرول زیادہ علاقے ہیں اگر یقین نہیں تو قبائلی علاقہ جات میں جاکر خود دیکھ لیں آپ کو حکومتی رٹ کی اصل حقیقت کا علم ہو جائے گا۔ لیکن بقول شاعر ؎

تیری زلف میں پہنچی تو حُسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامۂ سیاہ میں تھی

مفتی صاحب سے چند گزارشات

مفتی صاحب ہم سب نے ایک دن مرنا ہے اور اپنے رب سے ملاقات کرنی ہے .... اللہ کی عدالت میں حاضر ہونا ہے لہٰذا اللہ سے ڈریئے ....! کیا اس دن یہ قبر پرست، رافضی، ظالم اور کئی قسم کے نواقض کے مرتکب طاغوتی حکمران آپ کے کچھ کام آسکیں گے کہ جن کو بچانے اور ان کا دفاع کرنے کے لیے آپ اتنا زور صرف کر رہے ہیں ....؟ مفتی صاحب آپ القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کے پیچھے تو لٹھ لے کر پڑے ہوئے ہیں کیا آپ کو حکمرانوں کا کفر و شرک اور ان کا ظلم و طغیان نظر نہیں آتا؟؟؟؟ کیا پاکستان میں باقی سارے فتنے ختم ہو گئے ہیں صرف القاعدہ اور طالبان کا فتنہ باقی رہ گیا ہے ....! مفتی صاحب اگر آپ حق کا اظہار کرنے، حق اور اہل حق کی پشتیبانی اور نصرت کرنے سے عاجز آگئے ہیں تو کم از کم خاموش رہیں اور باطل کی حمایت تو نہ کریں .... مجاہدین کے خلاف ظالموں کا دفاع تو مت کریں!!! اگر آپ کے پاس طواغیت کے سینوں میں تیر پیوست کرنے کی ہمت نہیں تو ان تیروں کو القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کے سینوں میں پیوست مت کیجیے ....! اگر آپ مستضعفین اور مجاہدین کا دفاع کرنے سے عاجز آگئے ہیں تو مجرم طواغیت کا دفاع مت کیجیے! .... مفتی صاحب اگر آپ حق و باطل کے اس فیصلہ کن معرکے میں موحدین و مجاہدین کی صف میں کھڑا ہونے سے عاجز آگئے ہیں تو کم از کم ظالم طواغیت کی صف میں تو مت کھڑے ہوں .... اگر آپ مستضعفین کے حق میں بول نہیں سکتے تو کم از کم ظالم، طاغوتی اور قبر پرست حکمرانوں کے حق میں باطل دلائل تو مت تراشیں .... عصر حاضر کی صلیبی جنگ اور حق و باطل کے اس فیصلہ کن معرکے میں یہ حکمران کدھر کھڑے ہیں کیا آپ کو معلوم نہیں ....؟

مفتی صاحب اس تحریر میں آپ کے متعلق اگر کوئی سخت جملہ یا سوء ادب کا پہلو نکلتا ہے تو اس کی وجہ ہمارا آپ سے کوئی شخصی جھگڑا یا ذاتی اختلاف ہرگز نہیں ہے بلکہ جس وقت آپ نے مجاہدین اسلام پر طعن شروع کر دیا اور جگہ جگہ ان کے خلاف

تقریریں کرنے لگے اور حربی کافروں کے فرنٹ لائن اتحادی ظالم وطاغوتی حکمرانوں کا دفاع کرنا شروع کر دیا، تب ہم پر ان مجاہدین کا دفاع کرنا ضروری ہو گیا اور یہ تمام مسلمانوں پر فرض ولازم ہے کیونکہ وہ اپنا خون پیش کر کے اپنے سر کٹوا کر دینِ اسلام کا دفاع کر رہے ہیں....... کیا ہم امت کے ان غیرت مند بیٹوں اور اسلام کے ان شہسواروں کا اپنے قلم اور زبان سے بھی دفاع کرنے سے عاجز آ گئے ہیں.......؟ کیا اسلام کی سر بلندی کے لیے اپنے اہل و عیال اپنا وطن اپنی عیش و عشرت اور شہزادوں والی زندگی چھوڑنے والوں کا ہم پر اتنا حق بھی نہیں ہے.......؟

محترم مفتی صاحب! یہ ایک مشفق کی نصیحت ہے جو آپ کی خیر خواہی اور بھلائی کا ادارہ رکھتا ہے......... مجھے امید ہے کہ ہمارا آپ سے اختلاف یا ہوائے نفس آپ کو چند لمحات کے لیے تنہائی میں غور وفکر کرنے سے نہیں روکے گا۔ بڑی تواضع اور ادب کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے اس فرمانِ مبارک پر غور کیجیے!

من اتی ابواب السطان افتتن، وما ازداد احد من السلطان قرباً الا ازداد من الله بعداً (سلسلة الاحاديث الصحيحة : 1272،ترمذی : 2256،ابوداؤد : 2859)،(مسند احمد : 1/357، 440-2/371)

"جو شخص حکمران کے دروازوں پر حاضر ہو گا وہ فتنے میں مبتلا ہو جائے گا اور جتنا کوئی شخص حکمران کا قرب اختیار کرے گا اتنا ہی وہ اللہ سے دور ہو تا جائے گا۔"

مفتی صاحب غور فرمائیں! اللہ کے نبی ﷺ کا یہ فرمان مبارک مسلمان حکمران کے بارے میں ہے تو جو شخص کئی نواقضِ اسلام کے مرتکب، طاغوتی، قبر پرست اور رافضی عقائد و نظریات رکھنے والے کافر و مرتد حکمرانوں کا تقرب حاصل کرتا ہے تو یقینا ایسا آدمی بالاولی فتنے اور انتکاس کا شکار ہو گا....... ایسا آدمی اللہ سے دور....... اس کی توفیق سے دور....... اس کے دین سے دور....... اور اس کی رحمت سے دور ہو جائے گا.......!

مفتی صاحب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو غور سے پڑھیے گا!

﴿قَالَ رَبِّ بِمَآ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ﴾ (القصص: 17)

"(موسیٰ نے) کہا اے میرے رب! اس وجہ سے کہ تو نے مجھ پر انعام کیا، تو میں کبھی بھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔"

﴿فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ﴾(القصص: 86)

''سو تو ہر گز کافروں کا مدد گار نہ بن''

مفتی صاحب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مبارک کو بھی ذرا غور سے پڑھیے گا۔

﴿إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللّهُ وَلاَ تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا وَاسْتَغْفِرِ اللّهَ إِنَّ اللّهَ كَانَ غَفُوراً رَّحِيماً وَلاَ تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ إِنَّ اللّهَ لاَ يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّاناً أَثِيماً﴾

''بے شک ہم نے تیری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی، تاکہ تو لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کرے جو اللہ نے تجھے دکھایا ہے اور تو خیانت کرنے والوں کی خاطر جھگڑنے والا نہ بن۔ اور اللہ سے بخشش مانگ، یقیناً اللہ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے اور ان لوگوں کی طرف سے جھگڑا نہ کر جو اپنی جانوں سے خیانت کرتے ہیں، یقیناً اللہ ایسے شخص سے محبت نہیں کرتا جو ہمیشہ بہت خائن، سخت گناہ گار ہو۔'' (سورۃ النساء: 105,106,107)

﴿هَاأَنتُمْ هَؤُلاء جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَمَن يُجَادِلُ اللّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَم مَّن يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلاً﴾(النساء : 109)

''سن لو! تمہی وہ لوگ ہو جنہوں نے ان کی طرف سے دنیا کی زندگی میں جھگڑا کیا، تو ان کی طرف سے اللہ سے قیامت کے دن کون جھگڑے گا، یا کون ان پر وکیل ہو گا؟''

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت، وما توفیقی الا باللہ ط علیه توکلت والیه انیب

وصلی اللہ علی سیدنا ونبینا محمد، وعلی آله وصحبه وسلّم۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین


الموحدین
اسلامی لائبریری